کتاب و سنت پر مبنی مسلم خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

مطلع الفجر

لاہور

خصوصی اشاعت

بیاد

مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ

بانی مدرسہ تدریس القرآن والحدیث، للبنات

مفسر قرآن   خطاط قرآن

مصنف کتب کثیرہ   صدارتی ایوارڈ یافتہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن فہمی کے لیے ایک منفرد کاوش

مترادفات القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ

اور تیار رکھو ان کے لیے قوت جو تم سے ہوسکے

رسول اکرم ﷺ

بحیثیت

الشمس والقمر بحسبان

سورج اور چاند مقررہ حساب کے مطابق گردش کر رہے ہیں

شریعت و طریقت

مولانا عبدالرحمن کیلانی

پرویزیت و رفتنہ انکار حدیث کے جواب میں ایک

لاجواب کتاب

آئینہ پرویزیت

خلافت و جمہوریت

مع جوابات

○ سوالنامہ اسلامی نظریاتی کونسل ۱۹۸۱ء

○ سوالنامہ وفاقی شرعی عدالت ۱۹۸۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیه

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فرقان عظیم

کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لئے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اسے راستہ دکھایا' خواہ وہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

کفر کرنے والوں کے لئے ہم نے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے۔ نیک لوگ جنت میں مشروب کے ایسے ساغر پئیں گے جن میں آب کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک بہتا چشمہ ہوگا جس کے پانی کے ساتھ اللہ کے بندے مشروب پئیں گے اور جہاں چاہیں گے سہولت کے ساتھ اس کی شاخیں نکال لیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ' ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا انتہائی طویل دن ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچائے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا اور ان کے صبر کے بدلے میں انہیں جنت میں ریشمی لباس عطا کرے گا۔ وہاں وہ اونچی مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے نہ انہیں دھوپ کی گرمی ستائے گی نہ جاڑے کی ٹھر۔ جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہوگی اور اس کے پھل ہر وقت ان کے بس میں ہوں گے (کہ جس طرح چاہیں انہیں توڑ لیں) ان کے آگے چاندی اور شیشے کے پیالے گردش کرائے جا رہے ہوں گے' شیشے بھی وہ جو چاندی کی قسم کے ہوں گے اور ان کو (جنت کے منتظمین نے) ٹھیک اندازے کے مطابق بھرا ہوگا۔ ان کو وہاں ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی' یہ جنت کا ایک چشمہ ہوگا جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔

(سورہ دہر آیت ۱ تا آیت ۱۸)

فرمان رسول

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن تقریر فرمائی' اس میں آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کی تعریف فرمائی کہ "یہ لوگ دوسروں کو دین کی باتیں بتاتے ہیں۔" پھر فرمایا "ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دینی سوجھ بوجھ نہیں پیدا کرتے؟ ان کو تعلیم کیوں نہیں دیتے؟ ان کو نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ بری باتوں سے کیوں نہیں روکتے؟ اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ دین کی باتیں نہیں سیکھتے؟ کیوں اپنے اندر دینی سمجھ پیدا نہیں کرتے؟ کیوں دین نہ جاننے کے نتائج معلوم نہیں کرتے؟ اللہ کی قسم! لوگوں کو آس پاس کی آبادی کو دین سکھانا ہوگا' ان کے اندر دینی شعور پیدا کرنا ہوگا' وعظ و تلقین کا کام کرنا ہوگا اور لوگوں کو لازماً اپنے قریب کے لوگوں سے دین سیکھنا ہوگا' اپنے اندر دینی سوجھ بوجھ پیدا کرنی ہوگی اور وعظ و نصیحت قبول کرنا ہوگا' ورنہ میں انہیں اس دنیا میں جلد سزا دوں گا۔"

اس کے بعد آپ منبر سے اتر آئے' لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ آپ ﷺ کا روئے سخن کن لوگوں کی طرف تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا آپ ﷺ کا اشارہ قبیلہ اشعری کی طرف تھا' یہ لوگ دین کا علم رکھتے ہیں اور ان کے قریب دین سے ناواقف و بے پرواہ دیہاتی بستے ہیں اور اشعری لوگ ان میں دعوت و تبلیغ سے غافل ہیں۔

جب حضور ﷺ کی اس تقریر کی خبر اشعری لوگوں کو ملی تو وہ آپ کے پاس آئے اور کہا حضور ہم سے کیا قصور سرزد ہوا کہ ہم پر غضب ناک ہوئے۔ آپ نے فرمایا "لوگ لازماً اپنے پاس پڑوس والوں کو دین کی تعلیم دیں' انہیں وعظ اور نصیحت کریں اور بری باتوں سے روکیں' اسی طرح لوگوں کو اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھنا ہوگا' وعظ و نصیحت قبول کرنا ہوگا' ورنہ میں لوگوں کو دنیا میں جلد سزا دوں گا۔"

اشعری حضرات نے پوچھا "کیا تعلیم و تبلیغ بھی ہماری ذمہ داری ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔"

ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں ایک سال کی مہلت دی جائے (جس میں وہ دعوت و تبلیغ کا کام کریں گے) چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں ایک سال کی مہلت دی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا' ان پر اللہ کی لعنت ہو۔" (طبرانی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت پر مبنی مسلم خواتین کا ترجمان

ماہنامہ مطلع الفجر لاہور

جلد | شمارہ

ناشر: دفتر مطلع الفجر
۵۰۔ لوئر مال لاہور

زیر سرپرستی
عبدالمالک مجاہد

مدیرہ مسئول
انیسہ فردوس

مجلس ادارت
ندیا راشد
رفاقت ارتضیٰ اعوان
نزہت سیفی

مدیر
احسان اللہ ظفر

معاونات مدیرہ
ڈاکٹر عطیہ انصاری
ڈاکٹر نزہت
عطیہ رحمٰن اسد
روبینہ ظہیر — شاہین نسیم
حمیرا کمال
مطلوب حبیب

مجلس مشاورت
بلقیس رشید — نسرین
زاہدہ صدیق — فرزانہ جاوید
شاہانہ انور — عطیہ صدیقی
فرخندہ — فرحت ہاشمی

معاونات قلم نگار
مسز عابد الٰہی — جمیلہ یوسف
مشہودہ نیّر — شگفتہ — آمنہ حیدر
ریحانہ سعادت

ٹائپ سیٹنگ:
علی حیدر حکیم

مالی امور
صبیحہ صابر

تعلقات عامہ:
ڈاکٹر انجم لطیف — مسز منظور
خورشید مسرت — ڈاکٹر سعیدہ

خصوصی اشاعت
قیمت/۱۰۰ روپے

مطبع
احد پرنٹنگ پریس
۵۰۔ لوئر مال (نزد ایم اے او کالج)
فون ۷۲۴۰۰۲۴ - ۷۲۳۲۴۰۰
فیکس ۷۳۵۴۰۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

اداریہ — اے اللہ گواہ رہنا
احسان اللہ ظفر 3

تذکرۂ ایام- تصنیف و تالیف
حافظ صلاح الدین یوسف 5

کیلیانوالہ - فن خطاطی کا قدیم مرکز
مولانا عبدالرحمٰن کیلانی 18

جن مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کو میں جانتا ہوں
عبدالمالک مجاہد 25

مولانا عبدالرحمٰن کی یاد میں
ام سیف اللہ 29

شمع بجھتی ہے روشنی دے کر
اباجیؒ ایک مثالی سسر
طاہرہ حبیب الرحمٰن 30

آہ! میرا بھائی' میرا استاد اور میرا بہنوئی
عبدالسلام مدنی 33

والد محترم کی وفات پر
ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی 44

میرے محسن' میرے مربی' میرے آئیڈیل
ڈاکٹر محمد ظہور الحسن 45

عم محترم --- اپنے وقت کے ولی
محمد اقبال کیلانی 52

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی
اپنی تالیفات کی روشنی میں
محمد رمضان سلفی ایم اے 58

تذکرہ ایام --- والد صاحب کی وصیتیں
ام حسن 71

تعارف سے رشتہ مصاہرت تک
عبدالقدوس سلفی 74

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی
اپنی تصنیفات کے آئینہ میں
عبدالوکیل علوی 79

عظیم المرتبت بھائی
مولانا عبدالغفور کیلانی 75

مرنے والے کی جبین روشن ہے
ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی 99

استاد محترم
محمد حنیف صابر

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ
محمد یاسین شاد 106

قدوة المصلحین والمبلغین
مولانا محمد ادریس فاروقی 109

بچھڑ گیا تری صورت' بہار کا موسم
حافظ عبدالجلیل حسن 112

زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے --- یاد رفتگان
مولانا عبدالرحمٰن کیلانی 199

تذکرہ المشاہیر --- والد مرحوم کی سوانح حیات
پروفیسر ثریا بتول علوی 122

مولانا کیلانی --- اخلاص کے پیکر
مولانا ابوبکر سلفی 129

کچھ خط' کچھ یادیں --- خواتین و حضرات کے تعزیتی خطوط 131

مشفق و شفیق
خدیجہ طاہرہ 135

مولانا کی قابل رشک --- مراجعت الی اللہ
عبدالرزاق 137

ایک چراغ اور بجھا محفل دانائی کا
بیگم حافظ عبدالرحمٰن نعیم 138

لئن شکرتم لأزیدنکم
حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی 140

مایہ ناز محقق و مفسر
چوہدری عبدالرحمٰن ایڈووکیٹ 143

اور دیگر مضامین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اداریہ

اے اللہ گواہ رہنا

احسان اللہ ظفر

خیر و شر کا مقابلہ اسی روز ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو راندۂ درگاہ قرار دے کر اپنے دربار سے نکال باہر کیا تھا اور جس پر ابلیس نے بنی نوع انسان کو صراط مستقیم سے ہٹانے کے لئے چیلنج کیا تھا۔ یوں یہ مقابلہ اب تک جاری ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خیر کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں اور جہاں تک بن پڑے باطل کی چیرہ دستیوں کے خلاف نبرد آزما رہتے ہیں۔ وہ اپنے قلم' اپنی سوچ' فکر و خیال' مال و جان اور اپنے نفس سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ پھر آج کل کے مشینی دور میں کسی انجمن یا کسی ادارے سے معاوضے کے لئے نہیں لکھتے۔ وہ اپنے قلم کو نہیں بیچتے۔ ان کی پوری زندگی اس آیت کی تفسیر ہوتی ہے۔

﴿ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾

"بے شک میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا رب العالمین کے واسطے ہے"

توحید تو یہ ہے کہ خدا محشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "خلق کی گواہیاں اللہ کے ہاں مقبول ہوتی ہیں" اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے نیک بندوں میں ایک بندہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی بھی تھا۔ جو اپنی عارضی زندگی گزار کر تیرے پاس پہنچ چکا ہے اور ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے آنے والے ہیں۔ تیرے اس بندے نے اپنی پوری زندگی قرآن و سنت کے مطابق گزاری اور آخر دم تک اس پر کاربند رہا۔

تیرا یہ بندہ عقیدہ توحید کا نہ صرف قائل تھا بلکہ تمام عمر اس پر مکمل طور پر کاربند بھی رہا اور رحلت کے وقت بھی وہ تیرے حضور سجدہ ریزی کی حالت ہی میں بوقت عشاء اپنی فرض نماز میں تیری ہی حمد و ثنا کر رہا تھا کہ تو نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔

اس نے تیرے نام کو روشن اور منور کرنے اور تیری بزرگی اور برتری کو اجاگر کرنے کے لئے' قرآن کا علم سب تک پہنچانے کے لئے شب و روز محنت کی' اس کو آسان زبان میں لوگوں تک پہنچانے میں اپنی سعی کی اور قرآن کی کتابت کی اور پھر اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر لکھی تاکہ دنیا کو قرآن کے معانی سمجھائے۔

تیرے اس بندے نے عمداً کبھی بھی تیرے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی اور نہ ہی تیرے رسول اکرم ﷺ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی۔ وہ اطاعت گزار بندہ صرف تجھے ہی لائق عبادت سمجھتا تھا اور وہ حضرت محمد ﷺ کو تیرا سچا نبی اور رسول مانتا تھا اور صرف اسے ہی لائق اطاعت سمجھتا تھا اور آپ ﷺ سے قلبی محبت کو اپنا جزو ایمان سمجھتا تھا۔

اے اللہ! وہ ایک سچا مسلمان تھا۔ اس نے کبھی قطع رحمی نہیں کی۔ وہ صلح جو تھا۔ بچھڑوں کو ملاتا تھا اور اپنے عزیز و اقارب کے احوال سے ہر دم باخبر رہتا تھا' ان کی ہر طرح سے مدد کرتا ان کے دکھ سکھ میں ہمیشہ شریک ہوتا تھا۔

اے اللہ! وہ تیرے دین کی خلوص دل سے خدمت کرتا رہا۔ اپنی عمر کے آخری وقت میں جب ابھی وہ تیرے قرآن کی تفسیر مکمل کر ہی چکا تھا اور ابھی تو اس کا قلم بھی خشک نہ ہوا تھا کہ وہ دبلا پتلا' ناتواں جسم کا مالک' سادہ لباس' سادہ گفتار صاف ستھرا کردار لئے تیرے حضور حاضر ہو گیا۔

اے اللہ! تو عالم الغیب ہے۔ لیکن جہاں تک ہم سب نے دیکھا ہے تیرے اس بندے نے اسلام کو اپنی زندگی پر غالب کرنے کی بھرپور سعی کی۔ وہ اپنی تمام اولاد اور اپنے ملنے والے ہر چھوٹے اور بڑے کو "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا سبق دیتا رہا اور اس نے تعلیم نسواں کو دینی قالب میں ڈھال دیا۔

اے اللہ! تیرا یہ بندہ جو تیرے حضور حاضر ہو چکا ہے اس نے تیرے دین کی ترقی و ترویج کے لئے مدرسے بنائے' مسجدیں تعمیر کروائیں۔

وہ تیرا بندہ بری صحبت اور برے اعمال سے شدید نفرت کرتا تھا اور کلمۂ حق کہنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتا تھا اور جب بھی فیصلہ کرتا تیرے احکامات کے مطابق کرتا۔ چاہے دوسری طرف اس کی اپنی اولاد ہی کیوں نہ ہوتی۔

وہ احادیث رسول ﷺ کا شیدائی تھا اور احادیث کا علم دیتا اور اس کے پاس قرآن و حدیث کا جتنا علم ہوتا وہ طالب علموں میں بانٹ دیتا۔ اس کی جستجو' علم کے حصول کی جستجو اور تقسیم علم کی جستجو تھی۔

اے اللہ! گواہ رہنا کہ اس کو تیرے قرآن سے کتنی محبت تھی کہ اس نے اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد میں بے شمار کو حفاظ قرآن بنایا اور خود کاتب قرآن بن کر رزق حلال کمایا اور تیرے دین میں شرک و بدعت کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے بے شمار مضمون لکھے اور بے شمار کتابیں تحریر کیں۔

تیرا یہ نیک بندہ سچا عاشق رسول ﷺ تھا۔ اس نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر نہایت مدلل کتابیں لکھیں اور صدر پاکستان سے دو دفعہ پہلا انعام حاصل کیا۔

اے رب العالمین! دعا ہے کہ اگر کسی وقت' بشری تقاضوں کے تحت' کسی لمحے یا کسی مرحلے تیرے اس بندے سے کوئی خطا سرزد ہو گئی ہو تو اس پر رحم فرما۔ اس کی خطاؤں کو درگزر فرما اس کو جنت الفردوس کا اعلیٰ مقام عنایت فرما۔ اس کی اولاد کو اور ہمیں اس کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ ہم سب پر اپنا رحم فرما۔ ان کی زوجہ اور ان کی اولاد کو ان کے بنائے ہوئے گلستان کی آبیاری کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۂ ایامِ تصنیف و تالیف

خاندانی تعارف اور دینی و علمی خدمات کا جائزہ

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ (وسن پورہ لاہور) جن کا انتقال ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۲۵ رجب ۱۴۱۶ھ کو ہوا جماعت اہلحدیث کے ان علماء میں سے ایک ممتاز عالم اور صاحب قلم بزرگ تھے جنہوں نے نام و نمود کی خواہش کے بغیر نہایت خاموشی سے ٹھوس دینی اور علمی خدمات سرانجام دیں۔ مولانا مرحوم کا تعلق اس کیلانی خاندان سے ہے جو ہمیشہ کتابت میں معروف ہونے کے علاوہ، دینی و علمی روایات کا بھی حامل چلا آرہا ہے۔ زیر نظر تحریر میں اختصار کے ساتھ دو موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پہلا موضوع سخن تو کیلانی خاندان کا تعارف، پس منظر اور انکی دینی خدمات کا تذکرہ ہے۔ جبکہ دوسرے حصہ میں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی بیش قیمت تصانیف پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

خاندانی تعارف و پس منظر

ان کے بزرگوں میں حاجی محمد عارف سب سے پہلے کیلیانوالہ میں آکر مقیم ہوئے۔ ان کے بیٹوں میں امام دین اور محمد دین تھے جن سے ان کا سلسلہ نسب پھیلا۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کے جد امجد امام دین تھے جو مدرسہ غزنویہ امرتسر کے فیض یافتہ تھے۔ ان کے آگے تین بیٹے تھے: نور الٰہی، عبدالحی اور عبدالواحد۔

مولانا امام دین کے بڑے بیٹے نور الٰہی اور انکی اولاد

مولوی نور الٰہی صاحب سے جو بہت عمدہ کاتب تھے اور خوش نویسی ہی ان کا ذریعہ معاش تھا، چار بیٹے ہوئے: محمد سلیمان، محمد ادریس، عبدالرحمٰن اور عبدالغفور۔ اور یہ چاروں بھائی ماشاء اللہ اپنے آبائی پیشے کتابت کے علاوہ علم و فضل میں بھی ممتاز رہے۔ یہ سب کیلیانوالہ کی نسبت سے جو ان کے آباؤ و اجداد کا کئی پشتوں سے مسکن تھا، کیلانی کہلاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد سلیمان کیلانیؒ (متوفی ۱۹۸۸ء) کھیالی ضلع گوجرانوالہ میں رہائش پذیر ہوگئے تھے۔ وہاں انہوں نے لڑکیوں کا ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا جو ان کی نظامت میں چلتا رہا اور اب تک وہ کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بلوغ المرام مع سبل السلام کا اردو ترجمہ کیا جو مطبوعہ شکل میں موجود ہے اور عوام و خواص اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کے اردو ترجمے کا کام مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ نے شروع کیا تھا' لیکن وہ اس کی تکمیل نہیں کر پائے۔ اس کے اردو ترجمہ و حاشیہ کا بقیہ کام بھی مولانا محمد سلیمان کیلانی رحمہ اللہ نے کیا' اور بھی بعض کتابوں کے ترجمے انہوں نے کئے۔ غفر اللہ لہ ولوالدیہ اجمعین!

ان کی اولاد میں مولانا عبدالوحید کیلانی' عبدالوکیل اور عبدالحلیم کیلانی ہیں۔ مولانا سلیمانؒ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور وفات بھی سب سے پہلے پائی۔ غفراللہ لہ ورحمہ

دوسرے مولانا محمد ادریس کیلانی (متوفی ۱۹۹۲ء) تھے جنہوں نے تقریباً ۶۰ سال کی عمر میں اپنے شوق سے قرآن کریم بھی حفظ کر لیا تھا۔ ورنہ اس عمر میں حفظ کرنا نہایت مشکل کام ہے۔ لیکن شوق و وارفتگی ایسی چیز ہے کہ اس سے جادہ صد سالہ بھی لمحوں میں طے ہوجاتا ہے۔ بہرحال مولانا حافظ محمد ادریس صاحب مرحوم کیلیانوالہ میں ہی مقیم رہے اور کتابت کے ساتھ' کیلیانوالہ کی مسجد اہلحدیث کی امامت و خطابت اور لوگوں کی دینی تربیت و رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔ ۱۴-۱۵ سال سے وہاں شعبہ حفظ بھی ان کی زیر نگرانی قائم تھا اور وفات سے کچھ ہی عرصہ قبل لڑکے اور لڑکیوں کے لئے دینی مدرسہ کا قیام بھی عمل میں آگیا تھا۔ انہوں نے حضرت الاستاذ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (قدس اللہ ضریحہ) کی "التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی" (سنن نسائی پر عربی حاشیہ) کی کتابت فرمائی تھی' اسی طرح احسن التفاسیر کی نہ صرف کتابت کی' بلکہ آخری تین جلدوں کی تخریج بھی فرمائی۔ علاوہ ازیں فتاویٰ نذیریہ کی تین جلدوں کی کتابت کے علاوہ اس میں عربی اور فارسی عبارتوں کا حاشیے میں ترجمہ بھی کیا۔

بہرحال انہوں نے بھی بھرپور باسعادت زندگی گزاری اور تادم واپسیں دینی و علمی خدمات میں مصروف رہے۔ غفراللہ لہ۔

ان کے صاحبزادگان میں' محمد اقبال کیلانی پروفیسر کنگ سعود یونیورسٹی الریاض جو متعدد دینی کتابوں کے مصنف بھی ہیں: مثلاً کتاب الصلوٰۃ' کتاب الصیام' کتاب الزکاۃ' کتاب الحج' کتاب اتباع السنۃ' کتاب الطہارۃ اور کتاب الجہاد وغیرھا۔ ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے قبول عام سے نوازا اور وہ متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوکر مسلسل چھپ رہی ہیں۔ دوسرے بیٹے ہیں محمد ریاض' جو تربیلا میں بسلسلہ ملازمت مقیم ہیں۔ یہ بھی عربی کے بہت اچھے کاتب ہیں۔ انہوں نے تفسیر جامع البیان (عربی) کی کتابت کے علاوہ "تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ" (عربی) کی تیسری اور چوتھی جلد کتابت کی ہے۔ تیسرے اور چوتھے بیٹے ہیں محمد خالد اور ہارون الرشید۔ ان کا لاہور میں دینی کتابوں کی جلد سازی کا کام ہے۔ علاوہ ازیں وہ اپنے بڑے بھائی اقبال کیلانی کی مذکورہ بالا کتب کی نشرواشاعت کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہیں۔

مولوی نورالٰہی مرحوم کے تیسرے بیٹے مولوی عبدالغفور صاحب ہیں جنہوں نے واربرٹن کو اپنا مسکن بنایا ہوا ہے۔ انہوں نے ساری عمر دینی کتب کی کتابت میں گزاری اور بڑی بڑی اہم کتابوں کی کتابت کی۔ ویسے تو الحمدللہ صحت مند ہیں' لیکن سال خوردہ ہونے کی وجہ سے اب نظر پوری کام نہیں کرتی' اس لئے اب ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کی دینی خدمات یہی ہیں کہ دینی کتابوں کی کتابت کرتے رہے۔ تاہم ان کی علمی خدمات راقم کے علم میں نہیں۔ علاوہ ازیں مدرسہ مراۃ القرآن والحدیث واربرٹن کے انتظامی امور میں بھی سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ حفظہ اللہ تعالیٰ۔ ان کی اولاد میں حکیم جمیل اختر' نوید احمد' تنویر احمد اور حافظ عاکف سعید کیلانی شامل ہیں۔ ان کی تین بیٹیاں مولانا فضل الرحمٰن ہزاروی (فاضل مدینہ یونیورسٹی) پشاور مولانا قاری حافظ عبدالمتین الریاض اور ہارون الرشید (لاہور) کے گھر آباد ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ

چوتھے بیٹے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ جن کی وفات اس تحریر کا موجب ہوئی تھے۔ آپ عمر کے اعتبار سے تیسرے تھے اور وفات بھی الاکبر فالاکبر کی ترتیب سے ہی آئی ہے۔ اتفاق دیکھئے کہ تینوں بھائیوں کی وفات میں چار' چار سال کا وقفہ ہے۔ بہرحال یہ بھی عربی کے بہت عمدہ کاتب تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ تقریباً پچاس قرآن کریم کی انہوں نے اپنے ہاتھ سے کتابت کی۔ ایک قرآن تو اس طرح لکھا کہ تمام مکی سورتیں خانہ کعبہ میں اور تمام مدنی سورتیں مسجد نبوی میں بیٹھ کر لکھیں۔ یہ وہی قرآن ہے جو پاک و ہند کے مسلمانوں کے لئے ان کے مانوس رسم الخط میں سعودی حکومت نے حمائل سائز میں چھاپا ہے اور وہ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں چھپتا اور تقسیم ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں پاکستان میں مروجہ رسم قرآنی میں سب سے زیادہ چھپنے والے قرآن کی کتابت کی سعادت بھی آپ کے حصے میں آئی۔ ان کی دینی و علمی خدمات کا دائرہ اپنے مذکورہ تینوں بھائیوں سے زیادہ وسیع ہے۔ اس پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے' مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مختصرا خاندانی تعارف ہوجائے۔ کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایسے دینی خاندان بہت کم رہ گئے ہیں جو کئی پشتوں سے دینی اقدار و روایات کے حامل اور پابند چلے آرہے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ خاندان ایک ممتاز مقام کا حامل اور اس لائق ہے کہ اس سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے' تاکہ یہ روایت نہ صرف یہ کہ اس خاندان میں برقرار رہے بلکہ دوسرے خاندان بھی اس روایت کو اپنائیں اور اس کے مطابق اپنا دینی تشخص قائم کریں۔

مولانا کی اولاد میں بالترتیب ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب' ڈاکٹر حافظ شفیق الرحمٰن' پروفیسر نجیب الرحمٰن اور انجینئر حافظ عتیق الرحمٰن ہیں۔ ان کی چار بچیاں ہیں اور چاروں عالمہ' فاضلہ ہیں اور دین کی تعلیم و تبلیغ میں شب و روز مصروف' بلکہ سب سے بڑی بیٹی (مولانا عبدالوکیل علوی صاحب کی اہلیہ) نے تو "اسلام میں عورت کا مقام" نامی ایک مفصل کتاب تحریر فرمائی ہے۔ جس کا حصہ اول چھپ چکا ہے۔ آپ نے مولانا عطاء اللہ حنیف سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ جماعت اسلامی (حلقہ خواتین) میں بہت سرگرم کردار ادا کیا۔ لاہور کی ناظمہ بھی رہ چکی ہیں۔ محدث میں بھی اکثر و بیشتر آپ کے مضامین مسز ثریا علوی کے نام سے طبع ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی منجھلی بیٹی (حافظ عبدالرحمٰن مدنی کی اہلیہ) بھی اچھے علمی ذوق اور تبلیغی جذبے کی حامل ہیں۔ یہ خاتون خانہ کی تربیت کے لئے گھروں کے اندر آسان ترجمہ و تفہیم' قرآن حدیث کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کئے ہوئے ہیں۔ جس کے 40 سے زائد مراکز صرف لاہور میں کام کر رہے ہیں۔ جہاں وہ اور ان کی تربیت یافتہ دوسری خواتین مستقل طور پر درس قرآن دیتی ہیں۔ ان سے چھوٹی بیٹی حافظ عطیہ انعام الٰہی ہیں جو کراچی میں اپنے طویل قیام کے دوران دینی تعلیم و تربیت اور دروس قرآن کے وسیع سلسلے کو چلاتی رہیں۔ اب کچھ عرصہ سے لاہور آچکی ہیں اور یہاں قدم بقدم اپنے کام کو وسعت دے رہی ہیں۔ سب سے چھوٹی بیٹی فوزیہ طاہرہ' جو عورتوں کے ایک کالج میں لیکچرار بھی ہیں اور اپنے والد مرحوم مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کے قائم کردہ مدرسہ البنات کی ناظمہ بھی۔ بہت اچھے علمی ذوق کی حامل ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا کیلانی کی باقیات صالحات میں یہ دینی ادارہ "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات" ایک یادگار حیثیت کا حامل ہے۔ کم و بیش 20 سال سے مصروف کار اس دینی مدرسہ کا تعلیمی و تنظیمی معیار قابل رشک ہے اور اہلحدیث خواتین کی ایک بڑی تعداد اس ادارہ سے فارغ التحصیل ہے۔ ملک کے چند نامور خواتین مدارس میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ محترمہ فوزیہ کیلانی اور ان کے والد مرحوم کی شبانہ روز محنتوں کا ثمر ہے۔ ان کے شوہر نامدار انجینئر عبدالقدوس سلفی نے بتایا کہ مولانا مرحوم نے اپنی زندگی کے آخری دور میں جو تفسیر لکھی ہے جسے وہ پوری کرگئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور آج کل اس کی کتابت ہو رہی ہے۔ اس میں فوزیہ طاہرہ نے والد مرحوم کی حوالوں کی مراجعت وغیرہ میں خاصی مدد کی ہے۔ فوزیہ بہت اچھی مقررہ بھی ہیں' اس لئے تبلیغ و دعوت کے محاذ پر بھی خوب سرگرم ہیں۔ سلمهن الله تعالى وبارك في اعمارهن وجهودهن۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم کی پہلی بیوی' جس سے تمام مذکورہ اولاد (ذکور و اناث) تھی۔ بڑی مبلغہ اور نیک خاتون تھیں۔ ان کی محبت اور تربیت کا نتیجہ ہے کہ ان کی تمام لڑکیاں بھی دین کی داعیہ اور مبلغہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس خاندان میں قرآن کریم حفظ کرنے کا جذبہ بھی عام ہے۔ چنانچہ جہاں آپ کے دو بیٹے حافظ قرآن ہیں وہاں دو بیٹیاں بھی قرآن کی حافظہ اور قاریہ ہیں اور زیور علم و عمل سے بھی آراستہ و پیراستہ۔ كثر الله امثالهم۔

مولانا مرحوم کے بڑے بیٹے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی نے بتلایا کہ صرف ہم سات بہن بھائیوں کی اولاد میں ۳۵ بچے بچیاں بھی قرآن مجید کے حافظ ہیں۔ مثلاً حافظ عبدالرحمٰن مدنی کے دس بچے ہیں اور الحمدللہ سب کے سب قرآن کے حافظ ہیں۔ اسی طرح دوسرے بہن بھائیوں کے بچے بچیاں قرآن کی حافظ ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حفظ قرآن کے سلسلے میں ایک بات عرض کر دی جائے۔ اور وہ یہ کہ قرآن کریم کا حفظ' یقیناً ایک شرف و فضل کی بات ہے اور قرآن کریم کے ساتھ خصوصی تعلق وابستگی کی علامت۔ لیکن شہری حضرات کا صرف یہ شوق' کہ ان کا بچہ قرآن کا حافظ ہوجائے اور حفظ کے بعد اسے پھر دنیاوی تعلیم یا کاروبار میں لگا دیا جائے۔ کوئی زیادہ مفید نہیں ہے۔ ایسے بچے عام طور پر قرآن کریم کو یاد رکھنے سے معذور ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ ان کا سینہ قرآن کی نعمت سے خالی ہوجاتا ہے کیونکہ حفظ کے بعد ان کا رخ یکسر تبدیل ہوجاتا ہے جس کے تقاضے دوسرے ہوتے ہیں جن میں قرآن کو یاد رکھنا اور اس کے لئے خصوصی وقت نکالنا نہایت مشکل ہوتا ہے الامن شاء اللہ۔ اس لئے اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ حفظ قرآن کے ساتھ بچے کو دین کا عالم بھی بنایا جائے۔ علم دین کا راستہ' چونکہ ایثار و قربانی کا متقاضی ہے' اس میں بچوں کا مستقبل بظاہر زیادہ روشن نہیں ہوتا' صرف اللہ پر اعتماد اور توکل کا جذبہ ہوتا ہے جس سے سرشار لوگ' مستقبل کے سنہری خوابوں اور حسین امیدوں سے بے نیاز ہو کر اپنے بچوں کو قرآن و حدیث کا علم سکھاتے ہیں۔ یوں گویا اپنی اولاد کو علوم دین سے دور رکھنا' دراصل ایمان کی کمزوری اور توکل علی اللہ کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ بدقسمتی سے یہ کمزوری اور توکل کا فقدان اہل دین اور علماء کے اندر بھی آگیا ہے' جس کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو' بلکہ بچیوں کو بھی' قرآن کا حافظ بنا کر اپنے دین دار ہونے کا ثبوت تو فراہم کر دیتے ہیں' لیکن علوم دین کے پتھر کو صرف چوم کر چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے بچوں کو اس وادی پرخار کی آبلہ پائی سے بچا لیتے ہیں گویا

"رند کے رند رہے اور ہاتھ سے جنت نہ گئی"

کے مصداق' اہل دین و اہل تقویٰ کا مصداق بھی قرار پائے اور دین کی خاطر دنیا چھوڑنے کی آزمائش سے بھی صاف بچ گئے۔

مولوی امام دین کے دوسرے بیٹے (حافظ عبدالحی) اور ان کی اولاد

بہرحال' مولوی امام دین صاحب مرحوم کے بیٹے مولانا نورالٰہی کے مذکورہ چار بیٹے تھے۔ جن کا تذکرہ اختصار سے گزشتہ صفحات میں ہوا۔ امام دین کے دوسرے بیٹے کا نام حافظ عبدالحی صاحب تھا' یہ بھی اپنے بھائی نور الٰہی کی طرح عالم دین تھے' ان کی ایک علمی یادگار "مراۃ القرآن" نامی کتاب ہے' جو لغات القرآن پر مشتمل ہے۔ یہ نایاب ہوگئی تھی (چند سال قبل مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ نے اسے دوبارہ شائع فرمایا تھا) ان کے بیٹوں میں مولانا محمد مسلم صاحب ہیں۔ جو چاندی کوٹ (منڈی واربرٹن) کی آبائی مسجد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامت و خطابت اور مسند دعوت و تبلیغ پر فائز ہیں- ان کے بیٹوں میں مولانا عبدالصمد رفیقی صاحب ہیں جو مدینہ یونیورسٹی کے فاضل اور بہت اچھے علمی ذوق کے حامل ہیں- علاوہ ازیں وہ مدرسہ مراۃ القرآن والحدیث للبنات (واربرٹن) میں صدر مدرس ہیں-

دوسرے بیٹے مولانا محمد سلیم کیلانی ہیں' جو خواتین کے مدرسہ مذکور کے مہتمم ہیں- ان کے بیٹوں میں قاری حافظ عبدالمتین اور قاری عبدالعظیم ہیں' دونوں دین کے عالم بھی ہیں اور دینی و علمی خدمات میں مصروف' اول الذکر مکتبہ دارالسلام الریاض (سعودی عرب) میں ہیں اور ثانی الذکر مکتبہ دارالسلام لاہور کے جنرل مینجر ہیں- ان کے علاوہ ان کے تین بیٹے اور ہیں: مطیع الرسول' جو جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں زیر تعلیم رہے ہیں- حبیب کبریا اور منیب کبریا' یہ دونوں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں زیر تعلیم ہیں- گویا ان کے پانچوں بچے دین کے لئے وقف ہیں اور بچے ہی نہیں' ان کی بچیاں بھی دینی علوم کی فاضلہ اور دین کی تعلیم و تدریس میں شب و روز مصروف ہیں- ان کی بڑی صاحبزادی مولانا محمد ادریس فاروقی صاحب کی اہلیہ محترمہ ہیں- یعنی سوہدرہ کے ایک قدیم دینی و علمی گھرانے میں ہیں اور وہاں دینی خدمات میں مصروف ہیں- دوسری صاحبزادی مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب مدیر دارالسلام الریاض' لاہور کی اہلیہ محترمہ ہیں- انہوں نے سات سال دینی علوم کی تحصیل کے لئے جھوک دادو جیسے دور افتادہ گاؤں میں گزارے جہاں آج سے چند سال قبل تک پاکستان میں واحد مدرسہ البنات تھا- اب تو بہت سے شہروں اور قصبوں میں لڑکیوں کی دینی تعلیم کے لئے مدرسے قائم ہوگئے ہیں- یہ محترمہ بہت اچھے علمی ذوق کی حامل ہیں' "مطلع الفجر" کی مدیرہ مسئول ہیں اور اپنی جملہ مصروفیات کے باوجود اس میں لکھتی رہتی ہیں- علاوہ ازیں الریاض (سعودی عرب) میں مدرسہ فاطمۃ الزہراء کے نام سے بچیوں کی تعلیم کے لئے ایک دینی ادارہ اور مدرسہ قائم کیا ہوا ہے' جس کا انتظام و انصرام ہی ان کے ہاتھ میں نہیں ہے' بلکہ تدریس کے فرائض بھی خود سرانجام دیتی ہیں اور خواتین کے اجتماعات میں ہفتہ واری درس بھی ارشاد فرماتی ہیں- گویا

ایں سلسلہ طلائے ناب است
ایں خانہ ہمہ آفتاب است

مولانا محمد سلیم اللہ کیلانی کی خوش بختی و فیروزمندی قابل رشک ہے کہ وہ خود بھی منڈی واربرٹن میں ایک وسیع مسجد اور مدرسہ بنام مراۃ القرآن والحدیث للبنات کے ناظم ہیں اور دن رات دین کی خدمت میں مصروف اور ان کی ساری اولاد (ذکور و اناث) بلکہ ان کی بہوئیں بھی شب و روز دینی علوم کی تعلیم و تدریس' تبلیغ و دعوت اور ان کی نشرواشاعت کے لئے وقف ہیں- یہ خدا کی دین ہے جسے وہ پروردگار دے-

ایں سعادت بہ زور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حافظ عبدالحیٰ صاحب رحمہ اللہ کے تیسرے بیٹے مولانا عبدالسلام کیلانی ہیں- یہ جماعت کے معروف اور ممتاز علماء میں سے ہیں- مدینہ یونیورسٹی کے فاضل اور مکتب الدعوۃ والارشاد ریاض کی طرف سے مبعوث ہیں- کئی سال انہوں نے یوگنڈا میں گزارے' پھر پاکستان آگئے اور علماء اکیڈمی (بادشاہی مسجد) میں سالہا سال تدریسی فرائض سرانجام دیئے' یہاں سے پشاور چلے گئے اور اس کے بعد جامعہ سلفیہ اسلام آباد کی مسند تدریس پر رونق افروز رہے- آج کل کینیا (جنجا) میں بطور مبعوث مقرر ہیں- بعض کتابوں کے مصنف بھی ہیں- ان کی تدریسی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے- حفظہ اللہ تعالیٰ

مولوی امام دین کے تیسرے بیٹے اور ان کی اولاد

مولوی امام الدین مرحوم کے تیسرے بیٹے کا نام عبدالواحد ہے- ان کی اولاد میں محمد اسحاق شاہین (مرحوم)' جناب زبیر احمد صاحب اور حکیم منصور العزیز ہیں- حکیم منصور صاحب بہت اچھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادبی ذوق کے حامل ہیں۔ اسی لئے حکمت کے ساتھ ساتھ قلم و قرطاس سے بھی ان کا رابطہ ہے اور اردو رسائل و جرائد میں ان کے مضامین چھپتے رہتے ہیں۔ جناب زبیر احمد صاحب لاہور میں ایک طباعتی پریس کے مالک ہیں۔ مذکورہ بزرگوں کی اولاد میں' یہ واحد نمایاں شخص ہیں۔ جو اپنے خاندان کی دینی روایات کے برخلاف کلین شیو ہیں۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ یہ اپنے خاندان سے کیلانی نسبت ختم کرکے' اس کی جگہ سپرا کہلانا اور لکھوانا پسند کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ "سپرا" جٹ برادری کی ایک شاخ ہے جس کے ساتھ وابستگی کا یہ اظہار کرتے ہیں اور تعارف کے طور پر لوگوں کو اپنی برادری کی بابت بتلانا بھی جائز ہے۔ لیکن کیلانی کی نسبت میں جو شرف و امتیاز ہے وہ سپرا کہلانے میں ہرگز نہیں ہے۔ کیلانی کی نسبت سے اس خاندان کا تصور سامنے آتا ہے جو جماعت اہلحدیث میں اپنی سادگی اور دینی علمی روایات و اقدار کی پابندی میں ممتاز سمجھا جاتا ہے' جب کہ سپرا کی نسبت میں یہ امتیازی تشخص اور جماعت میں حاصل شرف و وقار ختم ہوجاتا ہے۔ دوسرا نقصان اس کا یہ ہوگا کہ اس وقت اس خاندان کا ایک دینی تشخص ہے جس کو وہ سامنے رکھتا ہے اور جماعت کے دوسرے افراد بھی اسے ملحوظ رکھتے ہیں جس کی وجہ سے دین کی بنیاد پر یہ خاندان دوسرے لوگوں سے اور دوسرے لوگ بھی اس خاندان کے افراد سے رشتہ ناطہ کرنے میں کوئی تامل یا حجاب محسوس نہیں کرتے۔ اور یہ ایک بہت اچھی روایت ہے جو شریعت کے مطابق ہے' اسے مستحکم اور وسیع کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ اسے ختم یا محدود کرنے کی۔ جب کہ سپرا کہلانے میں یہ ہوگا کہ بتدریج یہ روایت ختم ہوجائے گی اور برادری کی عصبیت شدت اختیار کرلے گی۔ جس کا نتیجہ بالآخر یہ نکلے گا کہ سپرا یا اس کی ہم رتبہ برادری کا رشتہ پسندیدہ قرار پائے گا چاہے اس کی وابستگی دین کے ساتھ نہ ہو اور ایک دین دار رشتہ ناپسندیدہ' چاہے وہ دینی اقدار و روایات میں کتنا ہی ممتاز ہو' اس لئے ہماری خواہش بھی ہے اور استدعا بھی کہ یہ خاندان اپنی کیلانی نسبت کو ہی برقرار رکھے' اس سے بلند تر ہونے کی نہ سوچے کہ یہ بلندی دینی لحاظ سے خطرناک اور دین کو نظرانداز کرنے کا باعث بنے گی۔

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں
مانو نہ مانو' جان جہاں اختیار ہے

حاجی محمد عارف کے دوسرے بیٹے محمد دین کی اولاد

یہ تفصیل تو تھی حاجی محمد عارف کے بیٹے امام دین کی اولاد کی۔ ان کے دوسرے بیٹے محمد دین تھے' جن کی اولاد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ محمد دین کے تین بیٹے تھے: غلام مصطفیٰ' عبدالرحیم اور عبدالقادر۔

○ غلام مصطفیٰ کے دو بیٹوں کا نام محمد یونس اور محمد یوسف ہے۔

محمد یونس (مرحوم) کے بیٹوں میں مولانا عبدالمالک مجاہد مدیر مکتبہ دارالسلام (الریاض' لاہور) اور محمد طارق (الریاض) اور محمد ایوب کراچی حال (الریاض) ہیں۔ مولانا مجاہد صاحب کی شخصیت اور خدمات محتاج تعارف نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی اور عمل میں مزید برکت عطا فرمائے۔

محمد یوسف کے بیٹوں میں محمد مسعود مینجر احد پریس (مکتبہ دارالسلام۔ لاہور) محمد محمود' محمد یعقوب اور خالد فاروق ہیں۔ محمد یوسف صاحب بڑے معیاری کاتب رہے ہیں' "تفہیم القرآن" کی کتابت انہی کے حسن کتابت کا شاہکار ہے۔ ان کے صاحبزادگان میں محمد یعقوب حسن کتابت میں باپ کے صحیح جانشین اور بہترین کاتب ہیں۔ ان کے حسن کتابت کا تازہ نمونہ تفسیر "احسن البیان" (طابع: مکتبہ دارالسلام) ہے۔

○ عبدالرحیم صاحب کی اولاد میں مولانا اکرام اللہ ساجد' عنایت اللہ اور احسان اللہ ہیں۔ اکرام اللہ صاحب خوش نویس ہونے کے علاوہ بہت اچھے خطیب اور صاحب قلم ہیں۔ اور مختلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی جرائد سے وابستہ چلے آرہے ہیں۔ ایک بڑا عرصہ ماہنامہ "محدث" لاہور کے مدیر معاون رہے۔ کئی سال ماہنامہ "ترجمان الحدیث" لاہور میں مدیر کی حیثیت سے کام کیا جب کہ مدیر اعلیٰ خود پرچے کے بانی علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ تھے۔ اور آج کل ماہنامہ "حرمین" جہلم کی ادارت سے وابستہ ہیں۔

عنایت اللہ صاحب اپنے آبائی اور خاندانی پیشے کتابت سے ہی وابستہ ہیں، یہ بھی فن کتابت کے ماہر ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی کتابت کے حسن سے خوب نوازا ہے۔ مشہور زمانہ کتاب "مترادفات القرآن" کی کتابت بھی آپ کے حسن قلم کا شاہکار ہے۔ آج کل مکتبہ دارالسلام کے لئے ایک قرآن کریم کی کتابت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق سے نوازے۔

- عبدالقادر صاحب کے دو بیٹے تھے، عبدالغفار صاحب اور عبدالستار۔ یہ دونوں بھائی بھی اپنے آبائی پیشہ کتابت سے منسلک تھے اور آگے ان کی اولاد بھی جبکہ عبدالغفار صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ بہت اعلیٰ خوش نویس اور بڑے زود نویس تھے۔ کہتے ہیں کہ گھریلو امور کی انجام دہی کے ساتھ ایک دن میں ایک پارہ کی کتابت کرلیتے تھے۔ انہوں نے بھی متعدد قرآن مجید کی کتابت کی۔

کیلانی خاندان کی چند امتیازی خصوصیات

یہ کیلانی خاندان کا مختصر سا تعارف ہے۔ اسے پیش کرنے سے اصل مقصد اس خاندان کے اکابر و اصاغر کی دین سے وابستگی اور اسلامی شعائر و اقدار کی پابندی کی وضاحت کرنا ہے تاکہ دوسرے لوگ اور خاندان بھی اپنا یہی تشخص قائم کریں۔ اس خاندان کے تقریباً تمام افراد میں چند خصوصیات ضرور پائی جاتی ہیں۔

- سب کے چہرے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین ہیں (سوائے معدودے چند افراد کے)
- دینی شعائر و اقدار کی پابندی اور احکام و فرائض اسلام کی بجا آوری، ان کا امتیازی وصف ہے۔
- مزاج و طبیعت کے سادہ اور مکر و کید سے متنفر ہیں۔
- علوم دین سے محبت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باقاعدہ مدرسوں میں پڑھے بغیر، ان میں کئی حضرات ایسے ہیں جو علم دینی کے حامل ہیں۔ دینی موضوعات پر کتابیں تحریر کرتے ہیں۔ جس کی نمایاں مثالوں میں:

حافظ عبدالحیٰ صاحبؒ کی "مرآۃ القرآن" ہے۔ مولوی محمد یوسف صاحب بن غلام مصطفیٰ کی بھی "رد شرک و بدعت" پر ایک کتاب ہے۔ اکرام اللہ ساجد صاحب بھی اداریے وغیرہ خوب لکھ لیتے ہیں اور مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ تو ان سب میں گوئے سبقت لے گئے ہیں، جنہوں نے مختلف موضوعات پر متعدد اہم کتابیں تالیف فرمائیں، جن کی تفصیل آگے آئے گی۔ مولانا محمد سلیمان کیلانی مرحوم اور اقبال کیلانی حفظ اللہ استاذ ملک سعود یونیورسٹی الریاض ہیں۔ ان سب کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی علمی و دینی خدمات

اب کچھ باتیں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم کے متعلق، جو اس مضمون کا اصل باعث اور موضوع خاص ہیں۔ مولانا مرحوم بھی مذکورہ تمام خوبیوں اور صفات سے متصف تھے۔ علاوہ ازیں اپنے رہائشی علاقے (وسن پورہ لاہور) میں مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم کیا، جس سے اب تک بے شمار لڑکیاں، دینی علوم سے آراستہ ہوچکی ہیں۔ ان کی تمام اولاد بھی شرع کی پابند ہے۔ تاہم علمی حیثیت سے کوئی بھی تاحال اپنے باپ کا جانشین نہیں، اس کے باوجود یہ امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ مولانا کیلانی کی سب بیٹیاں اپنی اپنی خدمات کی وجہ سے ملک بھر میں ممتاز ترین حیثیت کی حامل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ان کی خدمات کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ اس معاملے میں جناب محمد سلیم کیلانی صاحب کا کردار بھی قابل تعریف ہے کہ ان کی اولاد نے حتیٰ کہ بچیوں نے بھی دینی مدارس میں باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کی ہے اور دیگر بچے کر رہے ہیں۔ زادھم اللہ علما وشرفا'

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کا بھی میدان کتابت' خاص طور پر قرآن کریم کی کتابت ہی کا تھا۔ تاہم ابتدائے عمر میں انہوں نے اور بھی کام کئے' فوج میں بھی رہے۔ اور درمیانی عمر میں انہوں نے بعض کاروبار بھی شروع کئے۔ جیسے بھٹہ (خشت سازی کا کام) وغیرہ لیکن اس میں وہ اپنی سادہ طبع کی بنا پر ناکام رہے اور نقصان سے دو چار ہوئے۔ بالآخر پھر اپنے خاندانی پیشے کی طرف لوٹ آئے۔

ایک مرتبہ خود انہوں نے راقم سے بیان کیا کہ جب مجھے مذکورہ کاروبار میں نقصان ہوا تو تمام دوست احباب نے صدمے اور افسوس کا اظہار کیا۔ لیکن حضرت الاستاذ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمتہ اللہ علیہ نے خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ جس پر میں نے تعجب کا اظہار کیا اور حضرت مولانا مرحوم سے کہا کہ سب لوگوں نے تو اس نقصان پر ہمدردی اور افسوس کا اظہار کیا اور آپ مسرت کا اظہار فرما رہے ہیں؟ تو حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ میں اس لئے مسرت کا اظہار کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیاوی کاروبار کے لئے نہیں بنایا' آپ کے اندر اچھی علمی استعداد ہے' اسے بروئے کار لاتے ہوئے دین کا کام آپ کو کرنا چاہیئے تھا۔ اگر آپ کاروبار میں کامیاب ہوجاتے تو یہ علمی استعداد ضائع ہوجاتی اور آپ دنیا کے اسیر ہوکر رہ جاتے۔ مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ضائع ہونے سے بچالیا اور دینی وعلمی خدمت کا موقع مہیا فرما دیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی یہ فکر صحیح تھی' ان کی اس فکر نے بہت سے قابل جوہروں کو ضائع ہونے سے بچایا۔ وہ ہر صاحب علم کو یہی بات سمجھاتے تھے کہ روکھی سوکھی کھاؤ' لیکن علم و دین سے وابستہ رہ کر علم و دین ہی کی خدمت کرو۔ اسی لئے وہ مدارس دینیہ سے فارغ ہونے والے طلباء کے لئے مولوی فاضل وغیرہ کے سرکاری امتحانات کو بھی سخت ناپسند کرتے تھے' کیونکہ ایسے طلباء پھر مساجد و مدارس کی بجائے' اسکولوں اور کالجوں کی سرکاری ملازمت کو ترجیح دیتے ہیں اور وہاں جاکر شب و روز محنت کی بجائے دنیا کمانے کی فکر میں ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ قوم مدارس دینیہ کے ساتھ اس لئے تعاون کرتی ہے کہ یہاں دین اور دینی علوم کے خادم تیار ہوں تاکہ معاشرے کی دینی ضروریات پوری ہوں جن سے حکومتیں غافل ہیں۔ مدرسوں کا مقصد سرکاری ملازم پیدا کرنا نہیں ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اب یہ رو عام ہوگئی ہے اور مدرسوں سے بھی امام و خطیب' مفسر و محدث' فقیہ و مفتی اور مصنف و مدرس پیدا نہیں ہو رہے جو ان کا اصل مقصد ہے' بلکہ اس کے برعکس سکول ماسٹروں اور لیکچراروں کی کھیپ ہی تیار ہو رہی ہے۔ فالی اللہ المشتکی

بہرحال حضرت مولانا رحمہ اللہ کے غیر متوقع اظہار مسرت سے مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کے قلب و دماغ پر اچھا اثر پڑا اور وہ سوچنے پر مجبور ہو گئے اور پھر واقعی یکسوئی کے ساتھ دینی و علمی کاموں میں مصروف ہوگئے۔

مولانا کیلانی مرحوم کا ذوق تو پہلے ہی علمی تھا' انہوں نے "مکتبہ السلام" کے نام سے اپنا ایک مکتبہ بھی قائم کیا ہوا تھا۔ اس مکتبہ کی طرف سے ایک کتاب حج کے مسائل پر بھی چھپی تھی اور ایک رسالہ مولانا طاہر محمد سورتی رحمہ اللہ کا بھی چھپا تھا' جس کا نام "برزخ اور عذاب قبر" تھا۔ یہ رسالہ مشہور منکر حدیث اسلم جیراج پوری کے رد اور عذاب قبر کے اثبات میں تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب غالباً ابھی مکتبہ سلفیہ کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سورتیؒ کا رسالہ حضرت الاستاذؒ کے ایماء وہدایت ہی پر شائع ہوا ہے۔ اس کے پیش لفظ میں اگرچہ ان کا نام نہیں ہے' لیکن اس کا اسلوب تحریر واضح کرتا ہے کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت الاستاذؒ بھوجیانی کا تحریر کردہ ہے۔

اس کے بعد فترت کا وہ دور آتا ہے، جس کا ذکر پہلے ہوا۔ حضرت الاستاذ حفظہ اللہ کی توجہ سے، علم اور نشرواشاعت سے ٹوٹا ہوا یہ سلسلہ پھر بحال ہوگیااور پھر ایسا بحال ہوا کہ مولانا کیلانیؒ نے اپنے آپ کو دینی علوم کی خدمت کے لئے وقف کردیا اور مدرسہ البنات کے انتظامی امور کے علاوہ، انکے شب و روز علمی مشاغل ہی میں صرف ہوتے۔ چنانچہ اس وقت سے تادم واپسی مختلف بلکہ متنوع موضوعات پر متعدد کتابیں تحریر فرمائیں اور بعض نہایت دقیق اور علمی کتابوں کے ترجمے بھی کئے، جنہیں دیکھ کر سخت حیرانی بھی ہوتی ہے کہ نمودونمائش کے بغیر، جس کی وجہ سے وہ زیادہ معروف بھی نہ تھے اور ان کا شمار بھی معروف علماء میں نہیں ہوتا تھا، لیکن ان کے کاموں میں جو علمی تنوع دیکھا گیا ہے وہ کبار علماء میں بھی مفقود ہے۔ علاوہ ازیں ان کی استعداد اور رفتار کار بھی نہایت تعجب انگیز رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوقات میں خاص برکت ڈال دی تھی اور وہ سالوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کا کام ہفتوں میں اور ہفتوں کا کام دنوں میں کرلیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی حسنہ کو قبول فرمائے۔

کتابوں کا مختصر تعارف

مرحوم کی لکھی ہوئی کتابوں کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

۱۔ شریعت و طریقت: یہ کتاب درمیانہ سائز کے ۵۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں شریعت کے مقابلے میں ایک اور شریعت جو گمراہ قسم کے صوفیوں نے بنائی ہوئی ہے، جسے وہ طریقت سے تعبیر کرتے ہیں، اس کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں اس کے آغاز، اس کے عقائد و نظریات (وحدت الوجود، وحدت الشہود، حلول وغیرہ) اس کی خود ساختہ کرامات اور دیگر بہت سے اہم مباحث پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ بہت دلچسپ، نہایت معلومات افزا اور بڑی بصیرت افروز کتاب ہے۔ علاوہ ازیں اپنی گمراہیوں کے جواز و اثبات میں صوفیاء قرآن و حدیث کی واضح نصوص میں جو غلط تاویلیں کرتے ہیں، ان کی بھی مدلل تردید کی گئی ہے۔ مولانا کیلانیؒ کی یہ کتاب بہت مفید اور قابل مطالعہ ہے۔ اس کتاب کا عربی ترجمہ مولانا عبدالقوی کیلانی نے کیا ہے۔ جو عنقریب ان شاء اللہ ریاض (سعودی عرب) میں چھپ کر منظرعام پر آنے والی ہے۔

۲۔ مترادفات القرآن: اس میں قرآن کریم میں وارد متعدد ہم معنی الفاظ کے درمیان، جن کو مترادفات کہا جاتا ہے، جو باریک فرق ہے اور اسرار و معانی اور لطائف کے جو خزانے پنہاں ہیں، فاضل مصنفؒ نے دیدہ ریزی سے انہیں بے نقاب کیا ہے، یہ علمی کاوش اپنے انداز کی ایک منفرد کاوش ہے۔ ہر صاحب علم بالخصوص قرآن کے معانی و مطالب کے سمجھنے کا شوق رکھنے والوں کے لئے بہت مفید اور رہنما کتاب ہے جس سے علم و بصیرت میں اضافہ اور قرآن کی صداقت و بلاغت پر یقین پختہ ہوتا ہے۔

۳۔ آئینہ پرویزیت: انکار حدیث کا فتنہ اگرچہ قدیم ہے، لیکن برصغیرپاک و ہند میں اس کو بال و پر مہیا کرنے والے سرسید احمد خان اور ان کے ساتھی، عبداللہ چکڑالوی اور اسلم جیراج پوری وغیرہ ہیں اور پاکستان میں اسے پھیلانے والوں میں مسٹر غلام احمد پرویز سب سے نمایاں ہیں۔ حتیٰ کہ انکار حدیث کا امتیازی نام ہی "پرویزیت" اختیار کرگیا ہے۔ اس کتاب میں مولانا کیلانی مرحوم نے خاصی تفصیل سے چھ جلدوں میں اس موضوع پر بحث کی ہے اور انکار حدیث کی تاریخ اور اس کا پس منظر بیان کرنے کے علاوہ ان کے ان دلائل کا جائزہ لیا ہے جو وہ حدیث کے بطور ماخذ دین ہونے کے انکار کے لئے پیش کرتے ہیں۔ یہ کتاب جہاں ایک طرف نوجوانوں اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لئے نہایت مفید ہے تاکہ وہ منکرین حدیث کے مغالطات کا شکار نہ ہوں اور اگر کوئی ہوگئے ہوں تو ان کے ذہنوں سے شبہات کے کانٹے دور ہوجائیں۔ تو دوسری طرف علماء کے لئے بھی اس کا مطالعہ غایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ ضروری ہے تاکہ وہ اس فتنے کی اور اس کے دلائل کی حقیقت سے پورے طور پر آگاہ رہیں اور اس کی مدد سے دوسرے مسلمانوں کی بھی صحیح رہنمائی کر سکیں۔ پرویزیت کی تاریخ اور اس کے رد میں یہ نہایت مفصل' مبسوط اور دلائل و حقائق سے بھرپور کتاب ہے۔ بڑے سائز کے ۱۰۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۔ الشمس والقمر بحسبان: یہ کتاب درمیانی سائز کے ۳۲۸ صفحات پر محیط ہے۔ یہ کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں علم ہیئت کے نظریات اور اسلامی نظریات پر' دوسرے حصے میں ہجری اور عیسوی سنین کے دن معلوم کرنے اور ان کے درمیان مطابقت کے طریقے پر بحث ہے اور تیسرے حصے میں سن ایک ہجری (بمطابق ۶۲۲ عیسوی) سے ۱۶۸۰ھ (بمطابق ۲۲۵۲ عیسوی) تک تقابلی تقویم پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی فاضل مصنف رحمہ اللہ کی محنت و کاوش اور علم و معلومات کی وسعت پر دلالت کرتی ہے۔ مولانا مرحوم نے اس کتاب کی ترتیب کے حسب ذیل مقاصد بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ وہ کتاب کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

اس کتاب کو مرتب کرتے وقت درج ذیل مقاصد میرے پیش نظر رہے:

۱۔ آج کل دنیا کے بیشتر ممالک میں عیسوی تقویم ہی رائج ہے اور ہجری تقویم کو ناقابل التفات سمجھا جا رہا ہے' حتیٰ کہ مسلمانوں اور مسلمان ممالک کے ہاں بھی یہی صورت حال ہے۔ حالانکہ اپنے چند در چند خواص کی بنا پر قدیمی اور حقیقی تقویم قمری تقویم ہے شمسی نہیں۔ لہٰذا ضروری تھا کہ عوام الناس کو ان اصول و قواعد سے روشناس کرایا جائے جو قمری تقویم کی بنیاد ہیں۔

۲۔ اکثر ممالک اور اکثر تہذیبوں میں سیاروں کی حرکات کے علم کے ساتھ ساتھ سیاروں کے انسانی زندگی پر انفرادی اور اجتماعی اثرات کو بھی تسلیم کیا جاتا رہا ہے اور کیا جاتا ہے جس سے نجوم پرستی' اصنام پرستی اور دیوی دیوتاؤں کا رواج پڑ گیا۔ اسلام نے علم ہیئت میں غور و فکر کرنے کی ترغیب کے ساتھ سیاروں کے اثرات کی کلیتاً نفی کی اور اسے واضح شرک قرار دیا ہے۔ لہٰذا ایسے اثرات کی دلائل سے تردید کی گئی ہے۔

۳۔ علم ہیئت کے موجودہ نظریات میں کچھ ایسے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں' کچھ متعارض ہیں اور کچھ متصادم ہیں۔ میں نے ایسے تمام امور کا شرعی نقطہ نظر سے تقابل پیش کر دیا ہے تاکہ مسلمان مغرب سے آنے والے ہر نظریہ کی اندھی تقلید کے بجائے وحی الٰہی سے روشنی حاصل کرنے کی روش اختیار کریں تاکہ جو بات وحی الٰہی کے مخالف ہو اس سے مرعوب ہونے کے بجائے' نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہ کریں بلکہ علمی دلائل و براہین کے ساتھ اس کی تردید کے طریق کو اپنائیں۔

۴۔ ہم نے عیسوی تقویم میں دن معلوم کرنے کا طریقہ تو سکول میں پڑھا تھا لیکن ہجری تقویم کو شاید اس بات کا مستحق ہی نہ سمجھا گیا کہ اسے بھی سلیبس میں شامل کیا جائے۔ میں نے اس کتاب کے دوسرے حصہ میں کئی ایک ایسے طریقے بیان کر دیئے ہیں جن سے ہجری تقویم میں دن معلوم کیا جا سکتا ہے اور ان میں سے اکثر میری اپنی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہیں۔

۵۔ ہجری تقویم اور عیسوی تقویم کے سنین میں مطابقت بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ بالخصوص مورخین' مصنفین اور مولفین کو تو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے اور بسا اوقات وہ اس معاملہ میں غلطی بھی کر جاتے ہیں۔ میں نے دوسرے حصہ میں ایسی مطابقت کے چند ایک طریقے بیان کر دیئے ہیں اور تیسرا حصہ تو بالخصوص اس مسئلہ میں تیار حوالہ (Ready Referance) کا کام دیتا ہے۔

کتاب کے آخر میں اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ سے متعلق اہم واقعات کے ہجری اور عیسوی سنین بقید ماہ و سال درج کر دیئے ہیں جو ان شاء اللہ کتاب کی افادیت میں اضافہ کا باعث ہوں گے۔

۶۔ خلافت و جمہوریت: آج کل بیشتر ملکوں میں مغربی جمہوریت رائج ہے اور مغربی مفکرین اور اہل سیاست نے اس کے بہتر ہونے کا صور اس زور سے پھونکا ہے کہ علماء تک بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے متاثر ہو گئے ہیں، حتیٰ کہ اس کی خرابیاں اور نقصانات واضح طور پر سامنے آنے کے باوجود ان لوگوں کا اصرار ہے کہ اس سے بہتر کوئی نظام حکومت نہیں۔ چنانچہ اسلامی ممالک بھی اس کی زلف کے اسیر اور اس کی عشوہ طرازیوں سے مسحور ہیں۔ حالانکہ اس جمہوریت نے ان کو ان کے مذہب اسلام سے دور کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے اور اب بھی کر رہی ہے۔ ان لوگوں سے جب جمہوریت کے خلاف باتیں کی جاتی ہیں تو یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں کہ اس دور میں اسلامی نظام سیاست و حکومت کا کوئی واضح نقشہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بات بھی صحیح نہیں ہے علمائے اسلام کی متعدد کتابیں اسلام کے نظام حکومت یعنی خلافت پر موجود ہیں۔

مولانا کیلانی صاحب مرحوم کی یہ کتاب بھی اس موضوع پر ایک نہایت اہم کتاب ہے جس میں جمہوریت کے مفاسد اور نقصانات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کے نظام خلافت اور اس کے خدوخال کو بھی مدلل انداز میں واضح کرکے عصر حاضر کے چیلنج کا نہایت معقول جواب پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت کے سوال ناموں کا جواب بھی اس کتاب میں شامل ہے، ان دونوں کے جوابات سے بھی مباحث مذکورہ پر مزید روشنی پڑتی ہے اور بہت سے اشکالات و شبہات کا ازالہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب بھی ہر صاحب علم اور باشعور شخص کو پڑھنی چاہیئے تاکہ وہ مغربی جمہوریت کی حقیقت اور نظام خلافت کی خوبیوں کو ایک ساتھ سمجھ سکے۔

۷۔ **تجارت اور لین دین کے مسائل و احکام:** مولانا کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تالیف بھی نہایت اہم ہے۔ آج کل ایک تو اکثر مسلمان تاجر حلال و حرام اور جائز و ناجائز کے درمیان تمیز کرنے کے روادار نہیں ہیں اور حدود شریعت بلکہ عام اخلاقی ضابطوں تک کا بھی اہتمام نہیں کر رہے۔ علاوہ ازیں کاروبار کی بعض جدید صورتیں بھی ایسی ہیں کہ ان کی حلت و حرمت سے عام لوگ بلکہ بہت سے علماء تک بھی واقف نہیں یا وہ اجتہاد طلب ہیں، اس لئے ایمان دار مسلمان تاجروں کے لئے جو حرام سے بچنا چاہتے ہیں، کئی مشکلات ہیں۔

مولانا کیلانی مرحوم نے اپنی اس تالیف میں تجارت و کاروبار سے وابستہ حضرات کی رہنمائی کے لئے تجارت اور لین دین کے احکام و مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بہت سے جدید مسائل نیز سود، انشورنس (بیمہ) وغیرہ کا متبادل شرعی حل بھی پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ کے تمام ضروری مسائل اور وراثت کے اسلامی اصول و قوانین بھی بیان کئے ہیں۔ یوں یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع بھی ہے اور فکر انگیز و بصیرت افروز بھی۔ مسلمان عوام اور علماء دونوں کی ضرورت اور دونوں کے لئے یکساں مفید اور رہنما کتاب ہے۔

۸۔ **روح، عذاب قبر اور سماع موتی:** ایک گروہ تو آج کل ایسا پیدا ہوا ہے جو عذاب قبر کا منکر ہے (منکرین حدیث تو پہلے ہی اسے نہیں مانتے) اور ایک گروہ وہ ہے جو سماع موتی کا اس حد تک قائل ہے کہ مردے ہر ایک کی فریاد ہی نہیں سنتے بلکہ حاجت روائی و مشکل کشائی بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جھوٹے سچے بزرگوں کی قبریں ان کے ہاں مرجع خلائق اور قبلۂ حاجات بنی ہوئی ہیں۔ اس کتاب میں ان دونوں گروہوں کی تردید اور ان کے دلائل کا توڑ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی بیش قیمت مباحث اور علمی مواد پر مشتمل اور عام و خاص کے لئے یکساں مفید ہے۔

۹۔ **احکام ستر و حجاب:** اس میں ستر و حجاب کے ضروری مسائل و احکام کے ساتھ، ہاتھ اور چہرے کے پردے کے مسئلے پر بھی گفتگو کی گئی ہے جس کے پردہ نہ کرنے کے بعض علمائے اسلام قائل رہے ہیں اور ہیں۔ اور واضح کیا گیا ہے کہ یہ موقف دیگر دلائل شرعیہ سے مطابقت نہیں رکھتا، اس لئے ناگزیر صورتوں کے علاوہ جسم کے دیگر حصوں کی طرح، عورت کے لئے چہرے اور ہاتھ کا پردہ بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں جو لوگ (مغربی مفکرین اور ان کے ہم نوا) سرے سے پردے بلکہ جنسی خواہش کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسکین کے لئے نکاح کے ضروری ہونے کے ہی قائل نہیں اور وہ حیوانوں کی طرح انسانوں کے اندر بھی جنسی آزادی کو فروغ دینا چاہتے ہیں' ان کے دلائل کی بھی تردید کرکے پردے اور نکاح کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔اس اعتبار سے ۸۰ صفحات کا یہ رسالہ "بقامت کہتر بقیمت بہتر" کا مصداق ہے۔

۹۔ اسلام میں فاضلہ دولت کا مقام: انسان کی اپنی ضروریات سے زائد مال کے بارے میں افراط و تفریط عام ہے۔ کیمونزم نے تو سرے سے نجی ملکیت ہی کا انکار کیا اور سرمایہ دارانہ نظام نے اسے کسی بھی حد اور قید کا پابند بنانا گوارا نہیں کیا۔ جب کہ اسلام نے اس کے بارے میں دونوں انتہاؤں سے گریز کرکے اعتدال کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس کتاب میں اسی نقطہ اعتدال کا بیان ہے اور بتلایا گیا ہے کہ فاضل دولت کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ کن صورتوں میں وہ جائز اور کن صورتوں میں اس کو خرچ کرنا ضروری ہے؟ اس ضمن میں مسئلہ مزارعت اور اس کی جائز و ناجائز صورتوں پر بھی ضروری بحث ہے۔

۱۰۔ عقل پرستی اور انکار معجزات: مولانا کیلانی مرحوم کی یہ کتاب بھی بڑی اہم ہے' اس میں حافظ عنایت اللہ اثری گجراتی کی تصنیف "عیون زمزم" اور "البیان المختار و القول المختار" کا رد ہے۔ اول الذکر کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت یعنی بن باپ کی پیدائش کا اور دوسری کتاب میں دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا انکار کیا گیا ہے۔ اثری صاحب کی دونوں کتابوں میں ان خوارق عادات واقعات و معجزات کا انکار کرنے کے لئے (جو انبیاء علیہم السلام کو عطا کیے گئے) ان کی ایسی ایسی دور ازکار تاویلات اور سفیہانہ توجیہات کی گئی ہیں کہ سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے اور نہایت دیدہ دلیری سے قرآن کی معنوی تحریفات کی شوخ چشمانہ جسارت کا ارتکاب اس پر مستزاد' فاضل مصنف رحمہ اللہ نے بڑی بالغ نظری سے اثری صاحب کے پوچ دلائل کا جائزہ اور تحریفات کا پردہ چاک کیا ہے جو دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ان مباحث کو پڑھنے کے بعد صاف محسوس ہوتا ہے کہ اثری صاحب اور ان کے ہمنواؤں کا معاملہ' غالب کے الفاظ میں یہی ہے کہ۔ ع

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار نہیں

اس کے علاوہ بھی مولانا موصوف" کی بعض کتابیں ہیں۔ جیسے سیرت پر ایک کتاب ہے۔ رسول اکرم ﷺ' پیکر صبر و ثبات۔ اور دوسری کتاب ہے: رسول اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار۔ اسی طرح ان کے علاوہ سیرت طیبہ کے دو مقالوں پر آپ کو انعام بھی ملا۔ ایک مختصر اور جامع کتابچہ' قرآن نافہمی کے اسباب' ہے جس میں قرآن کے فہم کے لئے بہت مفید مباحث ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے بعض عربی کتابوں کے اردو ترجمے بھی کئے۔ ان میں ایک زکوٰۃ کے جدید مسائل کی کتاب کا ترجمہ ہے جو مولانا مرحوم نے حضرت الاستاذ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے ایماء و ہدایت پر کیا تھا' یہ کتاب ایک مرتبہ چھپ کر ختم ہوگئی ہے' ضرورت ہے کہ اسے دوبارہ شائع کیا جائے۔

شیخ ابن باز حفظہ اللہ مفتی اعظم سعودی عرب کے فتاویٰ کی ایک جلد اردو کے قالب میں ابھی حال ہی میں مکتبہ دارالسلام الریاض سے چھپ کر آئی ہے' اس کا ترجمہ مولانا مرحوم ہی کا کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اصول فقہ کی ایک معروف اور مبسوط کتاب ہے۔ الموافقات (للشاطبی") اس کا اردو ترجمہ آپ نے دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور کے ایماء پر کیا۔ اس کے دو حصے شائع بھی ہوگئے ہیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ موضوع کتنا ادق اور خالص علمی ہے اور اس قسم کی علمی کتابوں کو اردو میں ڈھالنا' کتنا مشکل ہے۔ لیکن مولانا مرحوم نے یہ مشکل گھاٹی بھی آسانی سے عبور کرلی۔ مولانا کیلانی" کا یہ علمی کارنامہ بھی علمی دنیا کے لئے ناقابل فراموش ہے۔

سبل السلام کا اردو ترجمہ: معلوم ہوا ہے کہ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی دعوت پر مولانا مرحوم نے بلوغ المرام کی عربی شرح سبل السلام کو بھی اردو کے قالب میں ڈھال دیا ہے' جو مذکورہ یونیورسٹی کے زیر اہتمام ان شاء اللہ شائع ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی تفسیر: آپؒ کا ایک آخری کارنامہ' جو سب پر گوئے سبقت لے گیا ہے' وہ قرآن کریم کی ایک مفصل تفسیر ہے۔ یہ تفسیر گو ابھی زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی ہے' تاہم وہ اسے مکمل کر گئے ہیں اور نصف کے قریب اس کی کتابت بھی ہوگئی ہے۔ مولانا مرحوم اسے بہت جلد منظر عام پر لانا چاہتے تھے' لیکن افسوس وہ اسے مطبوعہ شکل میں نہیں دیکھ سکے۔ بہرحال اس کی کتابت کا کام جاری ہے اور امید ہے کہ ان کے صاحبزادگان' جو علمی ذوق سے بہرہ ور اور دینی و علمی خدمت کے جذبے سے سرشار ہیں' اسے جلد سے جلد منصہ شہود پر لانے کی کوشش کریں گے' تاکہ یہ تفسیر بھی ان کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے۔ مولانا کیلانی کے سب سے چھوٹے بیٹے انجینئر عتیق الرحمٰن کیلانی' ادارہ محدث کے تعاون سے اس کو طبع کر رہے ہیں۔

تفسیر وحیدی کی اشاعت: آج سے چند سال قبل مولانا کیلانی مرحوم نے "تفسیر وحیدی" بھی اپنے اہتمام میں چھاپی تھی۔ یہ تفسیر مولانا وحید الزمان کے اپنے ترجمے کے ساتھ قرآن مجید کے حاشیے پر شائع ہوئی تھی۔ لیکن یہ قرآن مجید بڑے جلی قلم میں تھا' جس کی وجہ سے اس قرآن کی ضخامت بہت زیادہ تھی اور جسے آج کل سوائے چند بوڑھے افراد کے' جن کی نظر کمزور ہو' پسند نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں یہ اب نایاب بھی تھا۔ مولانا مرحوم نے اس تفسیر کو عام درمیانی سائز کے قرآن مجید کے حاشیے پر نئی کتابت کے ساتھ شائع کروایا تھا۔ مگر کتاب زیادہ باریک اور غیر واضح ہونے کی وجہ سے یہ تفسیری حواشی والا قرآن مجید زیادہ پسند نہیں کیا گیا۔ لہٰذا اس کی تلافی کے لئے ان حواشی کو دوبارہ کمپیوٹر کتابت کے ساتھ شائع کرنے کا پروگرام تھا' کتابت کا مرحلہ مکمل ہوچکا تھا کہ موت کا بلاوا آگیا اور اپنی تفسیر قرآن کے ساتھ' نئے سرے سے مرتب "تفسیر وحیدی" کو بھی مطبوعہ شکل میں نہیں دیکھ سکے۔ "تفسیر وحیدی" کی دوبارہ کتابت و طباعت کا منصوبہ' مولانا کیلانیؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے انجینئر عتیق الرحمٰن کیلانی کی خواہش پر شروع کیا گیا تھا وہ اسے ریاض (سعودی عرب) میں چھپوانا چاہتے تھے۔ امید ہے کہ اب یہ منصوبہ اپنے آخری مرحلے میں ہوگا۔

افراد خاندان کے ساتھ تعاون اور اس کیلئے وصیت

مذکورہ علمی و دینی خدمات کے علاوہ مولانا کیلانی رحمہ اللہ کی ایک بہت بڑی رفاہی خدمت یہ بھی ہے کہ اپنے خاندان کے افراد کی ایک بڑی تعداد کو فن کتابت سے روشناس کروایا اور کتابت سکھا کر انہیں اپنے اپنے خاندانوں کی کفالت کے قابل بنایا۔ نفسا نفسی کے اس دور میں یہ بھی ان کی ایک بہت بڑی خدمت ہے جس کا تعلق صلہ رحمی اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے ہے جس کی شریعت اسلامیہ میں بڑی تاکید اور فضیلت ہے۔ اپنی اولاد کو بھی انہوں نے وصیت کی ہے کہ اہل خاندان کے ساتھ معاونت و صلہ رحمی میں کبھی کوتاہی نہیں کرنا اور ان کے دکھ درد میں قدمے' سخنے اور درہمے شریک رہنا۔ مولانا مرحوم کا یہ جذبہ تعاون اور وصیت نہایت قابل قدر ہے۔ آج کل دیگر اسلامی اقدار و روایات کے ساتھ' یہ جذبہ بھی مفقود ہوتا جارہا ہے اور یوں افراد خاندان کے ساتھ باہمی تعاون اور خیر خواہی کا سلسلہ بھی کمزور تر' بلکہ رقابت اور حسد میں تبدیل ہوتا جارہا ہے جو اسلامی نقطہ نظر سے نہایت ناپسندیدہ ہے۔

بہرحال علم و فضل کے ساتھ مزاج و طبیعت کی یہ سادگی اور اخلاق و کردار کی یہ رفعتیں' جن سے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ متصف اور بہرہ ور تھے' بہت ہی کمیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان خوبیوں اور ان کے کاموں کا بہترین صلہ آخرت میں عطا فرمائے اور ہم سب کو ان خوبیوں کے اپنانے کی اور ان کے سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غفر الله له ورحمه وبرد مضجعه وجعل الجنة مثواه - آمين يا رب العالمين

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیلیانوالہ

فنِ خطاطی کا قدیم مرکز

عبدالرحمٰن کیلانی

یہ مضمون جناب انجم رحمانی' اسٹنٹ ڈائریکٹر عجائب گھر لاہور کی فرمائش پر لکھا گیا۔

حضرت کیلیانوالہ آج کل ایک بڑا سا گاؤں ہے جس کی آبادی آٹھ دس ہزار کے لگ بھگ ہوگی۔ لیکن کسی زمانہ میں یہ ایک اچھا قصبہ تھا۔ جو دریائے چناب کے کنارے آباد تھا۔ آج دریائے چناب یہاں سے تین میل شمال کی جانب ہٹ چکا ہے۔شاید اس دریا کی دستبرد سے ہی پہلا قصبہ پیوند خاک ہوا ہو۔ اور اس چیز کی اس بات سے بھی تائید ہوتی ہے کہ موجودہ گاؤں سارے کا سارا ٹیلے پر واقع ہے اور درمیان سے خاصا بلند ہے جبکہ نیچے سے کبھی کبھار پرانے برتنوں کے یا دوسرے آثار بھی مل جاتے ہیں۔

ہمارے بزرگوں میں سے سب سے پہلے حاجی محمد عارف (جو راقم الحروف کے آٹھویں پشت پر جدامجد ہیں) یہاں تشریف لائے' اور یہیں مقیم ہوگئے۔ وہ کس سن میں تشریف لائے؟ اس کا صحیح تعین تو مشکل ہے۔ تاہم اتنا معلوم ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ (۱۶۵۵ء تا ۱۷۰۵ء) میں وہ حضرت کیلیانوالہ میں بطور قاضی (مجسٹریٹ) رہائش پذیر ہوئے۔ پھر آپ کا خاندان یہیں مستقل طور پر آباد ہوگیا۔

قاضی حاجی محمد عارف عالم بھی تھے اور خوشنویس بھی۔ اور یہ دونوں چیزیں آپ کے خاندان میں نسلاً بعد نسل چلی آرہی ہیں۔ حاجی محمد عارف کے بیٹے امان اللہ تھے' پھر ان کے بیٹے ہدایت اللہ اور آگے ان کے بیٹے فیض اللہ تھے۔ مجھے افسوس ہے' امان اللہ اور ہدایت اللہ کے متعلق نہ تو کچھ تاریخی معلومات حاصل ہیں' نہ ہی ان کی کوئی تحریر محفوظ ہے۔ البتہ فیض اللہ صاحب کی ایک تحریر حسن اتفاق سے مل گئی ہے۔ آپ نے اپنے بیٹے محمد بخش کے لئے ایک کتابچہ "خلاصہ کیلانی" رقم فرمایا۔ یہ کتابچہ محفوظ ہے۔ سیالکوٹی کاغذ پر عربی متن' سیاہ روشنائی سے اور اس کا ترجمہ فارسی رسم الخط اور فارسی زبان میں سرخ روشنائی سے تحریر شدہ ہے۔ اس کتابچہ کے آخر میں محمد بخش صاحب نے ایک تحریر لکھی جس کا کچھ حصہ مٹا ہوا ہے (اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمداً مٹایا گیا ہے) اور جو عبارت پڑھی جاسکتی ہے وہ یہ ہے:

"فیض اللہ مرحوم برائے پاس خاطر برخوردار محمد بخش نوشتہ شد" اور اس تحریر کے آخر میں محمد بخش کے دستخط ثبت ہیں۔ اس تحریر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ فیض اللہ مرحوم نسخ اور نستعلیق دونوں خطوط میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔

ہمارے خاندان میں خوشنویسی کا فن کب شروع ہوا اور انہوں نے کہاں سے سیکھا۔ اس کے متعلق کچھ علم نہیں تاہم حالات سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ارتقائی منازل کا مرہون منت تھا۔

محمد بخش مرحوم

فیض اللہ مرحوم کے بیٹے محمد بخش (۱۸۱۴ء - ۱۸۶۱ء) بھی دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خط لکھتے تھے مگر عربی یا نسخ کو زیادہ تر اپنا شغل بنایا۔ وہ اپنے زمانہ کے استاد اور بلا کے زود نویس تھے۔ ان کی زود نویسی کا یہ عالم تھا کہ ہر روز ایک مکمل پارہ قرآن کریم ختم کرلیا کرتے تھے اور ایک صفحہ جب ختم ہوچکتا تو اس کی ابتدائی سطر پوری طرح خشک نہیں ہو پاتی تھی۔ سیالکوٹی کاغذ گلیمر شدہ اور سیاہ چمکدار روشنائی استعمال کرتے تھے۔

محمد بخش مرحوم فن سپہ گری اور تیر اندازی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کے متعلق یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک کاغذ دیوار پر چسپاں کیا اور بہت سے لوگوں کے سامنے اس کاغذ پر پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ دی۔

آپ کی وفات کا قصہ بڑا اندوہناک ہے۔ آپ چونکہ ممتاز مقام رکھتے تھے' للذا خاندانی رقابت کی بنا پر آپ کے کسی شریک نے آپ کو دعوت پر بلایا اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ اس زہر کے اثر سے چند دن بعد آپ وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

یہ ۱۸۶۱ء کا واقعہ ہے اور اس وقت آپ کی عمر صرف ۴۷ سال تھی اور آپ کی اولاد بالکل چھوٹی تھی۔ بڑے لڑکے محمد دین کی عمر صرف ۷ سال اس سے چھوٹے امام دین کی ساڑھے چار سال' اس سے چھوٹے سلطان احمد کی دو سال اور اس سے چھوٹی ایک نوزائیدہ بچی بھی تھی۔ ایسے یتیم' بے آسرا اور بے نوا بچوں کا یہ کنبہ چھوڑ کر آپ جام شہادت نوش فرماتے ہوئے راہی ملک عدم ہوئے۔ ایسے یتیم جن کے والی وارث اور قریبی عزیز پہلے ہی ان سے عداوت رکھتے تھے۔ وہ بھلا ان کی تعلیم و تربیت کا کیا خیال کرتے' وہ تو برملا کہتے تھے کہ "سانپ کے بچے سنپولئے ہی بنیں گے - ان سے بھلا سرپرستی کی کیا توقع ہوسکتی تھی؟"

یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب مادی سہارے منقطع ہوجاتے ہیں تو قدرت خود سب سے بڑا سہارا بن جاتی ہے۔ دونوں بڑے بھائیوں محمد دین اور امام دین نے بالکل ابتدائی عمر میں ہی گھر کو خیر باد کہا اور تحصیل علم کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور جامعہ اہلحدیث امرتسر میں مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے۔ وہاں درس نظامی کی تکمیل کی۔ اور عربی' فارسی دونوں زبانوں میں مہارت حاصل کی۔ اتفاق کی بات کہ چھوٹے بھائی امام دین اپنے بڑے بھائی محمد دین سے زیادہ ذہین تھے۔ للذا کسب علم میں انہوں نے ہی وافر حصہ پایا۔ ان کے تبحر علمی کا یہ حال تھا کہ کتابت کے دوران بخاری شریف پر سب سے پہلے اعراب انہوں نے ہی لگائے تھے۔

مغلیہ دور میں دفتری زبان فارسی تھی۔ للذا یہ زبان ہر کہ ومہ کی توجہ کا مرکز بن گئی تھی۔ گو انگریزوں نے آکر انگریزی کو دفتری زبان قرار دیا تھا۔ تاہم عوام کی فارسی زبان سے دلچسپی ہنوز باقی تھی۔ فارسی زبان سیکھنا ایک علمی فوقیت سمجھی جاتی تھی' للذا اسے مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ بھی سیکھا کرتے تھے۔ اور عموماً مسلمانوں سے ہی سیکھتے تھے۔ جس زمانہ میں امام دین اور محمد دین فارغ التحصیل ہوکر اپنے گاؤں حضرت کیلیانوالہ واپس آئے' اس وقت ایک ہندو (تارا چند نامی) محمد بخش ؒ کے اس دشمن بھائی سے جو ان کا قاتل تھا' "سکندر نامہ بری" پڑھا کرتا تھا۔ استاد محترم نے اپنے شاگرد تارا چند کو امام دین کے پاس سبق لینے کے لئے بھیج دیا۔ بہانہ یہ کیا کہ آج استاد کی طبیعت ناساز تھی اور اصل مقصد امام دین کا علمی امتحان تھا۔ امام دین صاحب نے سبق پڑھا دیا اور اس انداز سے سمجھایا کہ تارا چند اپنے اصل استاد کو چھوڑ کر امام دین صاحب کا ہی شاگرد بن کر رہ گیا۔

اسی طرح خطاطی کا قصہ یوں ہے کہ دونوں بھائیوں نے تحصیل علم کے ساتھ ساتھ مشق بھی جاری رکھی۔ یتیمی اور بے سہارا پن انسان کو محنتی بنا دیتا ہے۔ یہ فن موروثی بھی تھا اور اس پر خداداد ذہانت مستزاد تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تحصیل علم کے اختتام تک آپ اعلیٰ درجہ کے کاتب بھی بن چکے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی شخص مسجد کے باہر قرآن کریم کے الگ الگ پارے بیچ رہا تھا۔ امام دین صاحب کو ان کا خط بہت پسند آیا۔ آپ نے تنگ دستی کے باوجود وہ پورے کا پورا سیٹ خرید لیا اور اسے دیکھ دیکھ کر مشق جاری رکھی۔ تاآنکہ خط نسخ میں ماہر خوشنویس بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔

تحصیل علم کے بعد دونوں بھائی کسب فن کے لئے مولوی سید احمد ایمن آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور وہاں سے خط نستعلیق میں کمال حاصل کیا۔ نتیجہ یہ کہ مولوی امام دین تو دونوں خطوں میں ماہر تھے جبکہ مولوی محمد دین اکثر نستعلیق ہی لکھا کرتے۔ قرآن کریم مترجم یا احادیث مترجم کا کام مشترکہ طور پر کرتے تو اس کی تقسیم یوں ہوتی تھی کہ عربی متن تو امام دین صاحب لکھتے اور ترجمہ اور حواشی (خط نستعلیق) محمد دین مرحوم لکھا کرتے تھے۔

مولوی امام دین صاحب نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تھی کہ انہیں زندگی بھر قرآن کریم اور احادیث کا کام ہی لکھنے کو ملتا رہے۔ ان کی یہ دعا مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب مہیا کردیئے۔ لاہور کی ایک فرم شیخ احمد ولد شیخ محی الدین مرحوم' تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے ان سے باقاعدہ معاہدہ طے کرلیا تھا۔

آباؤ واجداد کا تعارف

شجرۂ نسب

عبدالرحمٰن کیلانی بن نور الٰہی بن امام الدین بن محمد بخش بن فیض اللہ بن ہدایت اللہ بن امان اللہ بن حاجی محمد عارف۔

میرے آبائی گاؤں کا نام حضرت کیلیانوالہ ہے۔ اسی نسبت سے اس گاؤں کے لوگ کیلانی کہلاتے ہیں۔ حضرت کیلیانوالہ (ضلع گوجرانوالہ) فن خطاطی کا ایک قدیم مرکز ہے۔ حاجی محمد عارف جو راقم الحروف کے آٹھویں نمبر پر جد امجد ہیں' سب سے پہلے حضرت کیلیانوالہ آکر مقیم ہوئے تھے۔ وہ سپرا (جٹ) برادری سے تعلق رکھتے تھے اور اس برادری کا اصل مرکز لالیاں ضلع جھنگ ہے۔ ان کی یہ نقل مکانی کس زمانہ میں وقوع پذیر ہوئی۔ اس کا تعین کرنا مشکل ہے' تاہم اتنا معلوم ہے کہ حاجی محمد عارف اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۵۵ء تا ۱۷۰۵ء) کے زمانہ میں بطور قاضی ملازم تھے اور بسلسلہ ملازمت تبدیل ہوکر یہاں آکر آباد ہوئے۔

ان ایام میں حضرت کیلیانوالہ گاؤں نہیں بلکہ اچھا خاصا قصبہ تھا اور دریائے چناب کے کنارے آباد تھا کسی زمانہ میں یہ قصبہ دریا کی زد میں آکر منہدم ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ گاؤں سارے کا سارا ایک ٹیلے پر آباد ہے۔ آج کل دریائے چناب اس گاؤں سے تقریباً تین میل شمال کی جانب ہٹ چکا ہے۔

حاجی قاضی محمد عارف عالم بھی تھے اور خوشنویس بھی۔ اور یہ دونوں چیزیں ان کے خاندان میں نسلاً بعد نسل چلتی رہیں۔ حاجی محمد عارف کے بیٹے امان اللہ' ان کے بیٹے ہدایت اللہ اور آگے ان کے بیٹے فیض اللہ تھے۔ افسوس کہ پہلے تین بزرگوں کی کوئی تحریر یا اثر ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ البتہ فیض اللہ صاحب نے ایک کتابچہ "خلاصہ کیلانی مترجم" اپنے بیٹے محمد بخش کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ جس کے آخر میں محمد بخش نے اپنے ہاتھ سے ایک تحریر لکھی جس کا کچھ حصہ مٹا ہوا ہے اور جو عبارت پڑھی جاسکتی ہے وہ یہ ہے:

"فیض اللہ مرحوم برائے پاس خاطر محمد بخش نوشتہ شد"

یہ کتابچہ جہاں فیض اللہ مرحوم کے خط نسخ و نستعلیق کا نمونہ پیش کرتا ہے وہاں ان کے بیٹے محمد بخش کی تحریر پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

محمد بخش مرحوم (راقم الحروف کے پردادا)

۱۸۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے بہترین خوشنویس اور زود نویس تھے۔ زود نویسی کا یہ عالم تھا کہ بعض دفعہ ایک ہی دن میں قرآن کریم کا پورا ایک پارہ کتابت کرلیا کرتے تھے اور یہ پارہ اس زمانہ میں دس آنے میں فروخت ہوجاتا' جو انتہائی معقول اجرت تھی۔ ان کی زود نویسی کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ صفحہ ختم ہوجاتا لیکن ابھی پہلی سطر پوری طرح خشک بھی نہ ہوپاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔

آپ فن سپہ گری اور تیر اندازی میں بھی باکمال تھے ایک دفعہ انہوں نے دیوار پر ایک بڑا سا کاغذ چسپاں کیا۔ پھر تیر مار مار کر اس پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھی تھی۔ آپ صرف ۴۷ سال کی عمر میں ۱۸۶۱ء میں اپنے پیچھے تین یتیم بچے محمد الدین' عمر ۷ سال' امام الدین عمر ۴ سال اور سلطان احمد عمر ۲ سال چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

امام دین اور محمد دین

یتیمی اور بے سہارا پن بھی بسا اوقات انسان کو محنتی اور جفاکش بنا دیتا ہے۔ یہی صورت ان یتیموں سے ہوئی۔ ہوش آتے ہی دونوں بڑے بھائی یعنی محمد دین اور امام دین تحصیل علم کی خاطر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور جامعہ اہلحدیث غزنویہ امرتسر داخل ہوگئے۔ اگرچہ دونوں بھائی ذہین تھے تاہم چھوٹے بھائی امام دین علم و فن دونوں چیزوں میں گویا سبقت لے گئے۔ آپ کا علمی کارنامہ یہ ہے کہ جب آپ نے بخاری شریف کی کتابت کی تو پہلی بار خود اس پر اعراب لگائے تھے۔

ایک دفعہ کوئی شخص اسی مسجد غزنویہ کے باہر بیٹھ کر الگ الگ پارے فروخت کر رہا تھا جس کا رسم الخط مولوی امام دین صاحب کو بہت پسند آیا۔ خوشنویسی وراثت میں تو پہلے ہی ملی تھی' اب اس طرف توجہ اور محنت کی تو اپنے دور کے استادوں میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ آپ نے اللہ تعالٰی سے دعا کی تھی کہ کتابت کے لئے صرف قرآن کریم یا حدیث کی کتابت کا کام ملے۔ اللہ تعالٰی نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور شیخ احمد تاجر (کتب کشمیری بازار) کے واسطہ سے آپ کی یہ آرزو پوری کردی۔ آپ کی دیانت کا یہ عالم تھا کہ کتابت کا کام تو آپ کیلیانوالہ اپنے گھر میں بیٹھ کر کرتے تھے۔ لیکن اجرت فی گھنٹہ چار آنے کے حساب سے مقرر تھی۔ جو اس دور میں نہایت معقول اجرت تھی۔

نور الٰہی مرحوم

امام دین کے تین بیٹے نور الٰہی' عبدالحئی اور عبدالواحد تھے۔ ان میں کتابت کو بحیثیت ایک مستقل پیشہ صرف بڑے بیٹے نورالٰہی نے ہی اختیار کیا۔ آپ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۳ء میں وفات پائی۔ شمسی حساب سے آپ کی عمر ۶۱ سال اور قمری حساب سے ۶۳ سال بنتی ہے۔ آپ نسخ و نستعلیق دونوں خط لکھتے تھے اور اکثر قرآن کریم اور احادیث اور ان کے تراجم ہی لکھتے رہے۔ آپ کے خط نستعلیق کے نمونہ ہائے کتابت عجائب گھر میں نمبر۱۹۹ اور نمبر۲۰۰ کے تحت محفوظ ہیں۔

حافظ عبدالحئی مراۃ القرآن کے خالق عبادت و پرہیز گاری' سادہ لوحی اور منکسرالمزاجی کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ تمام برادری کے بچوں کے استاد' باقاعدہ تہجد گزار' اسی سال تک مصلی سناتے رہے۔ جب وفات پائی اور جسد خاکی کو قبرستان میں لے جایا گیا تو تمام قبرستان نہایت ہی جاذب دل خوشبو سے بھر گیا۔ جنازہ میں شریک ہونے والوں کا بیان ہے کہ ایسی خوشبو کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔

پٹوار کے امتحان میں تمام پنجاب میں اول آئے انہیں براہ راست مال افسر لگانے کے لیے سفارش کی گئی۔ مگر امتحان پاس کرنے کے بعد ایک دن والد گرامی نے دیکھ لیا کہ لڑکے نے خوشی میں شلوار ٹخنوں سے نیچے تک باندھی ہوئی ہے۔ حکم دیا تم سرکاری ملازمت نہیں کرو گے۔ فرمانبردار بیٹے نے اف تک نہیں کی اور تمام عمر اشاعت و تعلیم دین میں گزار دی۔

حافظ عبدالحئی کی طرح مولانا عبدالواحد بھی اللہ کے ولی تھے۔ تذکیہ نفس کے لیے ہر اس جگہ گئے جہاں بھی وہ کچھ حاصل کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے تھے۔ مولانا احمد علی شیرانوالی لاہور کے مقربین میں اور مولانا مودودی سے براہ راست تعلق تھا۔ جماعت اسلامی کے رکن بنے۔ اور جماعت کے لیے وہ کام کیا جو ایسے مقام پر کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ بلاشبہ مولانا نور الٰہی حافظ مولانا عبدالحی اللہ کے ولی تھے۔ مولانا عبدالواحد کا ایک واقعہ ضرور بیان کرنے کے قابل ہے۔ جب پہلی دفعہ دل کا دورہ پڑا تو بیٹا زبیر حضرت کیلیانوالہ میں تھا۔ گھر والوں نے کہا کہ اس کتے کو گولی مار دو۔ یہ دودھ اور کھانے کی چیزیں پلید کر جاتا ہے۔ بیٹا کتے کو گولی مار کر خود باہر کھیلنے کے لیے چلا گیا۔ ایک گھنٹے کے بعد لوگ زبیر کے پاس گئے اور بتایا کہ کتا مرا بلکہ تڑپ رہا ہے اسے بالکل ختم کر دو۔ زبیر واپس آیا اور کتے کو گولی مار کر ختم کر دیا۔ جب زبیر واپس اپنے والد صاحب کے پاس منڈی واربرٹن گیا تو باپ نے پوچھا بیٹا! فلاں وقت سے فلاں وقت تک تم کیا کرتے رہے۔ تو زبیر نے کتے کا واقعہ بیان کیا تو مولانا صاحب نے بتایا کہ یہ وہی وقت ہے جب مجھے دل کا دورہ پڑا اور یہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کتا مرنہ گیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب مولانا صاحب کو دوسری بار دل کا دورہ پڑا تو اپنے بیٹے زبیر کو حکم دیا کہ آج میرے پندرہ مہمان آ رہے ہیں وہ میرے لیے Vip ہیں ان کی خاطر تواضع میں کوئی فرق نہ کرنا۔ کیونکہ وہ ننگے پیر اور پھٹے پرانے کپڑوں میں فقیر نظر آئیں گے۔ مولانا عبدالواحد نے جو وقت بتایا۔ عین اس وقت وہ مہمان آئے۔ ان میں سے ایک کم تھا استفسار پر انہوں نے بتایا کہ وہ بھی بیمار ہو گئے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ وہ لوگ واقعی ویسے تھے جیسے مولانا نے بتایا تھا۔ ہم نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ آپ نہیں جانتے میرے لنگوٹیے ہیں۔ ان لوگوں نے بتایا کہ جس وقت انہیں دورہ پڑا تو سب بے قرار ہو کر اکٹھے ہوئے اور ان کی طرف آ گئے۔

مولانا عبدالواحد کے بیٹے محمد اسحاق شاہین تمام عمر اے جی آفس میں ملازم رہے وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ اسلامی لٹریچر میں اتنا تبحر تھا کہ شیعہ اور مرزائی علماء سے کئی بار مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی اے جی آفس میں انہیں علامہ اسحاق شاہین پکارا جاتا تھا۔ آخر کینسر کے عارضہ سے وفات پائی۔

محمد زبیر سیرا وزارت اطلاعات میں سی ایس ایس کیڈر اور انفارمیشن گروپ سے متعلق تھے۔ حلقۂ ارباب ذوق اور صحافی برادری میں بڑی نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ حلقے میں وہ اپنی فارسی اور اردو غزلیں، نظمیں اور قطعات تنقید کے لیے پیش کرتے رہے افسانے، انشائیے اور مقالے بھی سنائے۔ ان کی اردو اور فارسی مجموعہ کلام "بکھرے گلاب" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ افسانوں کا مجموعہ "خاک افسردہ" اور مضامین و مقالہ جات ابھی زیر تالیف ہیں۔ روز ناموں اور ہفت روزوں میں چھپنے والے مضامین کی تعداد ہزار کے قریب ہے۔ آخر ڈائریکٹر پاکستان نیشنل سنٹر وزارت اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان سے ریٹائر ہوئے۔

محمد اسلم فطرت حافظ عبدالحی کے بڑے بیٹے جو آج کل تسبیح و مصلیٰ لیے عبادت میں مصروف ہیں زیادہ تر زندگی کا حصہ واپڈا کی ملازمت میں گزرا ہے۔ شعری ذوق رکھنے والے ہیں۔

عبدالرحمٰن کیلانی (راقم الحروف)

نور الٰہی مرحوم کے چار بیٹے محمد سلیمان، محمد ادریس، عبدالرحمٰن اور عبدالغفور ہیں اور سب بحمد اللہ تادم تحریر بقید حیات ہیں۔ ان میں سے اگرچہ ہر ایک نے کتابت کو ہی اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ مگر اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے (راقم الحروف کو) دوسرے بھائیوں سے حظ وافر عطا فرمایا۔ ذہانت ماشاء اللہ طبع زاد، دوران تعلیم سکول سے کئی بار وظیفے اور انعام حاصل کرتا رہا۔ نیز کتابت کے سلسلہ میں بھی یہ طبع زاد ذہانت بہت کام آئی۔ اگرچہ میں نے کتابت کا کام محض موروثی اثرات اور طبع زاد ذہانت کی بنا پر شروع کر دیا تھا۔ استادوں سے بھی کسب فیض ضروری سمجھا۔ خط نسخ میں برادرم عبدالغفار کیلانی مرحوم اور مولوی محمد حسین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب عادل مرحوم سے استفادہ کیا اور خط نستعلیق کے سلسلہ میں محمد صدیق الیاس رقم صاحب سے مستقل طور پر کتابت کو ۱۹۴۶ء میں ذریعہ معاش بنایا اور ۱۹۵۸ء تک زیادہ اردو ہی کا کام کیا اور فیروز سنز لمیٹڈ لاہور سے کاروباری روابط رہے۔

ذاتی کوائف

(۱) نام عبدالرحمٰن ولد نورالٰہی

(۲) تاریخ پیدائش 23-11-11 (۳) مقام پیدائش حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ

(۴) مارچ 1933ء میں وزیر آباد جاکر پرائمری کا بورڈ کا امتحان دیا اور وظیفہ حاصل کیا۔ جو -/4 روپے ماہوار تھا۔

(۵) پانچویں، چھٹی جماعت (ورنیکلر فائنل) کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ میں پڑھی اور ہر امتحان میں اول اور ہر سال مانیٹر رہا۔

(۶) ساتویں، آٹھویں جماعت 1937ء (فائنل) شہر رسول نگر ضلع گوجرانوالہ میں بورڈ کے امتحان میں فرسٹ آیا اور وظیفہ حاصل کیا۔ (-/6 روپے ماہوار)

(۷) ساتویں جماعت میں اتحاد و اتفاق میں برکت کے موضوع پر بورڈ کے مقابلہ نویسی کے مضمون کا -/7 روپے انعام حاصل کیا۔

(۸) 1938ء-1939ء میں جونیئر سینئر کلاسیں وزیر آباد میں پڑھیں اور ساتھ ہی دینی تعلیم کا آغاز کیا۔

(۹) 1941ء میں گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ میں فرسٹ ڈویژن میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اس دوران وظیفہ کے علاوہ فیس بھی سپیشل سفارش پر معاف ہوگئی۔

(۱۰) 1942-1943ء میں پھول کے دفتر لاہور میں ملازمت کی اور دینی تعلیم جاری رکھی۔

(۱۱) 1944ء میں ملٹری میں (انڈین آرمی میڈیکل کور) میں بطور کلرک حوالدار بھرتی ہوا اور اس دوران ملٹری کے تین امتحان دیئے میں جن میں فرسٹ آتا رہا۔

(۱۲) 1947ء میں ملٹری کو چھوڑ کر اپنے خاندانی پیشہ کتابت کا آغاز کیا اور ادارہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور سے منسلک رہا۔

1953ء میں بی۔ اے انگلش کا داخلہ پہنچ چکا تھا مگر الیکشن کے کام کی وجہ سے امتحان نہ دے سکا۔ پھر آج تک یہ فرصت نہ ملی۔

(۱۴) 1961ء سے قرآن کریم کی کتابت شروع کی اور 1981ء تک چالیس کے لگ بھگ قرآن کریم کی کتابت کی۔ جن میں سے اکثر تاج کمپنی کے بھی ہیں۔

(۱۵) 1981ء کے بعد تالیف و تصنیف میں مشغول ہوا اور تاحال حسب ذیل کام کرچکا ہوں:

(۱) "اسلام میں ضابطہ تجارت (تصنیف)
(۲) مغربی جمہوریت (تصنیف)
(۳) خلافت و جمہوریت (تصنیف)
(۴) "عقل پرستی اور انکار معجزات" (تصنیف)
(۵) سعودی عرب میں نظام زکوۃ (عربی سے ترجمہ)
(۶) آئینہ پرویزیت (تصنیف)
(۷) شریعت و طریقت (تصنیف)
(۸) روح، عذاب قبر و سماع موتی (تصنیف)
(۹) "احکام ستر و حجاب" (تصنیف)
(۱۰) اسلام میں فاضلہ دولت کا مقام (تصنیف)
(۱۱) سرگزشت نورستان (تصنیف، پمفلٹ)
(۱۲) مترادفات القرآن (تصنیف، زیر طبع)

اس کے علاوہ ایک سو کے لگ بھگ مضامین "ماہنامہ ترجمان الحدیث" محدث، "معارف" اور سہ ماہی "مجلّہ منہاج" میں شائع ہوچکے ہیں۔

(۱۶) 1985ء میں وفاق المدارس سلفیہ کا امتحان فرسٹ ڈویژن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پاس کیا۔

(۱۷) آج کل عرصہ 15 سال سے مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات کی نظامت اعلیٰ بھی میرے ذمہ ہے۔

عبدالرحمٰن کیلانی

گلی نمبر 20، وسن پورہ، لاہور۔

اپنی زندگی کی قابل ذکر یادداشتیں

(۱) یکم مئی 1934ء کو بعمر ساڑھے دس سال شادی ہوئی۔ یعنی چھٹی جماعت کے آغاز میں۔

(۲) میٹرک کے امتحان کے بعد لاہور میں پھول کے دفتر میں بعوض /20 روپے ماہوار ملازمت کی اور ساتھ ہی تھوڑا بہت کتابت کا کام کیا۔ (ماسٹر دی ہٹی والا دور)

(۳) جولائی 1943ء میں حبیب الرحمٰن پیدا ہوا۔ اگست 1943ء میں والد صاحب فوت ہوئے جبکہ حبیب الرحمٰن 40 دن کا تھا۔

(۴) 1944ء میں ملٹری میں بھرتی کے لئے گوجرانوالہ جاکر امتحان دیا جس میں فرسٹ آیا تو ممتحن بریگیڈیئر نے کہا اگر داڑھی منڈا دو تو میں تمہیں بریگیڈ بھیج دوں گا۔ مگر میں نے اس سے انکار کر دیا تو مجھے عام لوگوں کی طرح بطور کلرک حوالدار بھرتی کر کے راولپنڈی بھیج دیا گیا۔ ٹریننگ کے بعد اسی کمپنی میں بحیثیت Pay Clerk دو سال راولپنڈی رہا اور اہل و عیال کو وہاں لے گیا اس وقت صرف حبیب الرحمٰن ہی تھا چھ ماہ کے بعد میرا تبادلہ پونا ہوگیا تو وہ گاؤں چلے گئے۔ 1946ء کے آخر میں پونے تین سال کی سروس کے بعد ملازمت سے گھر واپس آیا۔

(۵) 46ء47ء سال بھر میں پہلے گاؤں میں دکان کی پھر علی پور چٹھہ میں تھوڑا بہت کتابت کا کام بھی کیا۔

(۶) جون 47ء میں مستقل طور پر لاہور آگیا اور سات سال تک ادارہ کتابت میں رہ کر کتابت کا خوب کام کیا اس دوران ڈھائی ماہ اخبار "سیاست" میں ملازمت بھی کی۔

(۷) 52-1951ء میں اپنی کمائی پر حج کیا اور میں نے حمیدہ (اپنی زوجہ محترمہ) کو حج کرایا اس کے ہمراہ حافظ صاحب، برادرم محمد ادریس، ہمشیرہ اور بشیر بیگم زوجہ محمد حسین تھے۔

72-1971ء میں دوبارہ ہم دونوں حج کو گئے عفت (زوجہ ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کو ساتھ لے کر گئے اور حبیب الرحمٰن نے حج کرایا (عفت سے نکاح یکم جون 1970 کو ہوا تھا۔ تیسرا حج میں نے 81-1980ء میں ثریا بتول اور رضیہ (والدہ عبدالمالک مجاھد کے ہمراہ کیا۔ جس کا خرچہ حبیب الرحمٰن نے برداشت کیا نیز 1987ء میں اس نے اپنی امی کو حج کے لئے بلایا۔

(۸) 1954ء کے آغاز میں ہی لاہور وسن پورہ میں مکان تعمیر کیا اور اہل و عیال کو لاہور لایا۔ حبیب الرحمٰن کو پانچویں جماعت اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ میں داخل کیا۔

(۹) لاہور میں قیام کے دوران برادری کے جن افراد نے کتابت کے سلسلہ میں مجھ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ استفادہ کیا ان کے نام یہ ہیں:

مظفر حسین، ظہور الحسن، عنایت اللہ شادیوال، عنایت اللہ چھنی محرم محمود الحسن (فقیراللہ) جوئیانوالہ، محمد سعید، عبدالرحمن ترنم، عبدالرشید، شادیوال، لیٰسین (ولد) چچا محمد عالم، محمد اسلم، محمد سلیم، محمد مسلم، عبدالسلام کیلانی، محمد حنیف، خلیل الرحمٰن ولد حافظ نورمحمد، بھائی محمد ادریس صاحب عربی، اور بھائی محمد سلیمان نے اردو خط میں استفادہ کیا۔

کتابت کا پہلا دور 1947ء سے 1965ء تک زیادہ عرصہ ادارہ فیروز سنز سے منسلک رہا۔

کتابت کا دوسرا دور 1961ء سے قرآن کا آغاز اور یہ دور 1985ء تک چلتا ہے اور اندازاً پچاس کے لگ بھگ قرآن کریم کی کتابت کی۔

تیسرا دور۔ تصنیف و تالیف کا دور یہ 1981ء سے شروع ہوا اور

بقیہ : صفحہ ۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالمالک مجاہد

محسن مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ

کو میں جانتا ہوں

ان سطور کی تحریر کے وقت میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا ہوں تھوڑی دیر قبل میں نے اپنے محترم چچا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کا غائبانہ جنازہ پڑھا ہے۔ اس وقت سے میرے خیالات کا مرکز مرحوم چچا جان ہی کی شخصیت ہے جس کے مختلف پہلو یکے بعد دیگرے سامنے آتے جا رہے ہیں اور میں سوچتا جارہا ہوں کہ ان میں سے کسے پہلے قلمبند کروں اور کسے بعد میں۔

یوں تو مجھے یہ مضمون بہت پہلے لکھ لینا چاہیئے تھا مگر ہمیشہ قلم اٹھاتے ہوئے میری عجیب سی کیفیت ہوجاتی کہ کیسے اور کیونکر قلم اٹھاؤں کہ ابھی تک ذہن ماننے ہی کے لئے تیار نہیں کہ وہ واقعی ہم کو چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ اب جبکہ میں حرم شریف میں ہوں' فراغت ہے' یکسوئی ہے اور ذہن میں یہ تاثر شدت اختیار کر گیا ہے کہ اس مبارک جگہ پر بیٹھ کر ہی اپنے مربی اور محسن کو خراج تحسین پیش کرنا ہے۔

اس وقت دل و دماغ میں واقعات کا ایک تسلسل ہے جنہیں میں قرطاس کی زینت بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ میری نگاہیں ایک مرد قلندر کو دیکھ رہی ہیں جس کا قد بلند و بالا ہے اور جتنا اس کا قد بلند ہے اتنا ہی اس کا ظرف اور اس کے ارادے بلند ہیں۔ یقیناً وہ بلند قامت ہے جس نے اعلائے کلمہ حق میں اپنی زندگی کا بیشتر وقت صرف کیا۔ میں نے بچپن سے لے کر ماہ نومبر ۱۹۹۵ء تک محترم مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کو بارہا دیکھا۔ میرا ان سے تعلق خاندانی طور پر تھا۔ رشتے کے اعتبار سے وہ میرے چچا لگتے تھے۔ میرے والد کے دادا جان اور مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کے دادا جان آپس میں سگے بھائی تھے۔ ہمارا خاندان کیلیانوالہ میں آباد ہے۔ پہلے سب ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔ نسل بڑھتی گئی تو علیحدہ علیحدہ گھر آباد ہوتے گئے۔ لیکن رہے گھر تمام ایک ہی جگہ' ان کے درمیان حد فاصل بس ان کی چار دیواری تھی۔ غمی' خوشی اور عید کے موقعوں پر اکثر برادری کے افراد اکٹھے ہوتے۔ آپس میں تبادلہ خیالات ہوتا' علمی موضوعات چھڑتے مختلف نکات پر بحث ہوتی' اور رات گئے تک مجالس آباد رہتیں۔

بزرگوں کا آپس میں محبت وپیار کا رشتہ بڑا عجیب تھا۔ ذرا سی مدت گزرتی تو کوئی نہ کوئی ملنے کے لئے آجاتا اور یوں یہ رشتے بہت ہی قریبی لگتے کہ ملنے والوں کے درمیان اکثر غیر موجود رشتہ داروں کا تذکرہ رہتا۔

راقم نے جب بچپن میں آنکھ کھولی اور ذرا ہوش سنبھالا تو گھر میں اکثر مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب اور ان کے دیگر تین بھائیوں کا تذکرہ ان کے علم و فضل کے حوالے سے پایا۔ ان میں سے تین بھائی مولانا محمد سلیمان کیلانی صاحب' مولانا ادریس کیلانی صاحب اور مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب اٹھ گئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ ان کی عمروں میں جو ترتیب تھی وہی ترتیب ان کے اس دنیا سے رخصت ہوجانے میں رہی۔ خاندان میں ان چاروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائیوں کی مثالی محبت اور آپس کے اتفاق کی وجہ سے بہت عزت تھی۔ برادری کے اجتماعات میں ان کو نمایاں حیثیت حاصل ہوتی۔ میرے لئے شرف ہے کہ مولانا محمد ادریس کیلانی صاحب کا تو میں شاگرد بھی رہا۔ باقاعدہ ان سے حدیث کا سبق لیتا رہا۔ ترجمہ قرآن پاک بھی کچھ حصہ ان سے پڑھا۔ بچپن سے ہی انہوں نے میری خاصی تربیت فرمائی۔

محترم چچا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کے بارے میں تو کئی لحاظ سے لکھا جاسکتا ہے۔ ایک تو بحیثیت رشتے دار کے' دوسرے بحیثیت مولف اور مصنف کے' تیسرے بطور ناشر اور چوتھے بحیثیت خطاط قرآن پاک کے۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب لاہور میں مقیم تھے۔ برادری کے افراد کو اکثر کتابت کی غرض سے لاہور جانا ہوتا تھا۔ وہ زمانہ تنگ دستی کا تھا' دنیاوی وسائل بہت زیادہ نہ تھے۔ایسے ہی ہمیشہ اکثر افراد کا ٹھکانہ وسن پورہ ہی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی مرحوم کے دل میں عجیب ایثار' محبت اور خیرخواہی ڈالی ہوئی تھی۔خود اپنے وقت کے نامور خطاط تھے' مارکیٹ میں بڑا نام تھا۔ بڑے بڑے ادارے ان سے مشورے کرتے' کتابت کے سلسلے میں جب بھی تاجر کتب کو ضرورت ہوتی تو سب سے پہلے مرحوم کا نام سامنے آتا۔ کام کروانے کے لئے مختلف تنظیمیں' ادارے' افراد ان کے پاس کام چھوڑ جاتے۔ اب حسب ضرورت کہہ لیں یا حسب خطاط' وہ کام تقسیم کر دیتے چنانچہ ایک مدت تک ان کا گھر بہت سے احباب کا مرکز بنا رہا۔ آنے والے کو شب بسری کے لئے ٹھکانہ بھی فراہم ہوجاتا' کھانا بھی مل جاتا' مشورہ بھی ہوجاتا اور پھر اگر کہیں سے پیسے نہ ملتے تو قرض حسنہ بھی فراہم ہوجاتا۔ یوں یہ سلسلہ ایک مدت تک چلتا رہا۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کے منجھلے بیٹے پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی صاحب سے میری بچپن کی دوستی ہے اور اس دوستی کو اب کم و بیش ۲۵' ۲۶ سال ہونے کو ہیں۔ یہ دوستیاں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ اگر خیرخواہی' نیکی' تقویٰ اور اسلامی بھائی چارے کے تحت ہوں تو بہت زیادہ مفید اور اگر خدانخواستہ خود غرضی' مطلب پرستی اور دنیا داری کے لئے ہوں تو بہت زیادہ نقصان دہ۔ الحمدللہ ہماری دوستی پہلے درجے کی رہی کہ سامنے خیرخواہی' نیکی اور تقویٰ تھا' اور الحمدللہ اس سے دونوں گھرانوں کو کافی فائدہ ہوا اور ہم بہت ہی زیادہ قریب رہے ہیں۔ اس سلسلے میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ وسن پورہ میرا دوسرا گھر تھا۔ بے شمار مرتبہ مجھے لاہور آنا ہوتا تھا۔ یہ اس دور کی بات ہے کہ جب راقم الحروف دوآبہ رائس ملز ورکرز یونین کا چیف آرگنائزر اور جنرل سیکرٹری تھا۔ ہم نے اپنے مطالبات کے سلسلے میں انتظامیہ پر کئی مقدمات کر رکھے تھے اور کئی ڈیمانڈز ان کو دے رکھی تھیں' چنانچہ کم و بیش ہرہفتہ لاہور آنا ہوتا تھا۔ میں جہاں بھی ہوتا برادرم نجیب الرحمٰن کیلانی صاحب پہنچ جاتے۔ میٹنگ ختم ہوتی تو نگاہیں باہر کسی کی متلاشی ہوتی اور پھر نجیب کی موٹرسائیکل نظر آجاتی اور ایک ہنستا مسکراتا چہرہ میرے گلے لگ جاتا۔ پہلے ہم وسن پورہ آتے' چچا جان مرحوم سے ایک لمبی ملاقات ہوتی جس میں ساری کارکردگی' مشورے' مسائل' حالات حاضرہ' علمی نکات وغیرہ پر گفتگو ہوتی اور ڈھیر سارے معاملات طے ہوجاتے اس کے بعد شادباغ کا گول چکر ہوتا' باغات ہوتے اور لاہور کی لمبی سیر ہوتی۔

راقم الحروف نے ہمیشہ بزرگوں کی مجالس سے سیکھنے کی کوشش کی۔ مختلف سوالات کرکے اپنے علم میں اضافہ کرنا بچپن سے جاری ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم ان شخصیات میں سے ہیں جن سے بے شمار نشستیں رہی اور باہمی دلچسپی کے امور پر لمبی بحثیں بھی۔ ایک بڑی خوبی ان کی زندہ دلی تھی۔ مسلسل کسی نہ کسی طریقے سے مذاق' شغل اور بات میں مزاح پیدا کرتے رہنا ان کی طبیعت میں شامل تھا۔ ہرچند کہ میرا ان سے عمر کے اعتبار سے رشتہ باپ بیٹے کا تھا۔ مگر اکثر مجالس میں یہ تعلق ایک دوست کا ہوجاتا۔ ایسے عالم میں اس طرح گفتگو ہوتی جیسے بچپن کے دوست ہوں۔ جب انہوں نے دوسری شادی کی تو میرا رشتہ ان سے اور قریب کا ہوگیا کہ ان کی اہلیہ میری اہلیہ کی سگی پھوپھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ کبھی کبھار میں ترنگ میں آجاتا تو ان کو اس رشتہ کا حوالہ دیتا اور وہ بھی خوب محظوظ ہوتے اور لطف لیتے۔

۱۹۸۰ء میں سعودی عرب جانے کے بعد شروع شروع میں مجھے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ چچا جان نے بھی مجھے تسلی کا خط لکھا جو آج تک میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ ۱۹۸۲ء میں مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ اس سال ہم نے اکٹھا حج کیا۔ پاکستان سے میری والدہ صاحبہ' ان کی بڑی بیٹی باجی ثریا صاحبہ ان کے ہمراہ تھیں۔ طائف سے ان کے بڑے بیٹے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی کی اہلیہ اور بچے بھی ہمارے ساتھ تھے' اور یقیناً یہ موقع زندگی کا بڑا اہم موقع تھا۔ جو ہم نے اکٹھے گزارا اور ایک خیمے میں گزرا دیگر من جملہ امور کے جو بات یاد رہ گئی ہے وہ یہ کہ ان کی ٹنڈ کرنے کا موقع بھی مجھے ہی ملا' ساتھ ساتھ مذاق بھی چلتا رہا۔ عزیزی اسامہ حبیب اب تو ماشاء اللہ میڈیکل اسٹوڈنٹ ہے۔ اس وقت وہ غالباً پانچ سال کا ہوگا۔ میں نے بہت اس سے کہا کہ "آؤ میں تمہاری بھی ٹنڈ کردوں" مگر وہ نہ مانا اور باقاعدہ کسی حجام ہی سے اپنا سر منڈوانے کو ترجیح دی۔

یقیناً بہت سارے دیگر مضمون نگار حضرات نے اس بات کا تفصیل سے جائزہ لیا ہوگا کہ مرحوم نے جو لکھا خوب لکھا' لکھنے کا حق ادا کیا۔ اور تحقیق تو خوب کی' تراجم کئے تو بہت ساری کتب ترجمہ کر ڈالیں۔ پھر ان کو دنیا میں بھی انعامات ملے اور یقیناً اللہ کے ہاں تو انعامات ملیں گے ہی وہ پکے اور کھرے مسلمان تھے' خود ہی اسلامی کتب تصنیف کیں' خود ہی ان کے ناشر اور خود ہی ان کے ڈسٹری بیوٹر۔ یہ کم و بیش چار سال پہلے کی بات ہے ان سے تعلق' صرف رشتہ داری ہی نہیں بلکہ اس سے اوپر چلا گیا تھا جہاں محبت اور عقیدت کے پیمانے اپنی معراج کو پہنچ جاتے ہیں۔ میرا ارادہ قرآن پاک کی ایک مختلف تفسیر لکھوانے کا تھا۔ میں اس جستجو میں تھا کہ کسی ایسے عالم سے رابطہ ہو کہ جو ترجمہ بھی کرے اور اس پر مختصر و مفید حواشی بھی لکھے۔ نظر انتخاب بعض لوگوں سے ہوتی ہوئی محترم چچا جان تک جا پہنچی۔ گفتگو کی' اپنا پلان اور ارادہ پیش کیا' طویل بحث ہوئی' جواب مثبت ملا۔ ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب بھی شرکاء گفتگو تھے۔ طے ہوگیا کہ وہ تفسیر لکھیں گے۔ معاوضے کی بات آئی' میں نے ایک خطیر معاوضہ کی بات کی۔ جواب ملا کہ اگر طے کرلیا تو پھر اخلاص باقی نہیں رہے گا کیونکہ مقصد پیسہ نہیں' قرآن کی خدمت ہے۔ میں بھی خوش ہوگیا۔ دین کی خدمت اگر دنیاوی لالچ اور مفادات سے ہٹ کر کی جائے تو اس میں عزت بھی ملتی ہے' سکون بھی ملتا ہے اور مال و دولت بھی۔ معاملہ طے ہوگیا تو بطور ٹوکن میں نے تھوڑی سی رقم ادا کردی۔ طریقہ کار یہ طے پایا کہ وہ کام شروع کردیں گے اور ساتھ ساتھ اس کی کتابت اور پروف ریڈنگ کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ کام شروع ہوگیا۔ مجھے بھی اطمینان تھا کہ کام ہو رہا ہے ایک آدھ مرتبہ منصوبے کے مراحل کے بارے میں بھی گفتگو رہی۔

کام ابھی پایہ تکمیل کو نہ پہنچا تھا کہ کچھ ایسے حالات پیدا ہوگئے جن سے مجھے اس بات کا خدشہ ہونے لگا کہ کام میں رکاوٹ پڑ جائے گی۔ برادرم نجیب الرحمٰن صاحب تمام مراحل سے آگاہ تھے۔ تفسیر شائع کرنے کے منصوبے سے اپنی شدید دلچسپی کے باوجود میں نے مرحوم سے پیش کش کی کہ "اگر آپ چاہیں تو میں منصوبے سے پیچھے ہٹ جاتا ہوں" وہ اپنی پدری محبت اور اس کے مقابل کئے جانے والے وعدے کے ایفاء کے سلسلے میں شدید کشمکش میں مبتلا تھے۔ میری پیش کش نے غالباً ان کی مشکل آسان کردی۔ محبت وعدے پر غالب آگئی اور مجھے اپنی ٹوکن رقم واپس مل گئی مگر اپنے منصوبے کو خاک میں ملتے دیکھ کر ایک چھنکا سا میرے دل پر ہوا۔ جسے برادرم حبیب الرحمٰن صاحب نے بھی محسوس کیا اور اس کا اظہار کیا۔

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ بعد میں یہ منصوبہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کے سپرد ہوا اور مکمل بھی ہوگیا۔ لیکن میرا دل اپنی عقیدت کے باعث مرحوم کے ہاتھوں اس منصوبے کی تکمیل کا خواہاں تھا جس کی خلش باقی رہی۔ کچھ اثر وہ بھی محسوس کرتے رہے۔ پاکستان جب بھی جانا ہوتا تو وسن پورہ میں لازماً رات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزرتی۔ لیکن ایک تکلف سا ہم لوگوں کے درمیان حائل ہوگیا تھا بالآخر یہ صورت حال بھی ۱۹ نومبر ۱۹۹۵ء کو ختم ہو کر رہی۔ ۱۸ نومبر کو برادرم نجیب الرحمٰن صاحب نے مجھے دعوت دی کہ وسن پورہ جانا ہے اور پھر ہم نے ۱۹ نومبر کی رات وسن پورہ میں گزاری۔ رات گئے تک محترم چچا جان سے گفتگو ہوتی رہی جس میں انہوں نے بار بار اس بات کا اعادہ کیا کہ انہیں کبھی بھی دنیاوی لالچ نہیں رہا۔ درمیانی خلش دور کرنے کے لئے انہوں نے پیش کش کرتے ہوئے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا کہ جو کام انہوں نے کیا ہے اس کو پوری دنیا میں پھیلانے کا اہتمام کیا جائے تاکہ یہ ان کے لئے ایک صدقہ جاریہ بن جائے۔ یہ ان کے دل کی آواز تھی جس نے موجودہ خلش کو دور کردیا میں نے بھی بعض شرائط کے ساتھ (کہ بعد میں اولاد کے ساتھ کوئی جھگڑا یا اختلاف نہ ہو) اس پیش کش کو قبول کرلیا اور سب کے دلوں پر اطمینان کی ایک زبردست لہر دوڑ گئی۔ فجر کی نماز ہم نے اکٹھے باجماعت ادا کی۔ مجھے صبح سویرے جانے کی جلدی تھی۔ اجازت لی اور روانہ ہوا۔ یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی' ان کا سراپا اس وقت بھی آنکھوں کے سامنے ہے جو مجھے اپنی مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ اللہ کرے کہ ان کی شفقتوں کا اثر مجھ پر تازندگی قائم رہے اور جس منصوبے یا پروگرام کو انہوں نے شروع کیا تھا وہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں۔ان کی تصانیف دنیا کے کونے کونے تک پہنچ جائیں اور ایک امت اس سے فائدہ اٹھائے۔ آمین ثم آمین۔

فرمان رسول ﷺ

بات کاٹنا

لوگوں کی بات کاٹنے' ان کی بات یا لہجہ کی نقل اتارنے اور ان کے ساتھ حقارت آمیز انداز اختیار کرنے سے کلی اجتناب کریں اور دوسروں کی بات کو پوری توجہ کے ساتھ سنیں اور ان کی بات کا بہتر طریقے سے جواب دینے کو اپنی شخصیت کا شعار بنالیں۔

تعزیتی خط

عزیزم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی صاحب واہلیہ
عزیزم ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کیلانی صاحب و اہلیہ
عزیزم نجیب الرحمٰن کیلانی صاحب و اہلیہ
عزیزم عتیق الرحمٰن کیلانی صاحب و اہلیہ
عزیزہ رضیہ مدنی عزیزہ عطیہ انعام عزیزہ فوزیہ!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مولانا عبدالوکیل علوی صاحب کے ذریعہ آپ کے والد محترم کے وفات کی خبر سن کر از حد صدمہ ہوا۔ (اناللہ انا الیہ راجعون) خرابی طبیعت کی بناء پر حاضر خدمت نہ ہوسکے اس کا ہمیشہ قلق رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنی خاص رحمت سے نوازے ان کے درجات کو بہت زیادہ اعلیٰ مقام تک لے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی ان کو عزت کے جس مقام پر رکھا۔ آخرت میں بھی عزت کے سب سے بلند درجے سے سرفراز فرمائے۔ ساری عمر قرآن سے قریبی اور والہانہ تعلق رہا۔ علم دین سے قلبی لگاؤ۔ ان کی تو زندگی بھی ہمارے لئے قابل رشک ہے کہ اپنے پیچھے اولاد اور علم جیسا لازوال صدقہ جاریہ چھوڑ گئے۔ خدا ان کے اس صدقہ جاریہ کو قیامت تک فزوں تر کرے۔ آمین

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اس صدمہ جانکاہ کو برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور اس صبر پر جو وعدے اللہ نے فرمائے ہیں وہ آپ کے ضرور محفوظ رکھے۔ آمین

آپ کا محبت بھرا اور تسلی دینے والا خط (تعزیت نامہ) مل گیا تھا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

شریک غم

ام شاہد جہانیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ام سمیع اللہ

مولانا عبدالرحمن کیلانی

پوچھتی ہے نسیم سحر پتہ تیرا — تو نے لکھی ہے مترادفات القرآن
کہاں ہے میرا ہم نشیں یہ تو بتا! — نہ لکھ سکا کوئی ایسی لغات القرآن

ابر رحمت ہو تری لحد پہ سایہ فگن — زمانہ حیراں ہے کتاب الشمس و القمر پر
جہاد تیری حیات اور تو شیر فگن — بھلا کیا تھی تری فکر و نظر

تھا اللہ اکبر لبوں پہ وقت وصال — تری خامشی تیری آگہی کی تصویریں
فضائیں سوگوار سی تھیں وقت رحال — کیا کیا پنہاں تھیں ان میں تدبیریں

الٰہی دل ہو مرا حب رسول سے سرشار — تو نے تراشے ہیں ایسے گوہر نایاب
یہی تمنا' یہی دعا تھی لبوں پہ بار بار — روشن ہے جن سے تیری زندگی کی کتاب

ترا قلم بے مثال' تری زبان لاجواب — لگایا ہے تو نے توحید و رسالت کا پودا
تھے بحر علم کے موتی ترے بے حد و حساب — "تدریس القرآن" سے گونجتی ہے صدا لا الٰہ

تری کتابیں' ترا قلم' تری جولانی — گلشن دارالسلام نے برگ و گل سے
ترا تدبر' ترے حروف تھے انجمن تری — چرائی ہے خوشبو ترے خوشہ چینوں نے

حدیث کے گلستاں کی آبیاری کی — تو نے چھوڑا ہے سرمایہ صد افتخار
اور خدمت اسلام عمر ساری کی — اور تیری تخلیق تھی خود سراپا افتخار

تجھے بنایا مفسر قرآں خدا نے لاریب — دست بدعا ہے یاسمین کس کے لیے
کہ تھا تو آیۃ من آیۃ اللہ لاریب — جس کے سجدوں تلے ہاتھ فرشتوں نے دیئے

www.KitaboSunnat.com

شمع بجھتی ہے روشنی دے کر

ابا جان ـــ ایک مثالی سسر

طاہرہ حبیب

18 دسمبر 1995ء ہمارے اباجی کو ہم سے دور لے گیا لیکن ان کی شفقت و محبت ہر معاملے میں ایک مومن کی سی شان' اور ان کی سیرت کا حسن ہمارے لئے نمونہ عمل ہیں۔

شمع بجھتی ہے روشنی دے کر

میں ان کی بڑی بہو ہوں۔ شادی کے تین ماہ بعد 1977ء میں' میں اپنے شوہر ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی کے ساتھ طائف چلی گئی لیکن ان کے ساتھ گذارے ہوئے دن بہت اچھے گذرے۔ شادی کے چند دن بعد یہ اظہار فرمایا کہ انہیں اباجی کہو۔ اس دن سے واقعی ایک والد صاحب کی سی محبت فرمائی۔ ہر سال چھٹی پر آتے اور تمام سال کی تھکن دور کر کے واپس چلے جاتے گھر والوں کی خوبصورت یادوں کے ساتھ گھر میں کاموں کے ساتھ ساتھ ہلکے پھلکے مذاق بھی ہوتے' نظمیں اور لطیفے سنے اور سنائے جاتے۔ اباجی تمام باتوں سے محظوظ ہوتے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شخصیت میں ایک رعب و دبدبہ تھا۔ گھر والوں کو ان کے سامنے لمبی چوڑی بحثیں کرنے کی جرات نہ تھی اور نہ وہ خود اسے پسند فرماتے۔ مختصر اور دو ٹوک بات کہنے کے عادی تھے۔ لمبی تمہیدیں نہ خود باندھتے نہ سننا پسند فرماتے۔

آپ نہایت کھرے انسان تھے اندر باہر سے ایک۔ خوش ہیں تو خوشی ٹپکی پڑتی' ناراض ہوتے تو بھی اظہار ہوگا۔ بہوؤں اور بیٹوں کے معاملات کی ٹوہ میں کبھی نہ رہے کوئی غلط حرکت یا بات سامنے آجاتی تو نہایت واضح بات کر کے سمجھاتے۔ گھریلو معاملات میں ڈھیل ضرور دیتے لیکن دین کے معاملے میں غفلت کو پسند نہ فرماتے۔ یہی وجہ تھی کہ تمام اولاد اور پوتے پوتیاں' نواسے اور نواسیاں نمازی ہیں۔ ہمیشہ کوشش ہوتی کہ سب باجماعت نماز پڑھیں۔ چاہے گھر میں شادی کی تقریب ہو یا کوئی اور فنکشن۔ نماز باجماعت کو چھوڑنے کا تصور نہ تھا۔ اباجی نماز فجر کے بعد تھوڑی دیر ضرور آرام فرماتے۔ فرائض کی پابندی دلجمعی سے کرتے لیکن نوافل کے معاملہ میں سخت نہ تھے۔ اصل میں سارا وقت ہی دینی کتب کی تصنیف اور مطالعہ میں گزرتا جو سراسر نیکی کے کام تھے۔

1981ء میں حج کے لئے تشریف لائے تو تین ہفتے طائف بھی ہمارے ہاں ٹھہرے۔ زیادہ تر تصنیف کا کام کرتے رہے لیکن احباب سے ملاقات اور دعوتوں میں آنا جانا بھی جاری رہا۔ گھر میں بڑے اچھے ماحول میں ہنسی مذاق کا دور بھی چلتا رہتا۔ بچوں سے لطیفے اور نظمیں بڑی شوق سے سنتے۔ میں وہاں طائف میں پاکستان انٹر سائنس کالج کی پرنسپل تھی میں ان کی اتنی خدمت نہ کر سکی لیکن وہ بہت خدمت کروانے کے لئے کبھی تیار بھی نہ ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس وقت پر کھانا مل جائے کھانا نہایت سادہ پسند تھا' تازہ پکا ہوا ہو بس! مزاح پسند طبیعت تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں سے مزاح تلاش کر لیتے یا خود ایسی بات بنا لیتے مثلاً حج کے بعد جب مکہ مکرمہ سے طائف تشریف لائے تو فرمانے لگے طاہرہ آج پتلی سی مسور کی دال اور چپاتی بناؤ میں تو وہاں کے "ڈگوگے" کھا کھا کر تنگ آگیا ہوں "ڈگوگے" سے مراد سعودی عرب میں میدہ سے بنی ہوئی مختلف قسم کی روٹیاں تھیں۔ ایک خاص قسم کی روٹی جسے وہاں "تمیز" کہتے اس کا نام "مزاحا" "بدتمیز" رکھا۔

پیارے اباجی وقت کے بہت پابند تھے جو وقت دیا ہوتا اس پر پہنچ جاتے۔ میرے سامنے تمام دیوروں کی شادیاں ہوئیں۔ ہمیشہ وقت پر بارات لے کر پہنچے ہم لوگ اگر پس و پیش کرتے کہ بارات کا لیٹ ہو جانا تو عام رواج ہے تو فرماتے نہیں جو وقت دیا ہے اسی پر پہنچنا چاہیئے۔ سب سے چھوٹے دیور انجینئر عتیق الرحمن صاحب کی بارات جانی تھی۔ خواتین کی جیسے عادت ہوتی ہے بس دو منٹ' تھوڑی دیر ٹھہریں وغیرہ سنا تو برہمی کے آثار چہرے پر نظر آنے لگے۔ پھر میرا بازو پکڑا اور گاڑی میں بٹھاتے ہوئے بولے تم بیٹھ جاؤ گی تو سب آجائیں گی۔ اور واقعی یونہی ہوا اور ہم وقت پر بارات لے کر پہنچ گئے۔ اباجی کے ساتھ کہیں جانا ہوتا تو سب کو ڈر ہوتا کہ وقت پر تیار نہ ہوئے تو اباجان ناراض ہوں گے۔

بچوں سے بہت پیار کرتے اور جواباً بچے بھی سب سے بڑھ کر اپنے پیارے دادا جان کو چاہتے۔ ہماری بیٹی صائمہ جو بمشکل ڈھائی سال کی تھی جب 1981ء میں ہم سب نے مل کر حج کیا تو ساتھ والے ٹینٹ میں صائمہ گئی تو اسے کسی نے "بسکٹ" دیا۔ صائمہ نے فوراً کہا میرے دادا جان کے لئے بھی دیں انہوں نے دیا اور ساتھ ہی ٹینٹ میں یہ دیکھنے کے لئے آئے کہ یہ بچی جن دادا جان سے اتنی محبت کر رہی ہے۔ انہیں دیکھیں۔ صائمہ نے آتے ہی ابا جی کو بسکٹ دیا اور مل کر کھانے لگی۔ اباجی بعد میں کئی سال یہ واقعہ یاد کر کے خوش ہوا کرتے۔

1993ء میں جب مستقل طور پر پاکستان آنے والے تھے ڈاکٹر صاحب نے انہیں اور نانی صاحبہ (دوسری والدہ محترمہ) کو بھی بلایا کہ سب مل کر حج کریں گے۔ اب بھی تندرستی کا وہی عالم تھا۔ جو 1981ء میں تھا۔ عمرہ کرنے کے بعد تازہ دم ہوتے جوانوں کی طرح بلکہ ہم میں سے ہر ایک تھک جاتا لیکن اباجی خوش باش رہتے۔ اتنی اچھی صحت تھی کہ ڈاکٹر صاحب اکثر کہتے اباجی آپ کی صحت مجھ سے بہت بہتر ہے۔

اباجی اتنے بڑے عالم تھے لیکن ایک خاص خوبی جو ان میں تھی وہ یہ کہ اپنی علمیت کا رعب کبھی نہیں دکھایا۔ مسئلے مسائل سمجھتے ہوئے کبھی محسوس نہ ہوتا کہ دین پر چلنا دشوار کام ہے۔ ایک دفعہ جراب کے اوپر مسح کے متعلق میں نے پوچھا تو فرمایا ہر موزہ جسے تم لوگ جراب کہتے ہو پر مسح کیا جاسکتا ہے۔ دین کے معاملہ میں شدت کو پسند نہ فرماتے ہمیشہ آسانی بھی بیان کرتے ہر پہلو میں میانہ روی اختیار کرنے کے قائل تھے ان کی یہ خوبی سامنے رکھتے ہوئے مجھے یہ شعر یاد آرہا ہے۔

کہہ رہا تھا شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اباجی نے اپنی تمام اولاد کے رشتے طے کرتے وقت پیارے رسول ﷺ کے فرمان کو سامنے رکھا یعنی دینداری کو ترجیح دی۔ اس سلسلے میں قرابت کا بھی لحاظ نہ کیا۔ اس وقت پوتے پوتیوں کی تعداد 21 ہے جن میں سے 7 حافظ قرآن ہیں اور چار حفظ کر رہے ہیں۔ باقیوں کی عمریں 7 سال سے کم ہیں تین تو شیر خوار ہیں۔ نواسے نواسیوں کی تعداد 28 ہے جن میں سے 18 حافظ ہیں اور 4 حفظ کر رہے ہیں۔ ابھی چند بالکل چھوٹے ہیں۔ ہر پوتا پوتی اور نواسہ نواسی کی کامیابی پر خوشی کا اظہار فرماتے اور انعام دیا کرتے۔ ہمارا بڑا بیٹا اسامہ حبیب جو حافظ بھی ہے جب میڈیکل کالج میں داخل ہوا تو خوشی کا اظہار فرمایا۔ گھر آتے تو ہر بچے کے متعلق پوچھتے۔ آخری دفعہ جب اقبال ٹاؤن تشریف لائے تو چھوٹا حمزہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکول کے لئے تیار ہو رہا تھا اس نے ٹائی لگائی تو کہنے لگے یہ پہننا بہت ضروری ہے کیا؟ اس نے جواب دیا کہ یہ ہمارا یونیفارم ہے ناگواری سے فرمایا "اچھا" ان کے اچھا کہنے کا خاص انداز تھا اور ہمیں معلوم ہو جایا کرتا کہ خوشی سے کہہ رہے ہیں یا غصے سے۔

بہوؤں کو کبھی غیر نہ سمجھا جس معاملے میں ان کی رائے کی ضرورت ہوتی ضرور لے لیتے۔ رشتہ داروں سے ملتے رہتے اور ہمیں بھی ملنے کی تلقین کرتے' وقت کم ہوتا تو تھوڑی دیر کے لئے سہی لیکن سب کے ہاں جاتے ضرور اور ان کی دلچسپیوں میں شامل ہوتے۔ ڈاکٹر صاحب نے جب اقبال ٹاؤن والے گھر میں کچھ نئی تعمیر کروائی تو اس میں بہت دلچسپی لی جب بھی تشریف لاتے۔ 72 سال کی عمر کے باوجود اوپر تک جا کر نئی تعمیر کا جائزہ بڑے شوق سے لیتے اور بڑے اچھے مشورے دیتے۔ میری تینوں دیورانیاں بھی ان کے اچھے سلوک اور شفقت کی معترف ہیں۔ آج یہ سب لکھتے ہوئے امی جان مرحومہ بھی یاد آرہی ہیں۔ ان کی دین سے لگن ایسی تھی کہ لاکھوں میں سے ایک کہ ڈھونڈے سے نہ ملے۔ خود حافظ قرآن' ہزاروں بچیوں کو قرآن حفظ کروایا۔ ترجمہ پڑھایا۔ مدرسہ تدریس القرآن والحدیث کی بانی اور اپنے دو بیٹوں اور دو بیٹیوں کو بھی حفظ کروایا۔ چاروں بیٹوں اور بیٹیوں کو دین کی مکمل تعلیم دلوانے کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم سے بھی آراستہ کیا۔ اعلیٰ ترین اداروں سے ڈگریاں حاصل کیں۔ لیکن ساری کی ساری اولاد اللہ کے دین کو پھیلانے میں مصروف ہے۔ یہ ایک مثالی بات ہے جو ابا جان جیسے عالم دین' محنتی اور امی جان جیسی مثالی ہستی کی رفاقت کے باعث ممکن ہو سکی۔ آج بھیگی پلکوں کے ساتھ یہ لکھتے ہوئے دل سے دعا نکل رہی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ آپ ابا جی اور امی جان کی کاوشوں کو قبول فرمائیں۔ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ ان کی قبروں کو نور سے بھر دیں۔ آنے والے تمام امتحانات میں کامران فرمائیں۔ ان کی اولاد کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں اور ہماری ملاقات نہایت بہترین جگہ پر ہو۔ (آمین ثم آمین)

موت العالِمِ موت العالَمْ

کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ کوزے میں سمندر بند کیا ہوا ہے۔ عربی گرامر اور عربی کے وہ رموز جو اساتذہ سالوں محنت سے پڑھانے کے بعد بھی اپنے شاگردوں کو نہیں سمجھا پاتے' یہ کتاب بغیر کسی استاد کے عربی رموز سمجھنے اور سیکھنے کیلئے کافی ہے۔ اس کے بعد میں لاہور گیا تو ملاقات ہوئی' کتاب پر گفتگو سے پتہ چلا کہ کتابت کو خیرباد کہہ کر اپنی زندگی کا حاصل مطالعہ آنے والی نسلوں کیلئے چھوڑنے کے لئے قلم سنبھال لیا ہے اور یہ سفر تادم آخری جاری رہا۔ تقریباً پندرہ سال کے مختصر عرصہ میں بیس کتابیں جن میں قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر شامل ہیں' اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ محنت جو ان کا شعار تھا ان کو ہمیشہ کے لئے امر کر گئی۔

پچیس برسوں سے ان کے گھر آنا جانا ہے۔ جب بھی گئے ان کے گھر سے قرآن پاک کی آواز آئی اور یہ قرآن پاک کی برکت تھی کہ جب کبھی وہ گھر پر نہ بھی ہوتے تو بیٹھک کا دروازہ کھلا ملتا۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے جو خود بھی قرآن پاک کی حافظہ تھیں' پورے علاقے میں اس قدر لڑکیوں کو قرآن پاک پڑھایا کہ یہ بات پورے محلّہ میں معروف ہو گئی کہ اس گھر میں جتنا قرآن پاک پڑھا جاتا ہے کسی دوسرے گھر میں نہیں پڑھا گیا اور جب شاگردوں کے لئے گھر کا دامن چھوٹا پڑ گیا تو اپنے گھر کے سامنے ہی لڑکیوں کے لئے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ جس کی کئی منزلوں پر مشتمل عمارت اپنی عظمت اور بلند حوصلوں کی داستان سناتی ہے۔ یہ صرف مسلسل محنت اور لگن کا حاصل ہے۔

مرحوم نے اپنے گھر کے نزدیک ہی ایک چھوٹی سی بے آباد مسجد آباد کی تھی' مگر جب آبادی بڑھ گئی اور تمام پلاٹوں پر مکان بن گئے تو دو تین گلیوں کا چکر لگا کر مسجد تک پہنچتے تھے۔ یہ بھی کتنا حسین اتفاق ہے کہ آپ اسی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کی حالت میں اپنے آخری سفر پر روانہ ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْ مَنْ یَّشَاءُ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ! میرا بھائی میرا اُستاد اور میرا بہنوئی

ملت کا سرمایہ

میدانِ علم کا شہسوار

عبدالسلام مدنی

ابو محمد عبدالسلام المدنی بن الحافظ عبدالحی بن ابو عبداللہ محمد امام الدین کیلانی پوسٹ بکس ۲۶۲۔ جنجا' یوگنڈا' ایسٹ افریقہ۔

نحمده و نصلی و نسلم و نبارک علی رسوله الکریم ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام

میں ۱۲ مئی ۹۵-۱۹۹۴ء سے ہی ایسٹ افریقا چلا آیا تھا۔ ملک سے بھی اور برادری سے بھی بذریعہ خط و کتابت رابطہ رہتا تھا۔ ۲۶ مارچ سے چند روز قبل ان سے ٹیلی فون پر گفتگو ہوئی تھی بعد ازاں یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء کو انہوں نے ایک خط بھی میرے نام تحریر کیا' ہر طرف سے خیر و عافیت کی خبریں تھیں' جنوری ۱۹۹۶ء کے پہلے جمعہ المبارک کو ہم اپنے پرانے "مقر عمل" "Working staition) مساکہ کو تبلیغ اور سیر کے لئے گئے وہیں میرا بڑا بیٹا "محمد" بھی دفن تھا۔ قبر تلاش کرنا پڑی تاہم کچھ نشانیاں دیکھ کر مٹی ہوئی یادیں تازہ کیں اور اتوار کے روز واپس آئے۔ رات کو محمد ابراہیم پوسٹ بکس چیک کرنے گیا تو بیٹی کا خط ملا' جس کے ذریعے مرحوم کی بڑی بیٹی اور تیسرے بیٹے کا خط مل گیا۔ پہلے تو کچھ سمجھ نہ آیا' کیونکہ اس طرف کبھی خیال ہی نہیں آیا تھا کہ ہمیں اتنے مختصر وقفے میں اتنی لمبی جدائی سے پالا پڑے گا۔ لیکن فرشتۂ اجل کسی کی مرضی پر آتا ہے نہ جاتا ہے۔ ہنستے گھروں میں موت کی خاموشی پیدا کرنا' اس کی ڈیوٹی ہے۔ تاکہ "انه هو اضحک وابکی" خوشیوں اور غموں کے مالک کی طرف توجہ ہو۔ اور دارفانی" کو دارالبقاء سمجھنے والے' باقیات صالحات کی تیاری کریں۔ اسی سے یہ سبق ملتا ہے۔

"الذی خلق الموت والحیاه" لیبلوکم ایکم احسن عملا"

مالک کیسا کہ غلام سے پوچھے؟ یہ تو ناممکن ہے کہ وہ ہمیں بتائے البتہ غلاموں کا کام ہے کہ ہر وقت ایسے فرشتہ کی آمد کے منتظر رہیں اور یہ سبق یاد رہے۔

"ان للہ ما اخذ وله ما اعطی وکل شیئی عنده باجل مسمی فلتصبر والتحتسب" "اناللہ وانا الیه راجعون"

زندگی اور موت کا حسن

یا ذاالذی ولد تک امک باکیا
والناس یضحکون حولک مسرورا
احرص علی عمل تکون بڑ متی
یکون حولک ضا حکا مسرورا

زندگی کی بہترین شہرت کی بہاریں ایمان کے تاج اور عمل صالح کی صاف ستھری چادروں میں لپٹ کر جانے والا' اس وقت اللہ اکبر کہتا ہوا مالک حقیقی کی خدمت میں دلیل عبودیت بن کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر ہو گیا۔ زندگی خواہ کس قدر صاف ستھری کیوں نہ ہو اس میں کسی نہ کسی طرح بشری تقاضوں کا شائبہ ہوتا ہی ہے جسے عمل صالح، توبہ، استغفار، صدقہ، خیرات اور رحمت رحمان دھو دیتے ہیں۔

ہماری ڈیوٹی

پھر بھی ہماری ڈیوٹی ہے کہ جہاں اپنی تیاری میں کوشش کریں وہاں مرنے والے کے لئے دعائے استغفار کریں۔ اس لئے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ اور نیکیوں کو قبول فرمائے آمین ثم آمین

میرا بھائی

ہم اپنے پہلے دادا امام دین کیلانی پر ملتے ہیں، نسب نامہ کچھ یوں ہے:

آباؤ اجداد

مولانا عبدالرحمٰن بن نور الٰہی بن ابو عبداللہ محمد امام دین بن محمد بخش بن فیض اللہ بن ہدایت اللہ بن حاجی محمد عارف سپرا جٹ۔

حاجی محمد عارف چند واسطوں سے اسمٰعیل درویش سے جا ملتے ہیں۔ جو کہ "لالیاں سپراواں" ضلع جھنگ سے ہجرت کر کے ضلع گوجرانوالہ کے مشہور قصبہ حضرت کیلیانوالہ تشریف لائے اسی نسبت سے ہم کیلانی کہلاتے ہیں۔ سپرا ہماری قوم ہے۔ (۱☆)

خاندانی پس منظر

حاجی محمد عارف کی قبر سلوکے ضلع گوجرانوالہ میں ہے وہ عہد جہانگیری میں کچھ عرصہ بادشاہی مسجد دہلی کے امام اور بادشاہ کے معالج بنے۔ بعدازاں حضرت کیلیانوالہ آگئے تھوڑی بہت زمین ملی جو کہ ہمارے دور تک کنالوں میں رہ گئی وہ بھی کھا لی گئی والحمدللہ رب العالمین

مولوی محمد بخش بڑے ماہر تیرانداز، زود نویس خطاط تھے ایک کچی دیوار پر کاغذ چسپاں کر کے تیر اندازی سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ لیا کرتے تھے۔ اور سواری پر بیٹھ کر کوئی قاعدہ لکھ کر اس کو بیچ کر سودا سلف لے آتے۔ ان کے مرنے پر ان کے تین بچے اور بچی ایک بیوہ کے ساتھ رہ گئے۔ الحمدللہ تینوں صاحب اولاد ہو کر مرے۔ بیٹی کا حال معلوم نہیں۔

بڑے دادا محمد دین تھے، منجھلے ہمارے دادا محمد امام الدین چھوٹے دادا مولانا سلطان احمد تھے۔ ذیل میں ایک مختصر نقشہ دیا جاتا ہے جس میں مشہور و معروف لوگوں کا ذکر ہو گا۔ تاکہ قارئین کرام کو خاندانی پس منظر معلوم ہو سکے۔ جو کہ ان کی علمی خدمات کا پس منظر ہو۔

اس ساری تفصیل کا نتیجہ یہ ہے کہ پنجاب کے تمام جٹ ضروری نہیں کہ حامی ہوں۔ جب کے ان کے بال، قد اور رنگ اس چیز کے گواہ ہیں کہ وہ حامی نہیں سامی ہیں۔ اصلی باشندے تو کول، دراوڑ منگول تھے۔ جو کہ حملہ آوروں نے جنوب کو دھکیل دیئے۔ پھر ہر حملہ آور پر مزید حملہ آور آتے رہے اور زمینوں کے مالک بدلتے رہے۔ "ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون" "کہ نصیحت کے بعد ہم نے زبور میں لکھا ہے کہ زمین کے مالک میرے نیک بندے بنیں گے۔"

گویا جیسے جیسے لوگ شرک میں مبتلا ہوتے گئے اللہ تعالیٰ ان پر نئے موحد مسلط کرتے رہے اور زمینیں ایک خاندان سے دوسرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندانوں کو منتقل ہوتی رہیں۔

اس تمہید کے بعد اب ہم سپرا کے متعلق بھی دو متضاد روایات کو بیان کرتے ہیں جو کہ علمائے نسب کے ہاں معروف ہیں۔

پہلی روایت کے مطابق یہ جاٹ ہیں اور قدیمی باشندوں سے ہیں۔ لیکن اس کی تصدیق نہ ہمارے سر کے بال کرتے ہیں نہ رنگ نہ قد اور نہ ہی رسم و رواج' جب کہ عربوں میں ہی اپنے علمائے نسب کا اہتمام تھا۔ بلکہ ساٹیوں میں اور ہمارے علمائے نسب ابھی تک زندہ ہیں اور ہمارے ساتھ متعلق ہیں۔

دوسری روایت کے مطابق ہم قریشی نسل ہیں۔ جب کہ ہمارے علمائے نسب بھی اپنے آپ کو قریشی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

جو کچھ بھی ہو ہمیں قابل قدر چیز تو اسلام ہی معلوم ہوتی ہے باقی تو دوزخ کا ایندھن ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا خاندان مدت دراز سے اپنے اصلی وطن سے ہجرت کر کے آچکا ہے۔ بکرماجیت کے دور میں ایک راجہ کرن ہوتا ہے وہ بھی ہمارے شجرہ نسب میں موجود ہے۔

جب کہ بعض خاندانی روایات کے مطابق سلطان ٹیپو" بھی سپرا تھے۔ خانقاہ ڈوگراں میں بھی ایک سپرا بزرگ دفن ہیں اسی طرح میانہ گوندل کے اطراف میں ایک سپرا کا مزار موجود ہے۔ کوئٹہ میں بھی سپرا موجود ہیں۔ جب کہ جاپان سے ایک کارخانے کا نام حال ہی میں سپرا معلوم ہوا ہے۔ مولانا حق نواز جھنگوی بھی سپرا تھے۔ "رحم اللہ علی المسلمین منہم رحمہ واسعہ ولعن الذین کفروا منہم نتبرا منہم کما تبروا منا"

یہ مختصر سا نقشہ قارئین کی خدمت میں شجرہ نسب کے طور پر نہیں بلکہ جو لوگ کچھ تھوڑی بہت شہرت رکھتے ہیں وہ تقریباً بیس شخص ہیں جو ہمارے چچوں سمیت والد صاحب اور ان کے والد اور چچوں سمیت ۲۶۔ افراد بنتے ہیں۔

بزرگوں میں تو ہر بزرگ اپنی خود ایک مثال اور واقعاتی کہانی ہے۔ کسی کی امتیازی چیز کا ذکر کر کے اصل مضمون رہ جائے گا صرف تین اشخاص کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ ان سے ان کا تعلق براہ راست ہے۔

۱۔ ابوعبداللہ محمد امام الدین کیلانی چوٹی کے عربی اور فارسی کاتب تھے۔ تفسیر وحیدی' حمائل غزنویہ اور غزنوی بخاری شریف مترجم کی باقیات الصالحات ہیں۔ فن کا شغف اس حد تک تھا کہ ہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی طرز کتابت جدا تھی۔ بخاری شریف کے اعراب خود لگائے۔ ۱۹۰۸ء میں چاندی کوٹ ضلع شیخوپورہ میں منتقل ہوئے اور آبائی مرکز پر بڑے بیٹے مولانا نورالٰہی کو سیٹ کیا۔ گاؤں میں ۱۹۱۲ء میں چوہدری چاندی خان کے تعاون سے چینیانوالی مسجد کا نقشہ بنایا جو کہ ۱۹۹۵ء میں مؤسسۃ الحرمین کے تعاون سے مسجد حسان بن ثابت کے نام سے اور منفرد نقشہ کے ساتھ موجود ہے اس وقت مولانا عبدالصمد رفیقی مدنی اس مرکز میں کام کر رہے ہیں۔ اللھم زد فزد

۲۔ مولانا نور الٰہی' ہمارے بزرگ چچا ہیں میرے والد مصنف مرآۃ القرآن حافظ عبدالحی مرحوم کے بھائی تھے۔ حافظ نہ ہونے کے باوجود نماز میں غلط پڑھنے والے کی تصحیح کر لیتے تھے۔ کچھ روز زانوئے تلمذ بھی حاصل کیا۔ لیکن کتابت کے تعلق کی بنا پر لوگ انہیں منشی جی سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ امرتسر غزنویہ مسجد میں کوئی خطیب نہ تھا۔ انہوں نے جمعہ پڑھایا تو لوگ انہیں بعض غزنوی علماء پر بھی فضیلت دینے لگے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ خاندان میں جیسے وہ خود اسم بامسمی تھے اسی طرح ان کی اولاد اور متعلقین میں نورانیت کا اثر موجود ہے۔ دوسرے بھائی بھی ان کی بزرگی کے قائل تھے۔

۳۔ مولانا محمد سلیمان کیلانی' ان کا ذکر بھی ضروری ہے کیونکہ ہمارے خاندان میں بھی اور بیرون خاندان بھی' اہلحدیث جماعت میں بھی اور غیر اہلحدیث سنی فرقوں میں بھی' اندرون ملک' بیرون ملک ان کی شہرت و خدمت کئی طرح موجود ہے۔ عالم باعمل' درس قرآن مجید کے منفرد ماہر' خطیب' معلم' مدرس' مبلغ' مصنف مترجم سب کچھ تھے۔ اللہ کے دین کی نشرواشاعت میں انہیں مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ یہ لمبی کہانی ہے کہ کھیالی شاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پور میں حنفی مسجد کے خطیب بنے۔ جواب مل گیا۔ پھر ایک اور مسجد بنی وہ بھی چھین لی گئی پھر اہلحدیث مسجد بنی' کس طرح لوگوں پر پابندی لگی کہ اس مسجد کو نہ جاؤ' اس مسجد میں جاؤ۔ لیکن کس طرح دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مسجد بھر رہی ہے۔ آباد ہوگئی ان کی تصنیفات کا سلسلہ بھی ہے۔ ترجمے کا بھی' شاعر بھی تھے اور ادیب بھی۔ پھر اہل دل بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ' حضرت داؤد' حضرت سلیمان' حضرت یوسف' ائمہ خلفائے راشدین اور امام حسن و امام حسین علیہم السلام سب کی زیارت سے محظوظ تھے۔

خاندانی پس منظر

یہ ہے کہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کے متعلق یہ معلوم ہوسکے کہ باوجودیکہ ان کا بنیادی علم' دنیاوی علوم پر مبنی تھا۔ دینی تعلیم باقاعدہ نہیں تھی۔ اور مطالعہ کے زور پر علم حاصل کرنے والا شخص بناتا کم ہے اور گراتا زیادہ ہے یعنی جو شخص علمائے حس سے دور دور رہ کر خود ساختہ عالم بن کر مسائل جدیدہ کو حل کرنے کی کوشش کرے گا وہ اجتہاد کے نام سے الحاد پھیلائے گا "الامن رحم ربک"

گھریلو پس منظر

مولانا مرحوم اور خاندانی پس منظر دونوں کو سامنے رکھنے سے بھی قارئین کرام کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ علماء کی قدر ان کے دل میں کس قدر ہوسکتی ہے۔ یہی قدر دان کی اولاد کے دل میں علمی رجحان اور دینی ذھن بنانے کا ذریعہ تھی۔ انسان اولاد کے بارے میں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا کہ مجھے ایسی ملے' ایسی نہ ملے ہاں دامادوں اور بہوؤں کے انتخاب میں کس حد تک اپنا اختیار یا رجحان ظاہر کرتا ہے پھر بھی ضروری نہیں کہ مطلب کے مطابق داماد یا بہوئیں ملیں۔ پہلی بیگم حافظ قرآن تھی اور دوسری نے منشی فاضل کی تیاری کر رکھی تھی۔ ترجمہ دونوں نے پڑھ رکھا تھا اور احادیث کے ساتھ مطالعاتی ربط دونوں کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا کو منتخب اولاد اور منتخب ہی داماد دیئے۔ جن کا نقشہ کچھ اس طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد

اب قارئین دیکھیں کہ جب اوپر نیچے آگے پیچھے اوڑھنا بچھونا سب ماحول دینی تعلیم کا ہو تو امید کی جاسکتی ہے کہ انسان کو از خود ہی منقولات کی حکمتیں ایسی معیاری اور اتنی مقدار میں مل جائیں گی کہ اسے الحاد کی بجائے اتباع اور اجتہاد دونوں میں ہی کافی خوراک میسر ہوگی اور اسی میں ہی دین کی خدمت کر جائے گا۔اسے دین کی تعبیر کے لئے کسی نئے مرکز ملت کی بدعت جاری کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ پھر بھی یہ کہنا لازمی ہے کہ سب مثبت اسباب کے باوجود انسان کی لغزش اسے لاشعوری طور پر بھی کافی دور لے جاتی ہے۔

سعادت منجانب اللہ

اس لئے یہی کہنا مناسب ہے کہ اسباب کی حد تک جو کوئی مرضی سبب ہو لیکن اصل قوت تو رب العرش العظیم کی ہے جو کہ اسلام' قرآن' حدیث نبوی' سلف صالحین یعنی صحابہ کرام اور خیر القرون سے رابطہ بڑھانے کی توفیق دیتا ہے اور بعض لوگوں کو' اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں پرو دیتا ہے۔ اور ہر موقعہ راہنمائی بھی کرتا ہے کہ ذھن کہیں بھٹک نہ جائے۔ "اللھم اجعلنا منھم الحمدللہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولان ھدانا اللہ"

ایں سعادت بزور بازو نیست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حقیقت یہ ہے کہ مولانا مرحوم کا مسائل جدیدہ پر سلفی انداز سے نظر و فکر اور غور و تامل یہ صرف اللہ کی دین ہے۔ "ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم"

میرا استاد

ملک کا مایہ ناز کاتب ہونے کی وجہ سے ان کے پاس برادری اور غیر برادری کے شاگرد آتے تھے کہ ان سے اصلاح خط لے سکیں۔ میرے والد مرحوم نے مجھے خط میں اصلاح کے لئے ان کے پاس جانے کا امر دیا۔ اس طرح وہ میرے استاد بن گئے۔ اور بجا طور پر مجھے اعتراف ہے کہ اس میں مجھے کئی طرح فائدہ ہوا۔ جب کہ انہیں بھی مجھے پڑھانے کا فائدہ پہنچا جس کا ذکر یہاں مناسب نہیں اور نہ ہی موقع ہے۔

میرا بہنوئی

تقدیر بھی عجیب اتفاقات پیدا کرتی ہے۔ ہماری بھابی حافظہ حمیدہ بیگم کسی عام بیماری میں ہسپتال گئیں اور ٹیکہ لگوانا تھا لیکن اس کی خوراک زیادہ ہوگئی کہ اس کا رد عمل زہریلا ثابت ہوا۔ چل کر گئیں لیکن لاش گھر آگئی۔ اسی طرح مولانا بھی نماز پڑھنے کے لئے چل کر گئے کہ نماز ہی ان کا معراج بن گئی اور اللہ اکبر کہتے ہوئے اگلے جہان چلے گئے۔ ان کی پہلی بیگم کی وفات پر انہوں نے ہمارے ساتھ رابطہ کیا ہمارا بہنوئی محمد اقبال کیلانی طلاق دے چکا تھا۔ عدت گذرنے پر انہوں نے نکاح کا مطالبہ کردیا۔ کافی تردد کے بعد استخاروں کا واضح نشان ملا تو یہ نکاح بخیر انجام پذیر ہوا۔

والحمدلله رب العالمین

جائے یوم ولادیت

حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں عشرینات کے آخر میں پیدا ہوئے۔ کہا کرتے تھے کہ میری یوم پیدائش منگل تھی لوگ میرے والد صاحب کو کہا کرتے تھے کہ آپ کا یہ لڑکا اچھا نہیں ہوگا کیونکہ لوگ منگل کے دن کو منحوس سمجھتے تھے حالانکہ سعادت اور نحوست سب کا تعلق اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے۔ ایک دن اگر منحوس مان بھی لیا جائے تو بھی کسی کے لئے ممکن ہے۔ لیکن وہی دن دوسرے کے حساب سے سعادت والا ہوگا۔ جیسے بعض قوموں پر عذاب کا ذکر کرتے ہوئے "فی ایام نحسات" اور "یوم نحس مستمر" کہا گیا ہے۔ لیکن وہی دن ان قوموں کے پیغمبر اور مومنوں کے لئے مبارک ٹھہرے اور ایام نجات شمار ہوتے ہیں اور وفات پیر کے روز یا لیلۃ الاثنین کو ہوئی۔

ابتدائی تعلیم

اپنے ہی گاؤں حضرت کیلیانوالہ میں اور اپنے ہی گھر مولانا نور الٰہی صاحب مرحوم سے ہوئی ہوگی۔ البتہ سکول کی تعلیم گھر سے باہر شروع ہوئی اور "مدرسہ" نامی ایک گاؤں میں جاکر پڑھتے رہے۔ وہاں روزانہ تین چار میل پیدل جانا پڑتا اور اتنا ہی پیدل واپس آنا پڑتا۔

مڈل یا ثانوی کی تعلیم کے لئے رام نگر (رسول نگر) متصل اکال گڑھ (علی پور چٹھہ) جانا پڑا جو کہ دریائے چناب کے کنارہ پر آباد تھا۔ اور تجارتی مرکز تھا۔ کچھ دیر شاید وزیر آباد اور پھر گوجرانوالہ پڑھنے لگے۔ یہاں مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ رحمہ اللہ کے پاس چوک نیائیں مدرسہ محمدیہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی بعد ازاں دنیاوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم گریجویٹ تک حاصل کی۔ دینی تعلیم ابتدائی سطح تک تو ضرور پڑھی باقی سارا سلسلہ علماء کے علمی حلقے' مجالس علمی' تبادلہ خیالات' بحث و تمحیص' مطالعہ اور از خود محنت شاقہ سے حاصل ہوا۔ ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں جو کہ جدیدیت کے خمار کا شکار نہ ہوتے ہوں۔ لیکن جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے عنایت الٰہی' اپنے نور کی خود حفاظت فرما رہی تھی۔ اور علماء میں امتیازی مقام پیدا کیا' کبھی فضول کہانیاں' قصے' ناول' ڈائجسٹ' اور فحش رسالے ان کے ہاتھ دیکھے گئے نہ ان کے بستر سے نکالے گئے۔ البتہ سفر ہو یا حضر مطالعہ کی کتاب ساتھ ضرور رہتی۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن حکمت کی باتیں مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ کی زندہ تصویر تھے۔

دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین امتزاج

لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ دونوں تعلیمیں جدا جدا ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں تعالیم اپنے مقصد کی وجہ سے عبادت بھی ہیں اور عادت بھی' ہر علم کا منبع انبیاء کی تعلیمات ہے۔ البتہ لوگوں نے اپنے دنیاوی مفاد کے لئے جو علم برقرار رکھے وہ دنیاوی علوم کہلائے اور جن علوم سے ان کے مفادات پر چوٹ پڑتی تھی انہیں بدل دیا اور اپنی مرضی کے مطابق ان کی تشریح شروع کر دی ایسے عمل کو اجتہاد کا نام دیا حالانکہ یہ کھلا ہوا الحاد تھا۔ کچھ علوم جو نظریات سے متعلق تھے وہ بھی لوگوں نے زمانہ کے عروج و زوال اور لوگوں کے ظنون و شبہات کو حقیقت جان کر بدل دیا۔ بعد میں آنے والی نسلوں میں جب کوئی حقیقت کسی تفسیر کے خلاف ملی تو نبوی تعلیمات سمجھ کر ان تفسیروں کی مخالفت اسلامی نظریات کی مخالفت شمار ہوئی۔

جیسے زمین اور دوسرے نجوم و کواکب اور شمس و قمر کے متعلق پرانے نظریات اور جدید نظریات' پرانی تفاسیر اور نئی تفاسیر کا مابین تضاد و اختلاف اور قرآنی تعبیر کی ماضی' حال اور مستقبل کی متغیر تفاسیر یہ سب تضاد انسانی ذھن کا ہے نہ کہ کلام الٰہی کا۔ ان دونوں تعلیمات کا حسین امتزاج تب مسنون ہو گا کہ کوئی مضمون نگار اور مصنف مقالہ نویس قرآنی کلمات نبوی ارشادات کو تبدیل نہ کرے ان کے معانی اور الفاظ کی بجائے تفاسیر ان نظریات کی کرے جو کہ حکومتوں کی بدلتی سیاست کے آفاق میں روزبروز تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں بہت کچھ رہنمائی فرمائی اور ایک ذھین طالب علم جو اسلامی ذھن کا حامل ہو ان کی کتابوں سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہے کیونکہ مولانا کا اصل میدان اسلام کا دفاع ہی نہیں تھا بلکہ اسلامی یلغار بھی تھی جو کہ غلط نظریات پر ہتھوڑا بن کر پڑتی تھی اور عام حالات میں وہ اسلام کے معتدل ترجمان بھی تھے۔ (تقبل اللہ منہ)

ان کی ذاتی اور تبلیغی زندگی کے پہلو:

ان کی ذاتی زندگی میں تواضع' انکساری کے علاوہ دو چیزیں نہایت نمایاں تھیں جو کہ ان کی زندگی کا نچوڑ ہیں۔ وہ ہیں (۱) قولوا قولا سدیدا (۲) من اطاعنی فقد دخل الجنہ یعنی عملا مسنونا ذیل میں دونوں کی تشریح پیش خدمت ہے۔

(قولا سدید و عملا مسنونا مسلمان کی زندگی میں اہم ترین بات یہ ہے کہ بات کھری ہو اور عمل سنت کے مطابق ہو ہم بھیس بدل بدل کر اپنی نیت کو چھپا چھپا کر اپنی اصلیت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ہماری باتوں سے ہی لوگ اسلام کو قبول کرلیں اور عمل کی پرواہ نہیں کرتے۔ اگر ہم اپنی باتوں سے کسی کو چند فٹ اسلام کی طرف کھینچتے ہیں تو معاملات کی بیہودگیوں اور خرابیوں سے اسے کئی سو فٹ دور دھکیل دیتے ہیں ان کی زندگی کا بڑا کمال یہی تھا کہ بات کھری کرتے اور اپنی عملی زندگی سنت کے مطابق ڈھالتے۔ اگر وہ کوئی کتاب بھی نہ لکھتے تو بھی وہ عملی خاموش مبلغ تھے جس سے خلق خدا نے فائدہ اٹھایا۔ اگر ایسی صورت کسی مبلغ کی نہ ہو تو لوگ برملا کہہ دیتے ہیں کہ ''اسلام تو کتابوں میں ہے اور مسلمان قبروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں" حالانکہ شرعی طور پر یہ چیز اپنے اطلاق میں کہنا جائز نہیں' اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک جماعت برحق مسلمانوں کی ہمیشہ رہے گی جن کی اسلام اور کتاب و سنت سے ہمدردی اور اس کے حق میں جہاد نہ تو کسی حکومت کی سختی ختم کرسکے گی اور نہ ہی کسی حکومت کی نوازشات ان کو اسلام کی ہمدردی کو تبدیل کرنے پر آمادہ کرسکے گی۔

بطور مثال

پاکستان میں اسلامی نظام کا مسئلہ: ایک سفر میں چلتے چلتے یہ بات چھڑ گئی کہ علماء تو چاہتے ہیں کہ اسلامی نظام قائم ہو۔ عوام کی بھی یہ خواہش ہے لیکن حکومت نہیں چاہتی۔ کہنے لگے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کی آمد سے مراد یہ لیتے ہیں کہ ہمیں کوئی محنت اور کوشش نہ کرنا پڑے نہ ہی اسلامی نظام لانے کے لئے صحیح طریق کار اختیار کرنے پڑیں حکومت بھی عوام بھی اور علماء بھی سب اس مسئلہ میں عملی طور پر متفق ہیں کہ بغیر محنت شاقہ یہ کام اس طرح ہوجائے کہ رات سوئیں۔ صبح جاگیں تو معلوم ہو کہ اسلامی نظام آگیا ہے۔

رشوت دے کر ہر شخص قانون کی نظر سے بچنا چاہتا ہو۔ کسی مواخذہ کے وقت وہ سفارش حاصل کرے اور کوئی مواخذہ اس پر نہ ہو۔ اسلامی حدود و تعزیرات کوئی بھی اپنی ذات پر لاگو کرنے کو نہ چاہتا ہو تو اسلامی نظام کیسے آسکتا ہے؟ دراصل پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ کوئی بھی نہیں چاہتا تو اسلامی نظام کیسے آئے؟

ذاتی زندگی کے دو مزید پہلو صلہ رحمی اور صلح و امن کا راستہ

برادری کے افراد کی ملاقاتیں' ضیافتیں' علمی' معنوی اور مالی امدادیں' ان کے اخلاق کا حصہ تھیں۔ کئی واقعات یاد ہیں کہ برادری کے پھیل جانے پر جہاں بالعموم لوگ قبول ضیافت میں بھی اور کسی کو دعوت دینے میں بھی محتاط ہوجاتے ہیں۔ انہوں نے کسی رشتہ دار کی دعوت کو نہیں ٹھکرایا جہاں قریبی رشتہ دار' بارش اور سیلاب کی وجہ سے کسی تقریب میں نہ آتے وہاں یہ دور دور کے رشتہ داروں میں برموقعہ پہنچ جاتے۔ کسی بھی دینی یا اصلاحی پروگرام میں انہیں کسی نے یاد کیا فورا پہنچے اور ضرورت کے مطابق اپنا عملی یا مالی یا دونوں طرح سے حصہ بھی ڈالا۔ برادری کے اکثر نوجوان ان کے شاگرد رہے ہیں۔ ان کی بیٹھک میں رہائش پذیر رہے ہیں۔ پھر اہتمام کے ساتھ ہر سال برادری کے ہر خاندان کے گھر پہنچتے خواہ اس سے اختلاف ہو یا اتفاق

لاہور میں ہونے کی وجہ سے ان کا گھر برادری کا دارالضیافہ ہوتا تھا۔ پھر بھی ہر شخص کی ضروری آؤ بھگت میں کبھی فرق نہیں رکھا۔ کبھی اختلاف ہوا تو احسان نہیں جتلایا۔ میری آمد پر کافی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

تعلیم و تربیت:

جیسا کہ پہلے بیان گذر چکا ہے کہ انتھک مصروف زندگی کے باوجود اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے کبھی پیچھے نہیں ہوئے۔ تمام بچوں کو اعلیٰ تعلیم تک پہنچانا اللہ کا کام تھا لیکن انہوں نے بھی کوئی کمی نہیں کی۔ بلکہ بیگمات کو بھی اور بچوں کو سب کو اس حد تک تیار کیا کہ ماشاء اللہ سب تقریر و تبلیغ اور تدریس کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

تبلیغی میدان

قلمی میدان:

مومن کی مثال کھجور کی ہے کہ سدا بہار درخت ہے۔ پھل دیتا ہے۔ اس کی ٹہنیوں تک' پھل کی گٹھلیوں تک۔ کوئی چیز ضائع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں جاتی۔ کوئی انسانوں کی غذا اور علاج اور کوئی حیوانوں کی غذا اور علاج اور کوئی چیز بطور کھاد کے اور کوئی چیز بطور ایندھن کے' کوئی چیز ضائع نہیں جاتی۔

مولانا مرحوم نے اپنے کاروبار کے سلسلہ میں ایسا راستہ اختیار کیا کہ یہ از خود ایک تبلیغی میدان تھا۔ پھر بھی جماعتی ورثے کو معیاری خط و کتابت کے ساتھ ان کی نشرواشاعت کا سلسلہ قائم کرنا اور الگ سے اپنا ایک مکتبہ کھولنا کشمیری بازار لاہور میں کام کرنا یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔

قلمی میدان میں قرآن مجید کی کتابت اور طباعت کا اہتمام اور معرکہ خیز مقابلوں میں ان کا خط مقبول ہوجانا اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ کنزالایمان' فوائد لاہوریہ اور اشرف الحواشی یعنی بریلوی' دیوبندی اور اہلحدیث فرقوں میں ایمان اور کفر کی حد تک اختلاف ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث کے قلم کو ہی مقبولیت بخشی' شیعہ اور مرزائی بھی پہنچے' لیکن انکار کردیا کہ تم اسے غلط تعبیر کے لئے استعمال کروگے۔

مکتب الدعوۃ نے بھی ان کا ہی قرآن مجید لے کر ترجمہ چھپوایا۔

قرآن کمپنی اور چاند کمپنی نے ان کی طرف ہی رجوع کیا' تاج کمپنی کا کام شروع ہوا تو ان کیطرف سے حرمین شریفین میں بیٹھ کر قرآن مجید کی کتابت کی اور اس طرح ایک طرف اپنی دیرینہ خواہش بلکہ آرزو پر عمل کیا اور دوسری طرف تذکار الحرمین الشریفین کے نام سے قرآنی طباعت کی دنیا میں اپنی جولانی خط کا اضافہ کیا۔

مزید علمی و ادبی کتابیں اس کے علاوہ ہیں جو کہ سیٹھ محمد اشرف مرحوم اور فیروز سنز وغیرہ کی طلب پر لکھی گئیں۔ میرے خیال میں ان کی کتابت وحی یا کاتب قرآن ہونے کی عمر ۴۰ برس کے لگ بھگ ہے۔

تبلیغی تصنیفی میدان

یہ بھی کئی طرح کا ہے۔ بذریعہ خط و کتابت' بذریعہ مقالات' بذریعہ تصانیف' بذریعہ ناول' بذریعہ تراجم و تفاسیر' ہر طرح انہوں نے سیر حاصل مباحث پر مبنی کتب لکھیں۔ شریعت و طریقت میں جو تضاد تھا اس کو واضح کیا۔ فتنہ اعتزال اور منکرین حدیث کا گمراہی تسلسل اور مابین اتصال و جمود کو ظاہر کیا سودی نظام کی ہر بہانے تردید کی خواہ ذاتی ہو یا تجارتی ہو مفرد ہو یا مرکب ہو' اسلام کی حقانیت اور مسیحیت کے کمزور پہلو نعمان و مریم نامی ناول میں ظاہر کئے۔ گجرات کے ایک مولوی کو سوجھی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تلاش کرکے امت میں ایک الجھاؤ کھڑا کریں اس کی علمی جائزہ سے تردید کی۔ عالم برزخ اور سماع موتی کے ادق مسائل پر گفتگو کی۔ قرآن فہمی کی تحریک چلائی قاعدہ خود تیار کیا' مترادفات القرآن لکھے' تفسیر القرآن الکریم لکھی' سعودی عرب کے اقتصادی نظام پر مبنی گزٹ کا اردو ترجمہ اور الموافقات کا ترجمہ ان کی علمی وسعت اور گہرائی کی غماض ہیں۔ بذریعہ تدریس بھی وہ پیچھے نہیں ہٹے۔ بچیوں اور عورتوں میں دینی رجحان پیدا کرنے میں ان کی تصنیفات کے علاوہ ان کی بیگمات اور بیٹیوں کا کام ہے۔ اس طرح ان کی تبلیغی مساعی مسجد یا گھر نہیں بلکہ مدرسہ' اندرون ملک' بیرون ملک ہر جگہ پہنچیں صحاح ستہ کا ایک عجیب مجموعہ ہم دونوں نے مل کر تیار کیا۔ والحمدللہ رب العالمین

تبلیغی مالیاتی میدان

مسجد اور مدرسہ کے نام کہیں بھی کوئی کام شروع ہوا' اس میں ان کا یا ان کی اولاد کا باقاعدہ حصہ ہوا۔ نجم مسجد' احاطہ تھانیدار' مصری شاہ مسجد عزیزیہ' پھالیہ میں مسجد کی زمین بھگت پورہ میں مسجد جو اس وقت بریلوی حضرات کے پاس ہے۔ کھیالی کی مسجد رحمانیہ' وسن پورہ کی مسجد رحمانی اور بھی کئی مساجد میں ان کا حصہ موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات

مردوں کے لئے ہر ملک اور ہر جگہ تدریسی نظام موجود ہے۔ دینی' دنیاوی اور دونوں تعلیمات پر مبنی مدارس کام کر رہے ہیں لیکن عورتوں کے لئے خمسینات تک کوئی مدرسہ قابل ذکر نہ تھا۔ جھوک دادو میں میاں محمد باقر کا کام بھی محدود اور گھر کے ماحول تک تھا۔ ہماری بھابی حافظہ حمیدہ بیگم نے اس کی ضرورت کا احساس کیا تو میرے ذریعے حافظ عبدالقادر روپڑی حفظ اللہ کو پیغام بھیجا کہ ان کو کہو کہ لڑکیوں کا مدرسہ بھی کھولیں۔ حافظ صاحب نے کہا کہ لڑکیوں کا مدرسہ کھولنا آسان نہیں۔ یہ کام ہم نہیں کر سکتے۔

بس اسی دن سے ان کے دل میں یہ بات چھا گئی کہ لڑکیوں کا معیاری مدرسہ تیار ہو۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے انہوں نے اپنی بچیوں کی تعلیم کی طرف توجہ دی۔ تو ان کی بڑی بیٹی ثریا بتول اس وقت زیر تعلیم تھیں ان کی پڑھائی کا مسئلہ شروع ہوا۔ ابتدائی طور پر انتظام یہ کیا کہ میں خط کی اصلاح کے لئے جاتا تو تھا ہی اس وقت بخاری شریف پڑھ رہا تھا' مجھ سے ہی ان کی تعلیم کا مطالبہ کر دیا۔ الحمد للہ اسی وقت سے کام کی ابتدا ہو گئی۔ کتاب الصرف اور کتاب النحو کے بعد مشکوۃ شریف شروع ہوئی۔ حضرت محدث روپڑی میرے خط کے لئے روزانہ وسن پورہ کے چکر کو علم میں رکاوٹ سمجھتے تھے لیکن جب انہیں پتہ چلا کہ میں پڑھاتا بھی ہوں تو مطمئن ہو گئے اور یوں حضرت محدث روپڑی اور ان کے بھائی حافظ محمد حسین امرتسری کمیرپوری کی آشیرباد سے اس کام کی بنیاد پڑی۔ میرے سعودیہ کے سفر کے بعد مولانا مرحوم نے کئی اور علماء سے رابطہ کیا جن میں مولانا ابوبکر سلفی اور مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی بھی تھے۔ بعد میں دوسری بچیوں کی پڑھائی میں حافظ عبدالرشید اظہر مدنی' حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور حافظ ثناء اللہ مدنی بھی شامل ہوئے۔ اس طرح اس مدرسہ کی اساس میں مدنی علماء اور ملک کے نامور محدثین اور محدث روپڑی شامل ہیں۔ اس کے باوجود کہ مولانا موصوف علماء کی صف میں دیر سے شمار ہوئے لیکن اپنی محنت شاقہ کے بعد ناموری کی حد تک نہیں بلکہ عملی طور پر بھی مدرسہ کے انتہائی دقیق اسباق خود پڑھاتے تھے۔ تفسیر بیضاوی کی تدریس ایک آسان کام نہیں۔

ذاتی زندگی کا ایک دلچسپ اور متضاد پہلو

مولانا مرحوم' خود ایسی زندگی گذر بسر کرتے رہے جس سے ان کی مالی احتیاط دیکھ کر کنجوسی کا دھوکہ ہوتا۔ ان کا لباس' ان کی عینک' ان کی دوسری چیزیں سب ان کی کنجوس طبیعت کا دھوکہ دیتی تھیں۔ لیکن تحقیق پر معلوم ہوا کہ یہ طریق کار بھی انہوں نے سلف صالحین کی روایتی اقتصادی روش سے اختیار کی ہے۔

کیونکہ جب دین کی بات ہوتی' کوئی مدرسہ ہو' مسجد ہو' حاجت مند ہو' خواہ وہ برادری سے ہو یا باہر کا صدقہ مانگے' خیرات مانگے یا قرض یا مدد کبھی مایوس نہ لوٹاتے' قرضہ دینا عبادت سمجھتے تھے۔ کوئی نقصان ہو جاتا' کوئی پیسہ مار جاتا تو کہتے کہ اگر دنیا میں مل گیا تو بھی نقصان نہیں۔ اور اگر آخرت میں مل جائے تو نقصان کیسا؟ ہمارا کبھی نقصان نہیں ہو سکتا۔

پھر بھی اپنا حق وصول کرنے میں ضرورت اور لجاجت کا رویہ اختیار نہیں کرتے تھے ایک دفعہ بتایا کہ سیٹھ محمد اشرف مرحوم نے حق کی ادائیگی میں تامل کیا اور کہا کہ تمہیں کون سی ضرورت پڑی ہے یہ کہنے لگے کہ میں اس لئے نہیں مانگ رہا کہ مجھے اس کی ضرورت ہے بلکہ اس لئے مانگ رہا ہوں کہ میں نے یہ حق لینا ہے اور آپ کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ انہوں نے خاموشی سے اٹھ کر پیسے دے دیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تواضع وانکساری

بچے جب تک زیر تعلیم رہے ان کی تعریف سے اجتناب کیا' بعد میں بھی بلاوجہ تعریفوں سے ہمیشہ اجتناب کرتے۔ گھر میں بھی امام بننے سے گریز کرتے' ورنہ مسجد رحمانی کے محراب اور منبر دونوں پر آسانی سے قبضہ کرسکتے تھے۔

عزت نفس:

احادیث نبویہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "احق ما اکرم علیہ الرجل ابنہ او اختہ" سب سے زیادہ آدمی کی عزت کا حق اس کی بیٹی یا اس کی بہن کی وجہ سے ہے۔ جب کہ فی زمانہ لوگ معاملہ برعکس کرتے ہیں۔ طلاق کے ڈر سے' دامادوں کی ناجائز خاطر و مدارات ہوتی رہتی ہے اور وہ انہیں آخری حد تک ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور من مانیاں کرتے ہیں۔

کسی داماد نے ان کو زمانہ کی روش کے مطابق تنگ کرنا شروع کیا تو مولانا مرحوم نے کھری کھری سنائیں ہماری بھابی نے سمجھایا کہ آپ نے بیٹی دی ہوئی ہے ذرا دب کر رہیں' کہنے لگے کہ میں نے تو اس پر ظلم نہیں کیا بلکہ میں نے بیٹی دے کر احسان کیا ہے۔ وہ مجھے کیوں تنگ کرتا ہے۔ میں تو بالکل نہیں دبوں گا۔ بالآخر داماد صاحب کو ہی سمجھوتے کی راہ اختیار کرنا پڑی اور الحمدللہ معاملہ درست ہوگیا۔

دعائے خیر:

آخر میں بھی میں اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ "اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ وابدل لہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وزوجا خیرا من زوجہ واعذہ من عذب النار ومن عذاب القبر -- ربنا اغفرلنا ولا خوانا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک روف رحیم

سپرا قوم کے متعلق

سپرا قوم کی اراضی لالیاں میں کئی دیہات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ علمائے نسب نے دوسرے زمینداروں کی طرح انہیں بھی جٹوں میں شامل کیا ہے۔ جو کہ ہندوستان اور پاکستان کے قدیم باشندے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہند اور سند دو بھائی تھے جو کہ کوش کے بیٹے تھے کوہ ہندوکش بھی شاید "جبل ہند کوش" ہے اس طرح کوش کے واسطے سے ہمارا تعلق حام بن نوح کے ساتھ بن جاتا ہے۔ علیہ الصلوۃ والسلام

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اولاد حام کے بال بھیڑ کی طرح گھنگھریالے ہیں جو کہ آج بھی موجود ہیں۔ اور آریہ لوگ انڈیا اور برصغیر میں بھی آئے جیسا کہ وہ دوسرے ملکوں میں پہنچے۔ پرانی جنگوں میں جن کو مذہبی جنگیں کہا جاتا ہے سورج بنسی اور چندر بنسی کی جنگیں رامائن اور مہابھارت میں مذکور ہیں۔ ترکی زبان میں سورج کو یافث کہتے ہیں اور چندر یعنی چاند کو عبرانی زبان میں سام کہتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ پہلے یافث بن نوح کی اولاد نے حام کی اولاد کو جنوبی ہند اور سمندروں کے ذریعے جزیروں اور افریقہ کو دھکیلا اور خود قابض ہوگئے بعد میں جب شرک عام ہوا تو سام بن نوح کی اولاد' توحید کا ڈنکا بجانے لگے۔ لیکن وقت گذرنے پر وہ خود اولیاء اور انبیاء کی قبروں اور مورتیوں کی پوجا کرنے لگے' شاید "سومنات" کا مندر اصل میں سام مندر ہو۔ عرب کا منات تو رسول اللہ ﷺ نے توڑا اور انڈیا میں سامی منات محمود غزنوی رحمہ اللہ نے آکر توڑا۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ توحید کی یادیں کتابوں میں محفوظ رہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کی ہی ایک مذہبی کتاب "سام وید" ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق پیشین گوئی کرتے ہوئے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا گیا ہے کہ آخری پیغمبر ایسی جگہ پیدا ہوگا جہاں کی بوٹی دست آور ہے۔ یعنی "سناکی" کے حوالے رسول اللہ ﷺ کا ذکر موجود ہے۔

تو معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تینوں بیٹوں کی اولاد برصغیر میں آگے پیچھے آئی ہے۔ ان میں سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد بھی ہے جو کہ سامی کہلاتے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم کے بعد دوبارہ موحد لوگ جہاد کرتے آئے۔ جو بعد میں "برھما" کے نام کا خدا بنا کر اس کو پوجنے لگے۔ اس کی مثلث ثابت کرتے ہوئے "برھما کے ساتھ وشنو" اور "شیلگ" کو جوڑ دیا اور یوں تثلیث میں دین خداوندی کو بدل دیا گیا۔ اور علماء خود کو برھمن کہلوانے لگے۔ ان کے ہاں بھی ابراہیمی معجزات کا ذکر ملتا ہے جس میں ایک آدمی کو ہاتھیوں کے نیچے روندا جاتا ہے لیکن وہ مرتا نہیں آگ میں پھینکا جاتا ہے لیکن جلتا نہیں وغیرہ وغیرہ برھما پتر کے نام سے دریا بھی موجود ہے۔ عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ نے ایک قول یہ لکھا کر برہمن' ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اس کی تردید کی ہے کہ ابراہیمی تو موحد تھے لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ ابراہیمی بھی بعد ازاں مشرک بن گئے۔

توریت کے مطابق حضرت اسماعیل' اسحٰق کے علاوہ مدین اور مدائن دو لڑکے اور بھی ہیں جو کہ حضرت ابراہیم کے بیٹے ہیں۔ مدائن ایران کا قدیم دارالحکومت ہے۔ آریہ کا قدیمی علاقہ ایران ہی شمار ہوتا ہے۔ آریہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ "ارثم بن عاد کی طرف منسوب ہیں۔ قرآن مجید میں "ارم ذات العماد" کا ذکر موجود ہے۔ جو کہ عادی تھے اور عادی سامی تھے۔ عادیوں کے اہرام اور محلات مصر میں بھی تھے اور انڈیا میں بھی پھیلے۔ ابراہیمی بھی تو سامی تھے اور آریہ تھے اس لئے لفظ آریہ سب کو حاوی ہے۔

احادیث نبویہ ہیں۔ عربوں کا ذکر بھی اس سلسلے میں تین طرح ملتا ہے۔ ایک تو عربی "وہ لوگ ہیں جو کہ عربی بولتے تھے۔ یہ کسی مرد یا عورت کا نام نہیں (کنزالعمال ۸/۱۴) دوسرے عربی انبیاء میں حضرت ہود' حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ تیسرے یہ کہ عربوں میں ربیعہ بن نزار کی اولاد فارس یا ایران میں موجود ہے (کنزالعمال ۹۹/۱۴) ربیعہ بن نزار' معد بن عدنان سے ہیں اور وہ اسماعیلی تھے۔ اور قدیمی عربی تاریخوں میں بعض ایسے قبائل کا ذکر ملتا ہے جو کہ پنجاب میں آکر بس گئے اور یہ بات باعث تعجب نہیں کیونکہ جب سد مارب یعنی "مارب ڈیم" تباہ ہوا تو عربوں کے یمنی قبائل ساری دنیا میں پھیل گئے' افریقہ میں بھی اس وقت سے کئی لوگ آباد ہیں۔ اور وہ حضرموتی کہلاتے ہیں۔

(☆۲) مولانا محمد مصطفیٰ مرتے وقت کلمہ پر گواہ کرکے گئے بڑے موحد تھے۔ مولانا محمد یوسف تفہیم القرآن کے خطاط تھے۔ عبدالمالک مجاہد سعودی عرب میں جماعت کی وکالت اور عربی ورثے کی نشرواشاعت کر رہے ہیں۔ عبدالغفار مشہور کاتب قرآن تھے اور کئی درسی کتابیں ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔ مولانا اکرام اللہ ساجد ادیب' مقالہ نگار اور زبردست خطیب اور گھر گھر میں قرآنی تراجم میں خدمت دین کر رہے ہیں۔ سیف اللہ سپرا انگلش اردو ترجمین کے ماہر ہیں۔ محمد اقبال حدیث پبلی کیشنز کے سلسلہ کے مصنف ہیں اور بین الاقوامی حیثیت رکھتے ہیں۔ محمد آصف سپرا طائف میں رہے۔ عبدالصمد رفیقی مدنی مدرس اور مقالہ نویس ہیں محمد سلیم مدرسہ للبنات مرآۃ القرآن والحدیث کے بانی ہیں کئی عمارتوں کا اشراف کرچکے ہیں محمد اسحاق شاھین بہترین کاتب اور ڈیزائنر تھے محمد زبیر لاہور الفلاح بلڈنگ کے ادبی مرکز کے ڈائریکٹر ہوکر ریٹائر ہوئے۔ حکیم منصور العزیز طب نبوی کے استاد ہیں۔ فاروق اختر نجیب کئی مسجدوں کے بانی اور سکولوں کے ڈائریکٹر بن کر شہید ہوئے کئی کتابیں بھی لکھ چکے۔ ماسٹر محمد اسلم لاہور میں کام کر رہے ہیں یحییٰ بجلی کے محکمہ میں لاکھوں کی غلط آمدنی کو مسترد کرچکے ہیں۔ عبدالقوی لقمان تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عبدالقیوم سپرا بھی اپنی کافی شہرت رکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی

والد محترم کی وفات پر میرے تاثرات

اشک خون روتا ہے دل ہے آنکھ سے سیل رواں
موجزن ہے میرے دل میں غم کا بحر بیکراں
کاتب قرآن بھی تھے اور دین کے عالم نامور
چودھویں کے چاند جیسی کتب تیری راہ پر

پرخلوص بے تعلق، بے ریا و بے غرض تیری حیات
پاکباز و پاک طینت اور پابند صلوٰت
پاک فطرت، پاک دامن، نیک سیرت نیک خو
زندگی ایک سعی پیہم ایک مسلسل آرزو

خوش مزاج و خوش فعال و خوش نہاد و خوش نصیب
نیک بخت و نیک نام و نیک خو جان حبیب
گفتگو تھی دلپذیر اور دل نشین تحریر تھی
تھی شگفتہ بات بھی اور دلربا تقریر بھی

جسم اتنا ناتواں اور علم اتنا ذی وقار
آپ کی ہستی تھی گویا ہو گلستان میں بہار
علم دین نے تجھ کو بخشی اس قدر تاب و تواں
اک پر کاہ بن گیا تیرے لئے کوہ گراں

زندگانی وقف تھی تیری عبادت کے لئے
دین برحق کی اشاعت اور قامت کے لیے
زندگی تیری مثال شمع افروزاں رہی
اہل ایمان کے لئے اک درس ہمت بن گئی

تیری شمع نور سے، روشن ہوئے لاکھوں چراغ
اہل محفل کے لئے لبریز تھا تیرا دماغ
رہنے سہنے، کھانے پینے کا ترا سادہ شعار
تھا تیرے کردار کی عظمت کا اک آئینہ دار

تیرے نے بخشا تجھے عزم و عمل
تیرے ذوق و شوق صاحب صحت فجل
کیا مبارک رات تھی اور کیا مبارک وقت تھا
جب ملاء اعلیٰ سے تیرا بلاوا آگیا

باوضو اور عین سجدے میں چلے
قابل صد رشک تھے لمحات آخر آچکے
ہوں میسر تجھ کو جنت میں مقامات بلند
ہم کو ہوں جو ارجمند

تو نے جو شمع جلائی تھی وہ نور افشاں رہے
تجھ پہ فردوس بریں میں رحمت یزداں رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میرے محسن
میرے مربی
میرے آئیڈیل

ہر شے مسافر، ہر چیز راہی
کیا جن و انساں؟ کیا مرغ و ماہی

خالق کائنات اور جوہر کائنات کے سوچے سمجھے پروگرام کے مطابق موت و حیات کا سلسلہ ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔ وقت کا ہر لمحہ کتنی ہی ہستیوں کے چراغ حیات گل کردیتا ہے اور گلشن زندگی میں کتنے ہی نئے شگوفوں کو قبائے ہستی عطا ہوتی ہے۔ موت زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ ﴿ کل نفس ذائقۃ الموت ﴾ کائنات کا سرمدی اصول ہے لیکن کتنی سعید ہے وہ موت جو خالق حقیقی کے حضور سربسجود ہونے کی حالت میں میسر آئے اور یہ وہ مقام ہے جو انسان کو نہ خواہش سے حاصل ہوسکتا ہے نہ کوشش سے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی دین ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ عادل ہستی اور کون ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ مقام انہیں کو عطا فرماتا ہے جنہیں وہ اس کا اہل سمجھتا ہے اور اہل وہی ہوتے ہیں جنہوں نے اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر اپنا تن، من، دھن وقف کر رکھا ہو اور ﴿ ان اللہ اشتری من المومنین...... ﴾ کی مکمل عملی تصویر بنے ہوئے ہوں۔

۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو پیر کے دن رحمانی مسجد وسن پورہ میں عشاء کی نماز باجماعت کی پہلی رکعت کے پہلے ہی سجدے میں اللہ کے ایک بندے نے احسان کا مقام ﴿ ان تعبداللہ کانک تراہ ﴾ حاصل کرتے ہوئے اپنے خالق کے قدموں میں جو سر رکھا تو نہ جانے اس کی تسبیحات میں کیا سوز و گداز تھا کہ اللہ نے اس سجدے کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اسے پیشانی اٹھانے کی اجازت ہی نہ دی اور بحالت سجدہ اس کی روح قفس عنصری سے اعلیٰ علیین کو پرواز کر گئی۔

سر بوقت ذبح اپنا اس کی زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

لیکن میں تو بقول میر تقی میر یہی کہوں گا کہ

جبیں سجدہ کرتے ہی کرتے گئی
حق بندگی ہم ادا کر چلے

اللہ کے اس نیک بندے کا نام مولانا عبدالرحمٰن کیلانی تھا جو مسجد سے کچھ فاصلے پر دارالسلام کے مکین مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات کے بانی اور مہتمم، شریعت و طریقت، تجارت اور لین دین کے اسلامی احکام اور الشمس والقمر بحسبان جیسی معرکہ آلارا کتب کے مصنف اور ممتاز خطاط القرآن تھے۔ مرحوم آج کل قرآن کریم کے حواشی اور تفسیر (جو سلفی تحقیق اور احادیث سے مزین ہے) کے علاوہ بلوغ المرام کو بھی اردو کے

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قالب میں ڈھال رہے تھے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم رشتے میں میرے بہنوئی تھے لیکن حقیقتاً میرے محسن، میرے مربی، میرے استاد اور ہر لحاظ سے میرے آئیڈیل تھے۔ تعلق قرابت تو پہلے ہی سے موجود تھا لیکن مجھے میٹرک کے امتحان کے بعد ۵۲۔۱۹۵۱ء میں جب ان کی سرپرستی میں حضرت کیلیانوالہ میں رہ کر کتابت سیکھنے کا موقع ملا تو ان کی شفقتوں کے ساتھ ساتھ ان کے پاکیزہ گھریلو ماحول نے بھی مجھے بے حد متاثر کیا۔

چنانچہ میں نے اپنی زندگی کے پہلے اعتکاف کی سعادت انہیں دنوں انہی کی آبائی مسجد میں حاصل کی۔ یہ ان کی مقناطیسی شخصیت کی جاذبیت ہی کا اثر تھا کہ میری ہمشیرہ مرحومہ نے بھی اپنے آپ کو بالکل ان کے رنگ میں رنگ لیا اور شادی کے بعد قرآن کریم حفظ کرنے اور اس کے ترجمہ و تفسیر کی تفہیم کو اولیت دی اور اس روایت کو پھر انہوں نے اپنے بیٹوں بیٹیوں، پوتوں پوتیوں اور نواسوں، نواسیوں میں صدقہ جاریہ کے طور پر آگے بڑھایا۔

اور پھر انہی دنوں جب مرحوم نے منشی فاضل کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا تو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے میں نے اور مرحوم کے برادر بزرگ محترم جناب محمد سلیمان صاحب کیلانی مرحوم و مغفور نے بھی انہی کی کتب سے استفادہ کرکے مذکورہ امتحان پاس کیا۔ اگرچہ عربی فارسی کا ذوق مجھے ورثے میں ملا تھا تاہم امتحان کی تیاری کے دوران بھی مرحوم نے میرے لئے ہر مشکل مقام کی یوں عقدہ کشائی کی کہ گویا ایک ہی سال قبل وہ اس کلاس کے طالب علم نہیں، پروفیسر رہ چکے ہوں۔ اس دوران میں ان کے علمی مقام اور انداز تدریس سے بہت متاثر ہوا اور ان سے میرا قرابت کا تعلق عقیدت میں بدل گیا۔

دین اسلام کا صحیح ذوق اور اس میں افراط و تفریط سے ہٹ کر عقائد صحیحہ کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ فن کتابت ہی ان کا آبائی ورثہ تھا اگرچہ انہوں نے کچھ دیر فوج میں بھی ملازمت کی لیکن جب یہ سروس ان کے دینی مزاج کی راہ میں حائل ہونے لگی تو انہوں نے اسے خیرباد کہہ کر کتابت ہی کو ذریعہ معاش کے طور پر اختیار کر لیا۔

مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت و فطانت سے حظ وافر عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے جس میدان میں قدم رکھا، کامیابی نے اس کے قدم چومے۔ چنانچہ جلد ہی انہوں نے خطاطی میں بھی درجہ کمال حاصل کر لیا۔ میری تصنیف "علم الاملاء" میں ان کی خطاطی کے جن شہ پاروں کے عکس شائع ہوئے ہیں وہ ان کے اسی دور کی تخلیق ہیں۔ زیادہ تر فیروز سنز سے وابستہ رہے کبھی کسی ایسی تحریر کی کتابت نہ کی جو ان کے دینی مشن سے مطابقت نہ رکھتی ہو۔ برادری کے دیگر طالبان فن کے لئے بھی ان کا در فیض وا تھا۔ اگرچہ کاتب کے لئے کسی شاگرد کو "صلاح" دینا اور اسے فنی باریکیاں سمجھانا تضیع اوقات ہی سمجھا جاتا ہے تاہم اس سے ان کی پیشانی پر کبھی بل نہ آیا اور پھر۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

کے مصداق شاگردوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا لیکن انہوں نے اس اضافے کو بھی اپنے مشن ہی کی تکمیل کا ذریعہ بنایا۔ وہ کتابت کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھاتے اور شاگردوں کو نماز، روزے اور دیگر دینی شعائر کا پابند بناتے۔ ان کے شاگردوں کی تعداد درجن بھر سے زائد ہے جو باعزت طور پر معاش پیدا کرکے اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔

ہمارے بزرگ مولانا محمد حسین عادلی اور پیر عبدالمجید صاحب خط نسخ کے اساتذہ اور قرآن کریم ہی کے کاتب تھے۔ انہیں دیکھ کر آپ نے بھی اپنے قلم کا رخ بدلا اور معمولی مشق کے بعد قرآن کریم کی کتابت شروع کر دی اور پھر اس میں انہیں ایسی حلاوت میسر آئی کہ اسی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور پھر نستعلیق میں کسی اور کتاب کی کتابت نہ کی اور آج تاج کمپنی اور دیگر ناشران کے شائع کردہ پچاس کے قریب قرآن کریم آپ کی خوشنویسی کے شاہکار مارکیٹ میں موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرد مومن کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ ایک طرف وہ اپنے اندر اللہ کی ودیعت کردہ اپنی صلاحیتوں کا صحیح صحیح ادراک حاصل کرکے انہیں پروان چڑھاتا ہے اور دوسری طرف ماحول کے تقاضے دیکھ کر ان صلاحیتوں کو ان کے مطابق استعمال بھی کرتا ہے چنانچہ ملکی حالات جس ڈگر پر چل رہے تھے۔ مغربی جمہوریت کو جس طرح الٰہ بنا کر اس کی پرستش کی جارہی تھی' سود کو جسے اللہ نے خدا و رسول کے ساتھ جنگ کی ایک صورت قرار دیا تھا شیر مادر سمجھا جارہا تھا۔ مضاربت و مشارکت کے اسلامی اصول جو کہ مدت سے گلدستہ طاق نسیاں ہو چکے تھے۔ فرقہ پرستی کو ہوا دی جارہی تھی اور وہ پاکستان جسے "پاکستان کا مطلب کیا؟" کہہ کر حاصل کیا تھا' اللہ کے باغی سیاست کاروں کی قسمت آزمائی کا میدان بن چکا تھا۔ افغانستان پر روسی حملہ اسلام کی شمع کو گل کرنے اور اسلامی ممالک کے بلاک کے تابوت میں آخری میخ ٹھونکنے کا ایک بڑا کارگر حربہ نظر آرہا تھا۔ ایسے میں ایک مرد مومن ماحول سے کیسے لاتعلق رہ سکتا تھا۔ چنانچہ آپ نے قرآن کریم کی کتابت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی شروع کردیا۔ اپنے فرزند ارجمند کے ہمراہ افغانستان کا سفر کیا۔ اکابر مجاہدین اور ان کے جذبہ شہادت سے سرشار کمانڈروں سے ملے اور حسب توفیق ان کی مالی' اخلاقی اور روحانی مدد کرکے ان کی تحریک جہاد کو تقویت بہم پہنچائی۔ ان کے ساتھ اسلامی اخوت اور نظریاتی وحدت کے جو روحانی روابط استوار ہوئے وہ ان کے دم واپسیں تک بدستور قائم رہے۔

"خلافت و جمہوریت" آپ کی سیاسی بصیرت کا ایک ایسا مدلل شاہکار ہے۔ جو ہمارے موجودہ جمہوری نظام کی تباہ کاریاں اور اسلامی نظام خلافت کی برکات کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس دور میں سود کے بغیر ہمارا معاشی نظام چل ہی نہیں سکتا اور تجارت میں دیانتداری اور من گھڑت غربت و افلاس کو دعوت دینے کے مترادف ہے' وہ مرحوم کی "تجارت اور لین دین کے اسلامی احکام" کا مطالعہ فرمائیں آپ نے بے حد آسان اور عام فہم الفاظ میں ثابت کیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ اسلام کا معاشی نظام آج بھی قابل عمل ہے بلکہ دلائل سے یہ واضح کیا ہے کہ اس دور کے تمام معاشی مسائل کا صحیح حل اسلام اور صرف اسلام ہی پیش کرتا ہے۔

آپ کے جس شہپارے کی گہرائیوں تک میری ناقص عقل کی کماحقہ رسائی نہیں ہو سکی وہ آپ کی علمی اور تحقیقی تصنیف "الشمس والقمر بحسبان" ہے۔ اس میں یوں لگتا ہے جیسے آپ نے علم جغرافیہ میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہو۔ آپ نے قوی دلائل سے ثابت کیا ہے اور ریاضی کے غیر متبدل علم الحساب سے مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ مسلمانوں کی قمری تقویم موجودہ گریگورین کیلنڈر (عیسوی تقویم) کی نسبت کہیں زیادہ درست' قابل عمل اور معتبر ہے۔

تصنیف و تالیف میں کئی نازک مقام بھی آتے ہیں' خاص طور پر نظریاتی تحریر میں قدم قدم پر کسی کی دل شکنی کا احتمال ہوتا ہے لیکن آپ نے "شریعت و طریقت" "آئینہ پرویزیت" اور "عقل پرستی اور انکار معجزات" تک میں یہ خیال رکھا ہے کہ

وصل کے اسباب پیدا ہوں تری تحریر سے
دیکھ کوئی دل نہ دکھ جائے تیری تقریر سے

آپ نے عقلی اور نقلی دلائل سے باطل نظریات اور غلط تصورات کی تردید تو کی لیکن کسی ذات پر کوئی رکیک حملہ نہیں کیا' کیچڑ نہیں اچھالی۔ اس کی کردار کشی نہیں کی اور اس پر بے جا الزام تراشی نہیں کی' ہروقت اللہ سے دعاگو رہے کہ

مری زبان قلم سے کسی کا دل نہ دکھے
کسی سے شکوہ نہ ہو زیر آسماں مجھ کو

اس وقت آپ کی تصنیف اور ان کی خوبیاں گنوانا مقصود نہیں' یہ کام مجھ سے کہیں بڑے سکالر احسن طریقے پر انجام دے رہے ہیں اور دیں گے۔ میرا مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ اللہ کے فضل و کرم سے آپ نے جس مضمون پر بھی قلم اٹھایا یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس موضوع پر حرف آخر تھا کہ ﴿ وفوق کل ذی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم علیم ﴾ تاہم آپ نے مقدور بھر اس کا حق ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

مدرسہ تدریس القرآن والحدیث

آپ کی سرپرستی اور ہدایات کے مطابق میری محترم ہمشیرہ نے قرآن کریم کی تفہیم کا سلسلہ ایک تو گھر میں درس قرآن سے شروع کیا' دوسرے چھوٹے بچوں بچیوں کے لئے ابتدا ہی سے معانی سمیت تدریس قرآن کا آغاز کیا۔ مرحوم نے اس غرض کے لئے قرآنی قاعدہ تصنیف کیا جس میں تمام الفاظ قرآن کریم سے لئے گئے تھے لیکن انہیں ایسی نفسیاتی تربیت دی گئی تھی کہ بچہ جو لفظ بھی پڑھتا' اس کا ترجمہ اس ساتھ ساتھ یاد ہوتا جاتا اور تھوڑے ہی عرصے میں جب وہ قاعدہ ختم کرکے قرآن کریم شروع کرتا تو بجائے ناظرہ پڑھنے کے ابتدا ہی سے باترجمہ پڑھتا۔ یہ طریقہ بڑا مفید ثابت ہوا اور طلبہ و طالبات کی تعداد بڑھنے لگی جو طالبہ قرآن کریم کا ترجمہ ختم کرلیتی وہ ساتھ ساتھ ریاض الصالحین اور احادیث کے دوسرے مجموعے پڑھ کر اچھی خاصی عالمہ دین بن جاتی تو ہمشیرہ صاحبہ اس کے اپنے محلے میں تدریس قرآن کا کام اس کے سپرد کر دیتیں۔ چنانچہ اس طرح شہر کے دور دراز حصوں تک آپ کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

معاشرہ کتنا ہی بگڑا ہوا کیوں نہ ہو اس میں کچھ ایسے افراد ضرور ہوتے ہیں جن کے دل میں اسلامی قدروں کا احترام ہوتا ہے اور اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم دینے کے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ چنانچہ اس ننھے مدرسے کی شہرت لاہور سے باہر پھیلی تو بہت سے لوگوں نے اپنی بچیوں کو یہاں تعلیم دلوانے کا شوق ظاہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو اولاد بھی عطا فرمائی جو آپ کی تربیت سے مکمل طور پر فیضیاب اور تعاون علی البر والتقویٰ میں آپ کی مدد و معاون ہے۔ چنانچہ آپ نے کسی اور کی مدد کے بغیر صرف اپنی نیک اولاد اور اعزاء و اقارب کے تعاون سے اپنے گھر کے سامنے والا مکان خرید کر لاکھوں روپے کے زرکثیر سے اسے از سرنو سہ منزلہ تعمیر کیا اور سب کے لئے وقف کرایا چنانچہ آج کل اس مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات میں سو سے زیادہ طالبات حفظ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ تفسیر و حدیث کے علاوہ درس نظامی اور وفاق المدارس کے کورس پڑھ رہی ہیں' جن میں کثیر تعداد بیرون لاہور کی اور دارالاقامہ میں مقیم طالبات کی ہے۔ آپ کی ایک بیٹی جو ایک مقامی کالج میں لیکچرار بھی ہے' اس کی ناظمہ ہے۔ آج کل ان کے چاروں بیٹے ماشاء اللہ برسر روزگار' ان کی حسن تربیت کے شاہکار اور اپنے اپنے گھربار والے ہیں جبکہ اپنی اپنی جگہ درس قرآن اور تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

آپ نے اپنے بچوں کے رشتے نظریاتی بنیادوں پر کئے اور اس میں بھی آپ کا انتخاب اتنا لاجواب تھا کہ یوں لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی قدم قدم پر آپ کے ساتھ ہے۔ الحمدللہ سبھی نئے رشتہ دار اسلام کے مبلغ' عقائد صحیحہ کے داعی' دینی اور دنیوی علوم سے مالا مال' تحریر و تقریر کے ماہر اور ذہنی اور جسمانی تمام صلاحیتوں سے بطریق احسن بہرہ ور ہیں۔

مرحوم کی شخصیت میں سادگی اور حق گوئی کا عنصر بڑا غالب تھا۔ لباس صاف ستھرا ہوتا لیکن پر تکلف نہیں۔ ٹوپی بھی استعمال فرماتے۔ لیکن بالعموم ایک رومال ہی عمامے کی صورت سر پر لپیٹ لیتے۔ انہیں دیکھ کر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ان معمولی کپڑوں کے "عوامی" سطح کے نیچے قرآن و حدیث اور جدید عصری علوم کا کتنا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن ہے لیکن بقول اقبال

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

حق گو ایسے کہ ہم اپنی کئی باتیں ان سے کہنے سے کتراتے تھے کیونکہ ان کا کسی خاص شخص کے لئے اظہار قرین مصلحت نظر نہیں آتا تھا لیکن ان کی حق گوئی کسی مصلحت کے تابع نہ تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اتنی استقامت سے عمل پیرا تھے کہ اگر کسی میں کوئی بات خلاف شرع دیکھتے تو لگی لپٹی رکھے بغیر اس کے منہ پر کہہ دیتے اور اس سلسلے میں اقبال کے اس شعر کی مکمل تصویر تھے کہ

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

تاہم اس فہمائش میں بھی تذکیر اور استدلال کا پہلو نمایاں ہوتا۔

اقربا پروری اور صلہ رحمی میں اپنی مثال آپ تھے۔ کوئی حاجت مند آپ کے ہاں سے خالی نہ لوٹتا' رشتہ داروں کی ضروریات کا خود خیال رکھتے اور انہیں پورا کرنے پر کبھی احسان نہ جتلاتے۔ اس ضعیف العمری میں بھی ہفتے میں ایک دو دفعہ لاہور میں رہنے والے تمام اعزاء و اقارب کے گھروں کا چکر ضرور لگاتے۔ زندہ دلی اور طنز و مزاح کی حس مرحوم میں فطرت کا بڑا حسین عطیہ تھی۔ اپنی خوش گفتاری سے محفل کو کشت زعفران بنا دیتے۔ اسی وجہ سے برادری کے تمام چھوٹے بڑے ان سے بے حد مانوس تھے اور ان کی رحلت پر بڑوں سے زیادہ بچوں نے آنسو بہائے۔ انہیں اردو' عربی اور فارسی کے سینکڑوں اشعار یاد تھے اور ان کا ایسا برمحل استعمال فرماتے کہ یوں لگتا جیسے یہ شعر اسی خاص موقع کے لئے کہا گیا ہو۔

مہمان نواز ایسے کہ کوئی رشتہ دار ہو یا غیر یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی دارالسلام میں داخل ہو اور کسی خاطر تواضع کے بغیر وہاں سے نکل سکے۔ معاملے کے ایسے کھرے کہ زندگی بھر ان سے کسی کو شکوہ نہ ہوا کسی کا حق غصب کرنا تو درکنار ہمیشہ اپنے حق سے کچھ کم پر رضا مند ہو جاتے اور دوسرے کے حق سے کچھ زیادہ اسے عطا فرماتے۔

معاشرے کی بنیادی اکائی خاندان کو سمجھا جاتا اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "خیرکم خیرکم لاھلہ" اگر اس معیار پر پرکھا جائے تو بھی مرحوم پوری طرح اس پر پورے اترتے تھے۔ ہمشیرہ محترمہ کو پوری رفاقت کے دوران ان سے کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی یہ زوجین کے درمیان ذہنی ہم آہنگی ہی کا کرشمہ تھا کہ ان کی ساری اولاد ماشاء اللہ ذہین' دین دار' متقی' مبلغ اور ہر لحاظ سے ان کی آئیڈیل ہے۔ ہمشیرہ محترمہ بھی جیسا میں عرض کرچکا ہوں ان کے تبلیغ دین اور تدریس قرآن و حدیث کے مشن میں اتنی زیادہ ممد و معاون تھیں کہ ان کی وفات کو انہوں نے بڑی شدت سے محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ محترمہ ہمشیرہ صاحبہ کو بھی جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

میری ہمشیرہ بچوں کی شادیوں سے فارغ ہو کر فنافی المدرسہ کا مقام حاصل کرچکی تھیں۔ اب مدرسہ تو خیر ان کی صاحبزادی نے سنبھال لیا ہے' تب یوں لگتا تھا کہ چھوٹے بچوں کی پڑھائی اور حفظ کا سلسلہ اب مشکل ہی سے جاری رہ سکے گا اور یہ بات بھائی صاحب کے لئے بالکل قابل قبول نہ تھی چنانچہ محض دینی تعلیم کے تسلسل کو برقرار رکھنے کی خاطر کچھ دیر بعد موصوف اپنی چچا زاد کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے اور پھر وہ بھی اللہ کی بندی اتنی نیک فطرت ہیں تقویٰ اور پرہیز گاری میں اتنے بلند مقام پر فائز ہیں اور درس و تدریس میں اتنے انہماک سے مصروف ہیں کہ انہوں نے بچوں کو ہمشیرہ محترمہ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ ہماری عم زاد ہیں لیکن بھائی صاحب کے ہاں آنے کے بعد تو انہوں نے ہمارے ساتھ اتنے حسن سلوک اور محبت کا طرز عمل اختیار کیا کہ ہم جلد ہی بہن کے داغ مفارقت کو برداشت کرنے کے قابل ہوگئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کریڈٹ بھی ان کی زوجہ کی نیک نیتی کے ساتھ ساتھ محترم بھائی صاحب مرحوم کے حسن تربیت کو جاتا ہے۔ اب بھی جب دارالسلام میں جانا ہوتا ہے خواہ دن میں دو تین بار ہی ہو وہ خاطر تواضع کئے بغیر آنے نہیں دیتیں۔ دراصل یہ بھی برادر مرحوم کا دیا ہوا سبق ہے کہ فوت شدہ اقربا کے لواحقین کے ساتھ حسن سلوک بھی اقربا کا ایسا حق ہے جو ان کی رحلت کے بعد بھی ساقط نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو بیوگی کا صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

ہمارے سیاسی طالع آزما ایسی نابغۂ روزگار شخصیتوں کی تلاش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہوتے ہیں تاکہ ان کی سوچ کے دھارے کو بدل کر انہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے۔ بھائی صاحب پر بھی یہ حربے آزمائے گئے مختلف لوگوں نے ان پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ انہوں نے عملاً انہیں یہی جواب دیا کہ

برو' ایں دام برمرغ دگرنہ
کہ شاہین وابلند است آشیانہ

انہوں نے خوب سوچ سمجھ کر اپنے فکر و عمل کی جو راہ متعین کی تھی' کسی قسم کی ترغیب انہیں اس سے ہٹا نہ سکی۔

فرمان خداوندی ہے کہ ﴿ ان تنصرواللہ ینصرکم ﴾ اور یہ غالباً اللہ کے دین کی بے لوث اور مسلسل نصرت ہی کا اثر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے صحت و عافیت کے ذریعے مرحوم کی نصرت فرمائی تھی۔ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم تھا کہ وہ زندگی بھر کم ہی بیمار ہوئے۔ معمولی نزلہ زکام تو ہوتا ہی رہتا ہے لیکن ہم نے کبھی ان کو صاحب فراش نہیں دیکھا اور یہ تو ہمیں ان کی وفات کے بعد ہی احساس ہوا کہ وہ زندگی کی کوئی ۷۳ بہاریں دیکھ چکے تھے۔ اس پیرانہ سالی کے باوجود ان میں جوانوں سے زیادہ ہمت تھی۔ اللہ کے اس احسان کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شوگر' بلڈ پریشر' دل کی تکالیف اور ڈی پریشن وغیرہ سے بالکل محفوظ رکھا ہوا ہے۔ چلتے' تو سنت نبوی کے مطابق بالکل یوں لگتا جیسے آپ بلندی سے نیچے اتر رہے ہوں۔ رفتار اتنی تیز تھی کہ جوان بھی ان کے قدم بقدم نہیں چل سکتے تھے درمیان میں مکانات وغیرہ کے تعمیر ہوجانے کے باعث اب مسجد کے لئے بازار کا چکر کاٹ کر جانا پڑتا تھا لیکن پھر بھی مرحوم کا معمول تھا کہ وضو ہمیشہ گھر ہی سے کرکے جاتے تھے۔ اپنی آخری نماز کے لئے بھی وضو گھر ہی سے کرکے دوڑ لگا کر جماعت میں شامل ہوئے اس وقت تک انہیں کسی تکلیف یا بے چینی کا احساس تک نہ تھا۔ قیام اور رکوع میں کوئی غیر معمولی بات نہیں ہوئی بس سجدے میں گئے تو ان کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے نمازی قاری عبدالرزاق صاحب کا بیان ہے کہ ان کے جسم پر ہلکی سی کپکپی طاری ہوئی اور پھر وہ سجدے سے اٹھ نہ سکے انہوں نے کوئی کرب محسوس نہیں کیا حالت نزع ان پر طاری نہیں ہوئی جتنی آسانی سے انسان سانس لیتا ہے بس اس حالت سے ان کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ یوں لگتا ہے کہ فرشتوں نے انہیں اللہ کا پیغام سنایا کہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اور ادھر روح پہلے سے ہی رفیق اعلیٰ سے ملنے کے لئے بے تاب تھی۔ لبیک اللّٰھم لبیک کہتی ہوئی جنت کو سدھاری۔ سبحان اللہ کتنی مماثلت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے آخری کلمات اللھم الرفیق الاعلی میں اور اس کے ایک صادق کے آخری کلمات سبحان ربی الاعلی میں!

حدیث نبوی ہے کہ کما تموتون تحشرون کہ جیسے تمہاری وفات ہوگی اس حالت میں تم اٹھائے جاؤ گے۔ مرحوم کو یہ سعادت ملی کہ وہ وفات سے حشر تک پورا عالم برزخ سجدے ہی کی حالت میں گزاریں گے اور اللہ کے وعدے واسجد واقترب کے مطابق انہیں مسلسل قرب خداوندی نصیب رہے گا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذوالفضل العظیم○ اپنے سوگوار اور دوست احباب سے میں بھی گزارش کروں گا کہ

موت کے ہاتھوں سے مٹ سکتا اگر نقش حیات
عام کردیتا نہ اس کو یوں "خدائے" کائنات
ہے اگر ارزاں' تو یہ سمجھو اجل کچھ بھی نہیں
جس طرح سونے سے جینے میں کچھ بھی نہیں

اور:

موت اک زندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

اناللہ وانا الیہ راجعون میں یہ نکتہ ہے کہ جدائی کے لحات مختصر ہیں عنقریب ہم بھی اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں ان شاء اللہ وہاں ملاقات ہوگی۔

مرحوم کے ساتھ وابستہ یادوں کے چراغ نہاں خانہ دل کو ہمیشہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان و ایقان کے نور سے منور کرتے رہیں گے۔ جی تو نہیں چاہتا کہ اس ذکر کو منقطع کیا جائے۔ کہ

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

لیکن پاس خاطر احباب بھی منظور ہے طوالت بیان بار خاطر نہ ہو لہٰذا میں اس دعا کے ساتھ یادوں کی اس بساط کو سمیٹ کر اپنے دامن دل تک محدود کرلیتا ہوں کہ

الٰہی! بھائی صاحب نے زندگی تیرے دین کی خدمت میں گزاری اور اپنی صلاحیتیں قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس میں کھپا دیں یہاں تک کہ جان عزیز کا نذرانہ بھی تیری افضل ترین عبادت میں پیش کردیا یہ سب کچھ تیری توفیق سے ہوا۔ اب اتنا کرم اور فرما کہ مرحوم کی ان ساری مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نواز کر ان کو وہ اجر عظیم عطا فرما جو تیری اپنی شان رحمت و کرم کے شایان ہو۔

برمن مسکین منگر، برکرم خویش نگر

اگر بہ تقاضائے بشریت ان سے کچھ لغزشیں ہوئی تھیں تو ان سے صرف نظر فرما، ان پر قلم عفو کھینچ دے ان کی باقیات الصالحات، نیک اولاد، تصنیفات کی دینی رہنمائی، قرآن کریم کی تفسیر اور مدرسہ تدریس القرآن والحدیث کے علاوہ ان کی مغفرت کی دعاؤں کے لئے اٹھنے والے سینکڑوں ہاتھوں کو شرف قبولیت عطا فرما۔ ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے ان کی روح کو اعلیٰ علیین میں مقام بلند عطا فرما پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخش اور مرحوم کے مشن کو آگے بڑھانے کی ہمت اور بصیرت سے نواز دے اور راقم الحروف کو مرحوم کے نقش قدم پر چل کر اقامت دین، خدمت دین اور اشاعت دین کی توفیق عطا فرما اور انہی کی طرح احکام الٰہی کی اطاعت والی زندگی اور انہی کی طرح سوز وگداز میں ڈوبے ہوئے بے ریا عبادت کے دوران مقبول بارگاہ سجدے کے درمیان خاتمہ نصیب فرما!

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

بقیہ > میرے پیارے ابا جان

18 ستمبر 1995 رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ کہ نماز عشاء کا وقت ہو گیا۔ وضو کیا اور مسجد کی طرف چل دیئے۔ جا کر پہلی صف میں دائیں طرف جگہ ملی۔ پہلے سجدہ کے دوران روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ساتھ والے نمازی نے اپنی نماز توڑ کر ان کو پانی وغیرہ پلانے کی کوشش کی۔ مگر بے سود ایسی پر سکون اور اطمینان بخش موت کہ جس کی مسلمان تمنا کر سکتا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

ایک صحیح حدیث کے مصداق مرحوم نے تینوں قسم کے صدقات جاریہ چھوڑے ہیں۔ نیک اولاد، جوان کے لئے دعا گو ہے۔ مدرسہ، جہاں بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اور کتب و تصنیفات، جس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔

مرحوم کے کم بیش 54 کے قریب نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں ہیں جن میں سے 35 حافظ قرآن ہیں۔ اور کچھ ماشاء اللہ حفظ کر رہے ہیں۔ مرحوم کی اپنی اولاد میں سے چار حافظ قرآن ہوئے۔ ان کی زوجہ حافظ قرآن تھیں جبکہ مرحوم خود بھی قرآن کے اکثر حصہ کے حافظ تھے۔

اپنی ساری اولاد سے بہت شفقت اور ہمدردی کا سلوک کرتے تھے۔ بے جا لاڈ پیار کا کبھی مظاہرہ نہیں کیا۔ اپنی ساری اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سکھایا۔ اور ان کو ایک خاص قسم کی خود اعتمادی کا سبق دیا۔ یہی وجہ ہے الحمدللہ کہ آج ہم سب بہن بھائی علمی اور مالی طور پر اچھی سطح پر ہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ پر عام لوگوں کے ساتھ رشتہ داروں کے ساتھ خصوصی حتی المقدور تعاون و حسن سلوک کا جذبہ رکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمِ محترم، وقت کے ولی

محمد اقبال کیلانی
جامعہ ملک سعود- الریاض

دبلے پتلے، چاک و چوبند، طویل القامت، خوش مزاج، خوش گفتار، صاف دل، صاف گو محترم چچا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز منگل، مسجد میں باجماعت نماز عشاء ادا کرتے ہوئے سجدہ کی حالت میں اپنے رب کے حضور پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحوم کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اور ان کی حسنات قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازے ہمیں اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرحوم کی زندگی بعض پہلوؤں سے بڑی قابل رشک تھی لیکن ان کی موت نے ان کی زندگی کو اور بھی قابل رشک بنا دیا ہے۔ زندگی اور موت دونوں مل کر اللہ تعالیٰ کے حکم "فاعبد ربک حتی یاتیک الیقین" کی کتنی خوبصورت تفسیر بن گئی ہیں۔ مرحوم کی وفات جس طرح واقع ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قوی امید ہے کہ وہ مرحوم کو درج ذیل فضیلتوں سے محروم نہیں رکھے گا۔ انشاء اللہ

۱۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ زمین پر اللہ کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں (مسلم) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی روح قبض کرنے کے لئے زمین میں سے اپنی پسندیدہ جگہ کا انتخاب فرمایا۔

۲۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ (نیک اعمال میں سے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل نماز ہے۔ (بخاری و مسلم) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو سب سے زیادہ محبوب عمل کے دوران اپنے پاس واپس بلایا۔

۳۔ نماز فجر اور نماز عشاء کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "اگر لوگوں کو ان نمازوں کے اجر و ثواب کا علم ہو جائے تو گھٹنوں کے بل چل کر مسجد میں آئیں" (بخاری و مسلم) اللہ تعالیٰ نے مرحوم کی روح قبض کرنے کے لئے نماز عشاء کا وقت پسند فرمایا۔

۴۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "جماعت کی نماز اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس درجہ افضل ہے" (مسلم) اللہ تعالیٰ نے زندگی کے آخری لمحہ میں بھی مرحوم کو جماعت کی فضیلت سے محروم نہیں رکھا۔

۵۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔ "سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے" (مسلم) اللہ تعالیٰ نے اسی قربت کی حالت میں ان کی روح قبض کرنا پسند فرمائی۔

۶۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ "اگر لوگوں کو اذان اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کا ثواب معلوم ہوجائے تو اس کے لئے قرعہ ڈالنے لگیں" (مسلم) مرحوم پہلی صف میں کھڑے ہونے کے عادی تھے اور بوقت وفات پہلی صف میں ہی کھڑے تھے۔

۷۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ "اللہ تعالیٰ صف کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دائیں طرف کھڑے ہونے والوں پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعاء رحمت کرتے ہیں" (ابوداؤد) مرحوم پہلی صف میں امام کے پیچھے دائیں جانب کھڑے ہوا کرتے تھے اور حسب معمول امام کے پیچھے دائیں جانب ہی کھڑے تھے۔

۸۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے "اللہ تعالیٰ کو یہ بات محبوب ہے کہ آدمی اس حال میں دنیا سے رخصت ہو کہ اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو" (مسند احمد' ترمذی) اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو یہ سند فضیلت بھی عطا فرما دی۔

۹۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ "اچانک موت مومن کے لئے رحمت ہے" (بیہقی) اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو بیماری یا کسی بھی دوسری تکلیف کی آزمائش سے محفوظ رکھا نیز کوئی نماز یا معمول کا وظیفہ ترک ہوا نہ قضا ہوا۔

۱۰۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "قیامت کے روز آدمی اسی حالت میں اٹھے گا جس میں فوت ہوگا" (مسلم' ابن ماجہ) اس حدیث پاک کی روشنی میں جہاں شہید اپنے بہتے ہوئے تازہ خون کے ساتھ اٹھے گا' حاجی حالت احرام میں تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا وہاں سجدہ کی حالت میں اپنی جان' جان آفرین کے سپرد کرنے والا بندہ رب کے حضور سجدہ کرتا ہوا اٹھے گا۔

موت کے وقت کسی آدمی کو بیک وقت مذکورہ دس فضیلتیں حاصل ہونا کیا اللہ کے فضل و کرم کے بغیر ممکن ہے۔؟

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدا نہ بخشندہ

اگر یہ بات درست ہے کہ انسان کی زندگی کے آخری لمحات اس کی گذشتہ زندگی کا حاصل ہوتے ہیں تو پھر بلا تامل یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مرحوم اپنے وقت کے ولی اللہ تھے۔ انشاء اللہ

مرحوم ایک بالغ نظر عالم دین' مفکر' دانشور' محقق اور مصنف تھے۔ قرآن مجید کی تفسیر مکمل کرچکے تھے اور اب مشکوۃ المصابیح کا ترجمہ کر رہے تھے ایک ایسے آدمی کا قرآن پاک کی تفسیر لکھنا جس نے باقاعدہ کسی دینی مدرسہ سے سند فراغت حاصل نہ کی ہو سراسر اللہ کی توفیق اور اس کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے۔ ان کے چھوڑے ہوئے علمی اور تحریری ذخیرے میں اجر و ثواب کے اعتبار سے یقیناً قرآن مجید کی تفسیر ہی سرفہرست شمار ہوگی لیکن ایک عالم دین کی تحقیقی صلاحیتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ان کی تصنیفات کو ترتیب دیا جائے تو ان کی کتاب "الشمس والقمر بحسبان" سرفہرست شمار ہوگی۔ کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد مرحوم بلاشبہ ایک عالم دین سے کہیں زیادہ تیسری چوتھی صدی ہجری کے الکندی اور ابن الہیثم جیسے عظیم مسلمان ہیئت دانوں کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں کتاب کے مختلف ابواب میں سے چند ایک نام ملاحظہ ہوں۔ (۱) علم ہیئت اور اسلام (۲) علم ہیئت اور سیاروں کے اثرات۔ (۳) علم ہیئت کا ارتقاء اور اسلام۔ (۴) شمس قمر و ارکان اسلام۔ (۵) قمری تقویم کی خصوصیات۔ (۶) ہجری تقویم میں دن معلوم کرنے کے طریقے۔ (۷) تقابلی تقویم وغیرہ۔

اس کتاب میں مرحوم نے نہ صرف علم ہیئت کے متعلق کتاب و سنت کی روشنی میں انتہائی قیمتی معلومات یکجا کی ہیں بلکہ بعض ایسے کلیات بھی درج کئے ہیں جن کے وہ خود موجد ہیں۔ مثلاً ہجری تقویم میں دن معلوم کرنے کے بعض طریقے' ہجری تقویم اور عیسوی تقویم میں دنوں اور تاریخوں کی مطابقت کے طریقے وغیرہ۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ علم ہیئت کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے جہاں کہیں مسلمانوں میں باطل عقائد اور اوہام آتے ہیں نہ صرف ان کی تردید کی گئی ہے بلکہ کتاب و سنت کی روشنی میں صحیح عقیدہ اور نظریہ بھی واضح کیا گیا ہے۔ اس انداز فکر کا اظہار انہوں نے کتاب کے دیباچہ میں اس طرح کیا ہے۔ "علم ہیئت کے موجودہ نظریات میں کچھ ایسے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں کچھ متعارض ہیں اور کچھ متصادم ہیں' میں نے ایسے تمام امور کا شرعی نقطہ نظر سے تقابل پیش کردیا ہے تاکہ مسلمان مغرب سے آنے والے ہر نظریہ کی اندھی تقلید کی بجائے وحی الٰہی سے روشنی حاصل کرنے کی روش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اختیار کریں تاکہ جو بات حق کے مخالف ہو اس سے مرعوب ہونے کے بجائے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہ کریں بلکہ علمی دلائل و براہین کے ساتھ اس کی تردید کے طریق کو اپنائیں۔"

مرحوم نے اول تا آخر جتنا بھی کام کیا محض اللہ کی رضا کے لئے کیا۔ نام و نمود یا شہرت کا جذبہ انہیں چھو کر بھی نہ گزرا تھا حتیٰ کہ جائز حد تک کاروباری نقطہ نظر سے بھی اپنے ادارہ یا کتب کو متعارف کرانے میں کبھی سرگرمی نہیں دکھائی۔ میری ناقص رائے میں مرحوم کی علم ہیئت پر لکھی ہوئی یہ کتاب کسی بھی یونیورسٹی میں پیش کردی جاتی تو انہیں بلا تامل پی ایچ ڈی کی ڈگری مل جاتی۔ ڈگری سے قطع نظر اب بھی اگر یہ کتاب متعلقہ اہم سرکاری اداروں میں بھجوا دی جائے تو آج نہ سہی شاید آئندہ کبھی کسی رجل رشید کے کام آجائے۔

مرحوم چچا جان میری کم علمی اور کم مائیگی سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی محض میرے ذوق مطالعہ کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنی ہر کتاب کا ایک نسخہ اپنے دستخطوں کے ساتھ ضرور ارسال فرماتے جب انہوں نے یہ کتاب ارسال فرمائی تو میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ کتاب کے بارے میں اپنی ناقص رائے اور تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے یہ مشورہ پیش کیا کہ اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ ضرور ہونا چاہئے تاکہ تقویم کے بارے میں اسلامی عقائد اور اسلامی طریقے مغرب میں متعارف کروائے جاسکیں بعد میں مجھے محسوس ہوا کہ مرحوم کی زیادہ رغبت اور دلچسپی اس بات سے کہ حیات مستعار کے مختصر ایام میں جتنا زیادہ سے زیادہ علمی کام ہو جائے اچھا ہے اس کی اشاعت اور تراجم کا کام تو بعد میں بھی ہوتا رہے گا۔ مرحوم کا چھوڑا ہوا علمی خزانہ اتنا اہم اور اتنا زیادہ ہے کہ اس کی تشریح، تفہیم، تراجم اور طباعت و اشاعت کے لئے ایک طویل مدت درکار ہوگی جو کہ ان کی اولاد کے ذمہ ایک قرض ہے۔ اصلاح عقائد کے اعتبار سے مرحوم کی دو کتب بڑی اہم ہیں۔ اولاً شریعت و طریقت، دوم آئینہ پرویزیت۔ مجھے اپنی کتب کی ترتیب و تالیف کے دوران مرحوم کا بیشتر لٹریچر پڑھنے کا موقع ملا۔ کتاب التوحید کی تالیف کے دوران شریعت و طریقت کم

از کم تین چار مرتبہ مکمل پڑھنی پڑی۔ کتاب اتباع السنہ کی تالیف کے دوران آئینہ پرویزیت کا بار بار مطالعہ کرنا پڑا۔ دونوں کتب بڑی مفصل لکھی گئی ہیں اور اپنے اپنے موضوع کے کم و بیش تمام پہلوؤں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں تاہم ان دونوں میں سے آئینہ پرویزیت اس لئے زیادہ اہم ہے کہ میرے ناقص علم کی حد تک مرحوم چچا جان سے پہلے کسی بھی اہلحدیث عالم دین نے اردو زبان میں اس موضوع پر قلم نہیں اٹھایا۔ حالانکہ اس کے تمام تر مضامین اہلحدیث فکر کی بنیادیں ہیں۔ مثلاً دوام حدیث، دفاع حدیث، طلوع اسلام کے باطل عقائد کی تردید، معتزلہ سے لے کر طلوع اسلام تک تمام باطل عقائد کی تردید، صحیح بخاری کی احادیث پر اعتراضات کے جوابات وغیرہ۔ جبکہ دوسری کتاب شریعت و طریقت کے موضوع پر بعض اہلحدیث علماء نے اپنے اپنے انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ مرحوم کی دیگر تصانیف میں سے مترادفات القرآن، عقل پرستی اور انکار معجزات، خلافت و جمہوریت، تجارت میں لین دین کے مسائل و احکام اور احکام ستر و حجاب زیادہ اہم ہیں۔ مرحوم نے بعض کتب کے تراجم بھی کئے جن میں سے فتاویٰ شیخ بن باز اور سعودی عرب میں نظام زکاۃ قابل ذکر ہیں۔

تصنیف و تالیف کے علاوہ مرحوم کی دیگر دینی خدمات میں سے ایک اہم ترین خدمت لاہور میں لڑکیوں کے لئے دینی مدرسہ کا قیام ہے۔ جو ۱۹۸۰ء میں قائم کیا گیا اور آج مرحوم کی مسلسل جدوجہد کے بعد الحمدللہ لاہور میں طالبات کے لئے اہلحدیث مسلک کا یہ سب سے بڑا مدرسہ ہے۔

تلاش معاش کے زمانہ میں مرحوم اردو عربی کے بہترین خطاط رہے ہیں میں نے اپنی ہوش کے زمانہ میں انہیں ہمیشہ قرآن مجید کی کتابت ہی کرتے دیکھا ہے۔ تاج کمپنی کے بیشتر قرآن مجید انہی کے کتابت شدہ ہیں مرحوم نے اپنی یادداشتوں میں خود یہ بات تحریر کی ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کم و بیش چالیس قرآن مجید لکھے ہیں۔ ایک قرآن مجید حرمین شریفین میں بھی مکمل کیا۔ تمام مکی سورتیں حرم مکی میں اور تمام مدنی سورتیں حرم مدنی میں۔ مجمع ملک فہد مدینہ منورہ پوری دنیا میں قرآن مجید تقسیم کرنے والا

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑا ادارہ ہے۔ ہندو پاک کے لوگوں کے لئے مجمع نے جو قرآن مجید طبع کیا ہے وہ مرحوم ہی کے ہاتھوں کا کتابت کردہ ہے۔ جو قیامت تک کے لئے مرحوم کا صدقہ جاریہ شمار ہوگا۔ انشاء اللہ۔

تصنیفی، تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ بھی مرحوم نے بڑی بھرپور زندگی گزاری ان کی ذاتی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی ان کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی تھی' برادری میں چند سال پہلے بعض افراد میں کشیدگی پیدا ہوگئی فریقین نے اتفاق رائے سے ایک سہ رکنی ثالثی کمیٹی بنائی جس کے چیئرمین مرحوم چچا جان تھے شروع سے لے کر آخر تک راقم کو بھی ثالثی کمیٹی کے سامنے بعض وضاحتیں پیش کرنا پڑیں۔ اس دوران مرحوم نے بڑا ہی مثبت اور غیر جانبدارانہ رول ادا کیا اپنی فراست اور معاملہ فہمی کی بناء پر ایک طویل تنازعہ ہفتہ بھر میں نپٹا دیا دوران سماعت ان کی ایک اور خوبی جو بہت نمایاں ہوکر سامنے آئی وہ یہ تھی کہ مرحوم باہمی معاملات میں عفو و درگزر سے کام لینے والے انسان تھے اور دوسروں کو بھی ایسا ہی دیکھنا چاہتے تھے۔

ریاض سے پاکستان تعطیل پر آنا تو ملاقات کے منتظر رہتے اگر کبھی حاضری میں تاخیر ہوجاتی تو چھوٹے بھائی ہارون الرشید کیلانی کو ٹیلیفون پر مختصر سا پیغام دے دیتے "سنا ہے اقبال آیا ہوا ہے' دوران ملاقات اپنی تصنیفات کے بارے میں تفصیلاً بتاتے آج کل یہ لکھ رہا ہوں۔ اتنا کام کرلیا ہے اتنا باقی ہے آئندہ یہ پروگرام ہے پھر مجھ سے تفصیلاً دریافت فرماتے آج کل کیا لکھ رہے ہو آئندہ کونسی کتاب شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ اشاعت حدیث کے سلسلے میں اکثر میری حوصلہ افزائی فرماتے ایک دفعہ کہنے لگے تمہاری کتب کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایک ہی موضوع پر ایک ہی جگہ ساری صحیح احادیث مل جاتی ہیں۔ کتب کی اشاعت پر گفتگو ہوئی تو فرمانے لگے میری اور تمہاری کتب میں فرق یہ ہے کہ اگر میری دس کتب فروخت ہوں تو تمہاری سو کتب فروخت ہونی چاہیں میری کتب کے مقابلے میں تمہاری کتب کا انداز زیادہ عوامی ہے۔ کم و بیش ہر ملاقات پر ہی یہ گلہ کرتے کہ تمہاری کتب کی اکثر قلت ہی رہتی ہے اور مکمل سیٹ تو مشکل سے ہی دستیاب ہوتا ہے۔ چند برس قبل اپنے ادارے کے خرچ پر رمضان المبارک میں "کتاب الصیام" طبع کروا کے بلاقیمت تقسیم کروائی۔

کم و بیش سات سال قبل مرحوم کے سب سے بڑے بھائی (راقم کے تایا جان) مولانا محمد سلیمان کیلانیؒ بہتر سال کی عمر میں اس دنیاء فانی سے رخصت ہوئے مرحوم تایا جان ایک جید عالم دین تھے جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے فارغ تھے اور اپنے مشفق استاد محترم مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے صف اول کے تلامذہ میں سے تھے ساری زندگی قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس اور دعوت و تبلیغ میں گزاری۔ ابتدا رہائش علی پور چٹھہ (ضلع گوجرانوالہ) میں اختیار کی اور پورے علاقے کو توحید و سنت کی روشنی سے منور کرتے رہے۔ اس کے بعد گوجرانوالہ سے متصل قصبہ کھیالی میں منتقل ہوگئے اور پھر عمر بھر اسی جگہ کو اپنی دعوت کا مرکز بنائے رکھا۔ وہاں دو مساجد تعمیر کیں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کے لئے ایک عظیم الشان درسگاہ "مدرسہ عائشہ صدیقہؓ للبنات" قائم کی جو آج بھی مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دے رہی ہے کہ جمعیت اہلحدیث میں اپنے استاد مکرم مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے دست و بازو تھے مولانا مرحوم اپنے شاگرد رشید پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے مرحوم....... کو اردو' عربی اور فارسی تینوں زبانوں پر مکمل دسترس حاصل تھی۔

بہت سی عربی اور فارسی کتب کے انتہائی سلیس اور عام فہم تراجم کئے جن میں مشکوۃ المصابیح اور ابن ماجہ کے تراجم بہت اہم ہیں۔

مرحوم تایا جان بہت ہی رفیق القلب انسان تھے اکثر اوقات دوران تقریر تاریخ اسلامی کے درد انگیز واقعات بیان کرتے ہوئے آبدیدہ ہوجاتے۔ مرحوم شاعر تو نہ تھے لیکن رسول اکرم ﷺ کی مدح میں بزبان فارسی بڑے اچھے شعر کہہ رکھے تھے جن میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسول اکرم ﷺ کی مدح اور آخر میں قیامت کے روز اپنی شفاعت کی امید پر مشتمل مضامین تھے اعزہ و اقارب اکٹھے ہوتے تو سننے کا تقاضا کرتے مرحوم ترنم سے پڑھ کر سناتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سناتے سناتے آبدیدہ ہو جاتے۔ یوں تو مرحوم ہر طرح کے احکام شرعیہ کے پابند تھے لیکن ایک سنت ایسی تھی جو ہم نے کبھی ترک ہوتے نہیں دیکھی۔ اذان کے کلمات کا جواب دینا کبھی نہ بھولتے اہم سے اہم کام کر رہے ہوتے تو چھوڑ کر بیٹھ جاتے اور اونچی آواز میں جواب دیتے تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو۔ آخری عمر میں دمہ کی شکایت بڑھ گئی تھی اور اسی بیماری میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

مولانا محمد سلیمان کیلانیؒ کے چھوٹے بھائی اور مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کے بڑے بھائی حافظ محمد ادریس کیلانیؒ (راقم کے والد) اپنے بڑے بھائی سے عمر میں چار سال چھوٹے تھے حسن اتفاق ملاحظہ ہو کر چار سال بعد ہی وہ اپنے بڑے بھائی کے پاس پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

والد مرحوم چار بھائی تھے۔ تین بھائی (مولانا محمد سلیمان کیلانیؒ، مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ اور مولانا عبدالغفور کیلانی حفظہ اللہ) وقفہ وقفہ سے اپنا آبائی گاؤں کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ چھوڑ کر بالترتیب کھیالی (متصل گوجرانوالہ)، لاہور اور منڈی واربرٹن (ضلع شیخوپورہ) آکر آباد ہو گئے مرحوم والد صاحب کے سامنے جب بھی نقل مکانی کا مسئلہ پیش آیا یہی فرماتے کہ مرحوم والد مولانا نور الٰہی صاحب (دادا جان) نے بڑی محنت سے شرک و بدعت کے گڑھ میں توحید و سنت کا پودا لگایا ہے میں اسے چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ یاد رہے کہ اسی گاؤں میں دو پرانی گدیاں ہیں جن پر سالہا سال سے عرس اور میلے ٹھیلے لگتے تھے لیکن اب اللہ کے فضل و کرم سے پورے علاقے میں ذہنی انقلاب آچکا ہے، بچے بڑے ہو گئے ان کی تعلیم کا مسئلہ درپیش آیا تو محترمہ والدہ صاحبہ کے شدید اصرار کے باوجود اپنے موقف پر قائم رہے کہ اولاد کے نصیب میں اللہ نے جو کچھ لکھا ہے انہیں مل جائے گا لیکن میں اپنی زندگی میں اس جگہ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا ایک دو مرتبہ مرحوم چچا عبدالرحمٰن صاحب نے یہ پیش کش بھی کی کہ ہم آپ کو لاہور میں امامت اور خطابت کا انتظام کر دیتے ہیں آپ لاہور تشریف لے آئیں لیکن مرحوم والد صاحب نے انکار کر دیا۔ صلہ اور ستائش کی تمنا سے بے نیاز، ان کے سود و زیاں کے پیمانے ہی دوسرے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے آبائی مسجد میں نمازیوں اور قرآن مجید پڑھنے والے بچوں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے تین چار مرتبہ مسجد کی توسیع کروائی۔ اس کے علاوہ گاؤں میں ہی دو مساجد اور تعمیر کروائیں۔ نو دس کلومیٹر دور علی پور چٹھہ شہر میں ایک وسیع مسجد اس طرح تعمیر کروائی کہ روزانہ نماز فجر کے بعد کیلیانوالہ سے مزدور اور مستری ساتھ لے کر جاتے بارہ بجے وہیں مزدوروں اور مستریوں کے ساتھ کھانا کھاتے کام میں ان کا ہاتھ بٹاتے اور رات گئے واپس گھر تشریف لاتے۔ آہستہ آہستہ الحمدللہ گردو پیش کے دیہاتوں اور قصبوں میں سے جہاں بعض بعض گھروں میں ایک ایک دو دو فرد اہلحدیث ہو چکے تھے، مساجد کی تعمیر اور جلسوں کے انعقاد کے لئے حاضر ہوتے تو مرحوم ان سے بھرپور تعاون کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ مساجد کے علاوہ مرحوم نے گاؤں میں لڑکوں کے لئے ایک الگ مدرسہ "تدریس القرآن والحدیث" بھی تعمیر کروایا۔ افسوس یہ مدرسہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں بلاوا آگیا۔ "ان اجل اللہ اذا جاء لا یوخر"

اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو عمر کے آخری حصہ میں........ ایک بہت بڑی سعادت سے نواز دیا تھا۔ اٹھاون برس کی عمر میں مکمل قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اس کے بعد باقاعدگی سے روزانہ پانچ پارے تلاوت فرماتے تین پارے نماز تہجد میں اور دو پارے دن کے اوقات میں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے وقت میں اس قدر برکت رکھی تھی کہ اپنی تمام مصروفیات کے باوجود ۱۹۵۸ء میں حدیث پبلی کیشنز...... کا سلسلہ اشاعت حدیث شروع کیا گیا تو کتب حدیث کی کتابت، صحت، طباعت، تقسیم اور خطوط کے جوابات جو کہ بالکل ایک الگ کل وقتی ذمہ داری تھی یوں نبھاتے رہے جیسے کوئی کام ہی نہ ہو، کبھی اس اضافی بوجھ کا تذکرہ تک نہ کیا بلکہ ہمیشہ اس پر اظہار مسرت ہی فرمایا۔

تینوں بھائیوں کا ذریعہ معاش کتابت تھا، اور اس میں بھی تینوں بھائیوں نے اسی بات کا خاص خیال رکھا کہ کتابت ہمیشہ دینی کتب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصاً قرآن و حدیث کی ہی کی جائے مرحوم چچا عبدالرحمٰن صاحب نے تو زیادہ تر قرآن مجید کی ہی کتابت کی البتہ مرحوم والد صاحب نے قرآن مجید کے علاوہ مکمل صحاح ستہ مشکوۃ المصابیح اور بلوغ المرام بھی کتابت کیں۔

سب سے چھوٹے اور چوتھے بھائی محترم چچا عبدالغفور کیلانی صاحب الحمدللہ حیات ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت سلامتی اور عافیت کے ساتھ طویل حیات طیبہ عطا فرمائے آمین۔ وہ اپنے شہر منڈی واربرٹن میں اپنے عم زاد مولانا محمد سلیم کیلانی بن حافظ عبدالحیؒ کے ساتھ مل کر طالبات کے ایک دینی مدرسہ کی سرپرستی فرما رہے ہیں جو پورے علاقے میں مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے مدرسہ کے ساتھ ہی ایک جدید طرز تعمیر کی خوبصورت مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ دونوں حضرات شب و روز مدرسہ و مسجد کو مزید وسعت دینے کے لئے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کے نیک ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے اور ان کی سعی جمیلہ کو اپنے ہاں مقبول و مشکور بنائے۔ آمین۔

محترم چچا عبدالغفور صاحب حفظہ اللہ بھی اپنے تینوں بھائیوں کی طرح عربی اردو کے بہترین خطاط ہیں مولانا امین احسن اصلاحی کی مشہور تفسیر "تدبر قرآن" موصوف ہی کی کتابت کردہ ہے۔

اے الہ العلمین! تو کائنات کا خالق اور مالک ہے' جزا اور سزا صرف تیرے ہاتھ میں ہے اپنے بندوں کے معاملات پر تو ہی غالب ہے حاضر اور غائب کا جاننے والا تو ہی ہے ہم تیرے عاجز اور گنہگار بندے ہیں ہمارا علم ظاہربین' نگاہوں تک محدود ہے۔ اے ارحم الراحمین ذوالجلال والاکرام! تیری رحمت زمین و آسمان کی وسعتوں سے وسیع تر اور تیرا دامن عفو و کرم بے کراں ہے تیری صفات لا محدود ہیں۔ یا اللہ! جس طرح تو نے تینوں بھائیوں کو خدمت دین کی توفیق سے نواز کر دنیا میں ان کی عزت افزائی فرمائی اسی طرح آخرت میں بھی ان کی عزت افزائی فرما اپنے پاس ان کی اسی طرح حفاظت فرما جس طرح تو اپنے صالح اور نیک لوگوں کی حفاظت فرماتا ہے ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لے ان کی حسنات اور نیکیوں کو شرف قبولیت عطا فرما کر قیامت تک کے لئے صدقہ جاریہ بنادے۔ انہیں قبر کے فتنوں سے محفوظ رکھ ان کی قبریں حد نگاہ تک فراخ فرما اور نور سے بھر دے ان کے بعد ہمیں زندگی اور موت کے فتنوں سے بچا اور ان کے نیک اعمال کے اجر و ثواب سے بھی محروم نہ رکھ۔ آمین!

کسی انسان کے دنیا سے رخصت ہونے پر نہ تو گردش لیل و نہار رکتی ہے نہ کاروبار زندگی معطل ہوتے ہیں گزرتا وقت بڑے سے بڑے صدموں کو بھلا دیتا ہے اور زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ آہستہ آہستہ انسان معمول کی زندگی بسر کرنے لگتا ہے لیکن اس معمول کی زندگی کے علاوہ ایک چیز ایسی بھی ہے جس کی کمی کبھی پوری نہیں ہوتی اور وہ ہے رخصت ہونے والوں کے ذاتی خلوص اور تقویٰ' ذاتی خوبیوں اور صلاحیتوں کی بناء پر سرانجام دیئے جانے والے کارناموں کا تسلسل' بزرگوں کے رخصت ہونے سے پیدا ہونے والا علمی' فکری' دعوتی' تعلیمی اور تبلیغی خلا کم ہی پر ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ

بزرگوں سے سنتے ہیں کہ دادا جان مولانا نور الٰہیؒ رات کے پچھلے پہر مسجد میں اللہ کے حضور روتے تو ان کی آواز اس طرح آتی جس طرح ہنڈیا کے ابلنے سے آتی ہے۔ اس وقت وہ اپنی اولاد کے لئے دعائیں مانگا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے بلاشبہ دادا جان مرحوم کی دعاؤں کو اپنے فضل و کرم سے شرف قبولیت بخشا اور ان کی اولاد نے اپنے اپنے نصیب اور مقدر کے مطابق ان کی دعاؤں سے الحمدللہ حصہ فراواں حاصل کیا' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ مرحوم دادا جان کی دعاؤں کے اثرات آنے والی نسلوں تک قائم رکھے اور انہیں اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی وراثت "خدمت دین" کی کماحقہ حفاظت کر سکیں اور خدمت دین کے تسلسل کو کہیں بھی اور کبھی بھی منقطع نہ ہونے دیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افکار و نظریات

مولانا عبدالرحمن کیلانی

اپنی تالیفات کے آئینے میں

محمد رمضان سلفی ایم اے

مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ ایسی شخصیات میں سے تھے جن کا وجود امت مسلمہ کے لئے خیروبرکت کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اسلام کی بالا دستی ان کی زندگی کا مشن تھا جبکہ مولانا موصوف ہمیشہ نمودو نمائش سے بالاتر ہو کر خدمت دین متین میں مصروف رہنے والے اور حصول شہرت کی خاردار وادیوں سے دامن بچا کر مسلمانوں کی بہتری کے لئے کوشاں رہنے والے تھے۔ اس مملکت خداداد میں جب بھی کوئی مسئلہ اٹھتا تو اسلام کا یہ گم نام سپاہی کاغذ اور قلم سنبھالتا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں درپیش مسئلے کا حل پیش کر کے امت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا۔ وہ اخلاق حسنہ کے زیور سے آراستہ تھے اور ہر بڑے یا چھوٹے کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے' وہ خواتین کی اسلامی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیا کرتے تھے' اسی غرض سے انہوں نے ایک مدرسہ البنات کا اجرا بھی کر رکھا تھا جس کی سرپرستی وہ خود فرمایا کرتے تھے' راقم کو کچھ عرصہ محترم حافظ عبدالرحمن مدنی صاحب کی راہنمائی میں ان کے مدرسہ میں تدریس کا موقع میسر آیا' جب بھی وہاں مولانا مرحوم سے ملاقات ہوتی تو اخلاق سے پیش آتے' اور اپنے حلقۂ یاراں میں جلوہ افروز احباب سے مجھ ناچیز کا تعارف کرانے میں کوئی خفت محسوس نہ کرتے' جب وہ عنان قلم تھامے ہوئے تحقیق کے میدان میں اترتے تو علمی سفر کا حق ادا کر دیتے تھے' اور الجھے ہوئے مسئلہ کا ایسا آسان اور مدلل حل پیش کرتے کہ علم دوست احباب محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکتے' ہمہ وقت وہ اپنی تصنیف و تالیف کی سرگرمیوں میں مگن رہتے اور اس کام کی انجام دہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں جانے دیتے تھے' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے دنیا سے رحلت فرما جانے کے باوجود ان کا علمی سرمایہ تالیفات کی شکل میں موجود ہے جو ہمہ تر جدید مسائل و نظریات پر مشتمل ہے اور تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے یکساں مفید ہے۔

مولانا کیلانی کی عقل اور وحی کے تقابل میں معتدل رائے

مولانا کیلانی رحمہ اللہ کی تصنیفات سے مستفید ہونے والے حضرات پر یہ بات عیاں ہے کہ آپ باد مخالف کی پرواہ کئے بغیر عقیدہ سلفیہ کے دھنی تھے' تقلید مغرب سے سخت متنفر تھے' اتباع سنت سے سرشار اور دین حق کے شیدائی تھے' وہ ہر میدان میں وحی الٰہی کو عقل انسانی پر فوقیت دیتے' فلکیات پر بھی گہری نظر رکھتے تھے' سائنسی نظریات سے باخبر تھے اور معاشیات و سیاسیات پر بھی انہیں عبور حاصل تھا' قرآن کریم میں ذکر ہونے والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقائد و احکام کو وہ بلا تاویل و تحریف مان لینے کے قائل تھے اور انہیں سمجھنے میں عقلی اور فلسفی موشگافیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے' جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں:

"بس ایک مسلمان کا ایمان یہ ہونا چاہئے کہ جو کچھ قرآن میں مذکور ہے اس کو جوں کا توں تسلیم کرے' اسے عقل اور فلسفہ کی سان پر چڑھا کر اس کی دوراز کار تاویلات و تحریفات پیش کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں اور نہ ہی قرآن ایسی فلسفیانہ موشگافیوں کا متحمل ہو سکتا ہے' کیونکہ جن لوگوں پر یہ قرآن نازل ہوا تھا وہ امی اور فلسفیانہ موشگافیوں سے قطعاً نابلد تھے" (آئینہ پرویزیت: ص ۳۵)

عقائد کے معاملہ میں اکثر گمراہ ہونے والے فرقوں کے انحراف کی اصل وجہ یہی تھی کہ انہوں نے فلسفی نظریات سے متاثر ہو کر بجائے وحی کے عقل کو راہنما بنا لیا' اگرچہ عقل اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بہت بڑی نعمت ہے' اسی کے ذریعے سے انسان اور حیوان میں فرق کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر وحی پر عقل کو حاکم بنا لیا جائے تو یہ عقلمندی کی بجائے عقل پرستی شمار ہوتی ہے' جس کے مولانا کیلانی مرحوم سخت مخالف تھے اور وہ عقل کا اصل مقام متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اگر عقل' وحی کے تابع ہو کر چلے تو یہ خالق کائنات پر بے پناہ ایمان و یقین کا سبب بنتی ہے' اور اگر عقل وحی سے بے نیاز ہو کر چلے تو بسا اوقات ضلالت و گمراہی کی انتہائی پہنائیوں میں جا گراتی ہے' یہیں سے عقل اور وحی کے مقامات کا تعین ہو جاتا ہے"

(آئینہ پرویزیت: ص ۸۷)

اور وہ اپنی تالیفات "شریعت و طریقت" میں مقام عقل کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"دین کے اصول' عقائد و احکام کو عقل کے حوالہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ عقل کو وحی کے تابع کر کے غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے' خالق کائنات نے اپنے خاص فضل و کرم سے انبیاء پر وحی نازل فرما کر انسان کو کائنات میں اس کے صحیح مقام کی نشاندہی بھی کر دی ہے' بالفاظ دیگر کسی نبی کی صداقت تک پہنچنے کی حد تک تو انسان اپنی عقل سے کام لینے میں مختار ہے' لیکن کسی نبی پر ایمان لانے کے بعد اسے یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ اس کی ہر ہر خبر کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھے بلکہ اب نبی کی راہنمائی واجب ہوتی ہے' اسی چیز کا نام دین ہے۔" (ص: ۱۸)

عقل کی مثال آنکھ کی سی ہے' اور وحی الٰہی سورج کی مثل ہے' آنکھ کے لئے ضروری ہے کہ وہ سورج کے تابع رہ کر اس کی روشنی سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن اس کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ نظام شمسی کے کسی جز پر اعتراض اٹھائے اور اس میں کیڑے نکالنے کی کوشش کرے۔ ورنہ قصور آنکھ کا ہو گا نہ کہ نظام شمسی کا۔ کیونکہ آنکھ اگر نظام شمسی کے بعض اجزا کا ادراک کر سکتی ہے تو اس کے اکثر اجزا کی حقیقت معلوم کر لینا اس کے بس کا روگ نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح عقل کا کام بھی یہ ہے کہ وہ وحی الٰہی کے تابع رہ کر اسکی ضیا پاشیوں سے مستفید ہو اور وحی کے ذکر کردہ احکام کی حکمتوں کو معلوم کرنے کا اختیار بھی اسے حاصل ہے۔ لیکن عقل کو وحی پر حکمران بننے یا اس کے بعض اجزا کا انکار کرنے کی اجازت اسے نہیں دی گئی' ورنہ قصور عقل کا ہو گا' وحی کا نہیں۔

عقل کے دائرہ کار کو متعین کرتے ہوئے مولانا مزید لکھتے ہیں:

"ہمارے خیال میں عقل کے کام مندرجہ ذیل قسم کے ہونے چاہئیں

(۱) وحی کے بیان کردہ اصول و احکام کے اسرار و حکمتوں کی توضیح و تشریح۔

(۲) احکام کے نفاذ کے عملی طریقوں پر زمانہ کے حالات کے مطابق غور کرنا اور پیش آمدہ رکاوٹوں کو دور کرنا۔

(۳) موجودہ دور کے نظریات کے مقابلہ میں وحی کے نظریات کی برتری ثابت کرنا اور ان کو مدلل طور پر پیش کرنا۔

(۴) تحریف شدہ ادیان پر اسلام کی برتری اور فوقیت کو دلائل سے ثابت کرنا اور بیرونی حملوں کا دفاع کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) انفس و آفاق کی وہ آیات جن میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے' ان میں تحقیق و تفتیش کرکے انہیں آگے بڑھانا اور ان سے مطلوبہ فوائد حاصل کرنا۔

یہ اور اس جیسے کئی دوسرے کام ہیں جن میں عقل سے کام لیا جا سکتا ہے۔ (آئینہ پرویزیت: ص۷۹)

لیکن اس کے برعکس اگر وحی پر عقل کی برتری کو تسلیم کرلیا جائے۔ جیسا کہ عقل پرست حضرات کا وطیرہ ہے۔ اور عقل کو اجزاء وحی پر حکومت کرنے کی آزادی دے دی جائے' تو اس کا نتیجہ امت میں افتراق و انتشار کے سوا کچھ نہیں ہوگا اور بڑھتے ہوئے فرقہ پرستی کے سیلاب کو روکا نہیں جاسکے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

"مذاہب عالم میں جب بھی کبھی بگاڑ پیدا ہوا ہے' انہی دوچیزوں عقل اور وجدان' کے استعمال میں افراط و تفریط سے ہوا ہے' عقل نے جب وحی الٰہی میں بے جا تنقید و مداخلت کی اور اسے کلام اور فلسفہ کی سان پر چڑھایا تو اس سے کیا گل کھلے اور کتنے ہی فرقے وجود میں آئے۔" (شریعت و طریقت: ص۱۹)

کوئی شخص ہر لحاظ سے اپنے کامل ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا' بلکہ بہت سی خوبیوں کے باوجود وہ بے شمار عیوب و نقائص کا مجموعہ ہے۔ بنابریں انسانی عقل کے کامل ہونے کا دعویٰ ہی خلاف عقل ہے۔ جبکہ وحی الٰہی ہر لحاظ سے کامل ہے' لہٰذا ناقص عقل کو کامل وحی پر حکمران نہیں بنایا جاسکتا۔ نقص عقل کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:

"انسان کی عقل محدود ہے' زندگی میں بے شمار ایسے مسائل سامنے آتے ہیں' جن میں اکثر عقل بھٹک جاتی ہے۔ مثلاً اس کائنات کی ابتدا کیسے ہوئی؟ وہ دنیا میں کس حیثیت سے آیا ہے؟ مرنے کے بعد کیا روح بھی فنا ہوجائے گی؟ اور اگر ایسا نہیں تو پھر اس کی آئندہ زندگی کس طرح کی ہوگی؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا عقل کی کسوٹی پر تجربہ و مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا" (شریعت و طریقت: ص۱۷)

مولانا کے نزدیک سنت کی اہمیت

مولانا کیلانی رحمہ اللہ ایسے سوالات کے جوابات کے لئے قرآن و سنت پر ہی اکتفا کرنے کے قائل ہیں اور قرآنی آیات کے مطالب کے متعین کرنے میں بجائے عقل کے وہ حدیث و سنت کو اساس قرار دیتے ہیں' جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

"اگر حکمت یا سنت کو قرآن سے الگ کرلیا جائے تو قرآن کے الفاظ کی حفاظت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے" (آئینہ پرویزیت: ص۱۷۲)

لیکن جو لوگ حدیث و سنت کو قرآن کریم سے الگ سمجھتے ہیں' اور اس غلط فہمی کی بنا پر ایک کی بجائے دو اسلام کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں' مولانا مرحوم ایسے نظریہ کو جہالت قرار دیتے ہیں اور حدیث و سنت کو قرآن کریم کی عملی تعبیر سمجھتے ہیں' جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

"درحقیقت کتاب و سنت ایک ہی چیز کے دو پہلو ہیں' ایک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت نازل ہونے کے اعتبار سے ربوبیت اور حاکمیت کا پہلو اجاگر ہے تو دوسرے میں شریعت کی عملی تعبیر کے اعتبار سے اطاعت اور نمونہ کا پہلو' گویا کتاب میں الفاظ کا پہلو غالب ہے' اور سنت میں معنی اور مفہوم کا پہلو" (آئینہ پرویزیت: ص۱۵۷)

اس کے بعد وہ چند مثالوں سے اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے مجموعے تو بے شک الگ الگ ہیں' لیکن ان دونوں میں ایک دوسرے کے التزام کا ذکر موجود ہے' اور وہ قرآن پر عمل کے لئے اتباع سنت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور افتراق و انتشار سے بچنے کے لئے صاحب قرآن کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کو ناگزیر سمجھتے ہیں اس کے لئے ان کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قرآن سے ہدایت و راہنمائی حاصل کرنے کے لئے دو شرطیں ضروری ہیں: قلب سلیم اور عقل صحیح' اگر کوئی شخص انہی دو شرطوں کو ملحوظ رکھ کر یعنی خلوص نیت سے اور خالی الذھن ہو کر قرآن مجید کا مطالعہ کرے تو وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اس طریق کار کو تسلیم کرنے اور اس کی اتباع کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے' جو آپؐ نے قرآنی احکام کی تعمیل کے دوران اختیار کر کے امت مسلمہ کو دکھلایا تھا۔ اس طریق کار کو قرآن نے اسوۂ حسنہ قرار دیا اور اس کی اتباع کو مسلمانوں کے لئے تاقیامت واجب الاتباع قرار دیا ہے' کیونکہ اس کی اتباع کے بغیر قرآن پر عمل کرنا ناممکن ہو جاتا ہے' حتیٰ کہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ شرک کے بعد قرآن نے جتنا زور اطاعت و اتباع رسول ﷺ اور اس کے ادب و احترام پر دیا ہے' اتنا اور کسی بات پر نہیں دیا تو یہ بے جا بات نہ ہو گی۔"

(آئینہ پرویزیت: ص ۴)

انکار سنت کے محرکات

کسی بیماری کے علاج کے لئے سب سے پہلے اس کی صحیح تشخیص کی ضرورت ہوتی ہے' جس کے بغیر علاج کارگر نہیں ہو سکتا' اسی لئے مولانا کیلانی رحمہ اللہ انکار سنت کے اصل محرکات سے نقاب کشائی کرتے ہیں اور حدیث و سنت سے فرار کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سنت رسول کی حجیت سے انکار کے فتنہ نے دوسری صدی میں سر اٹھایا تھا' میں اس طبقہ کے بہت سے لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انکار سنت کی بنیادی محرکات دو ہی چیزیں ہیں: (۱) فلسفیانہ یا سائنٹیفک نظریات سے مرعوبیت (۲) اتباع ہوائے نفس۔ یعنی ایک مسلمان کی طرز بود و باش' اعمال و افعال اور اکتساب رزق پر سنت رسول جو پابندیاں عائد کرتی ہے' ان سے فرار و گریز"۔ (آئینہ پرویزیت: ص ۴)

مولانا مرحوم کے نزدیک فتنۂ انکار حدیث کا زمانہ قدیم ہے' اور اس فتنے کے ڈانڈے معتزلہ سے جا ملتے ہیں' جو وحی پر عقل کو غالب کرنے کے پرچارک تھے' چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"یہ اتفاق کی بات ہے کہ اس دور میں فتنۂ انکار سنت یا اعتزال کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہو گئی۔ جس کی وجہ سے یہ فتنہ تقریباً سوا سو سال زندہ رہا' اور جب یہ سرپرستی ختم ہو گئی' یہ فتنہ بھی آپ ہی اپنی موت مر گیا' اور اس کی موت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ سنت رسول کی حجیت سے انکار ایک ایسا نظریہ تھا جو اسلام کے مزاج سے بالکل لگاؤ نہیں کھاتا تھا۔" (آئینہ پرویزیت: ص ۴)

پرویزیت کی پذیرائی کیوں؟

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ منکرین حدیث اس حدیث کا انکار کرتے ہیں' جو عقل کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی اور عقل عام اسے قبول کرنے سے اباء کرتی ہے' لیکن کیلانی صاحب مرحوم کے نزدیک انکار حدیث کی اصل وجہ یہ نہیں کہ وہ عقل کے خلاف ہو' کیونکہ کوئی صحیح حدیث عقل عام کے خلاف نہیں ہو سکتی' دراصل انکار کا سبب اتباع ہوائے نفس ہے' اور دوسرے لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھانسنے کے لئے نصوص قرآنی کو لوگوں کی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کا حربہ ہے' جیسا کہ وہ رقم طراز ہیں:

"برصغیر پاک و ہند میں اس طبقہ (انکار حدیث) کا سب سے بڑا ترجمان ادارہ "طلوع اسلام" ہے' جس نے چند ایسے نظریات کی داغ بیل ڈالی ہے جو اس کی شہرت اور پذیرائی کا اچھا خاصہ سبب بن گئے ہیں۔ مثلاً ڈارون کے نظریہ ارتقاء کی ہمنوائی نے اسے کالجوں میں پڑھنے والے طلبہ میں مقبول بنا دیا ہے' حتیٰ کہ پرویز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب ڈارون جیسے ہی سائنسٹ حضرات کو حقیقی علماء کا مصداق سمجھتے ہیں' نظریہ' مساوات مردوزن' [illegible] قبیل سے تعلق رکھنے والے دوسرے اداروں کی خواتین کے دل کی آواز ہے۔ انکار سنت اور نظریہ' مرکز ملت نے جج صاحبان کو اجتہاد کے بے پناہ اختیار دے کر ان میں پذیرائی حاصل کرلی ہے۔ اور نظریہ' نظام ربوبیت' انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے حکمران طبقہ کے لئے بہت خوش آئند ہے' اور یہی وہ طبقے ہیں' جو کسی ملک کے تہذیب و تمدن اور مستقبل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔" (آئینہ پرویزیت:ص۵)

منکرین حدیث تقریر و تحریر کے ذریعے لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ خدائی وحی صرف قرآن میں منحصر ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے' لیکن احادیث و روایات وحی الٰہی نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی حفاظت کی کوئی ضمانت دی گئی ہے۔ لہٰذا صحت حدیث کے لئے قرآنی مطابقت شرط ہے' اس طرح اپنے قارئین اور سامعین کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہ وحی الٰہی یعنی قرآنی نظام کے علمبردار ہیں' مگر وہ قرآن کریم کی ان نصوص و آیات کو منظر عام پر نہیں لاتے جن میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ صاحب قرآن کی اتباع کا حکم اور اسوۂ رسول ﷺ کو بیان قرآن کا درجہ دیا گیا ہے۔ بنابریں کیلانی صاحب مرحوم کے ہاں ایسے لوگ حدیث و سنت کے علاوہ قرآن کریم کے ساتھ بھی مخلص نہیں ہیں اور وہ حجیت حدیث سے متعلق چند قرآنی آیات درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ ساتھ اس کے بیان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لے رکھی ہے۔ مگر ادارہ "طلوع اسلام" بیان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری کا نام لینے سے بھی بدکتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ سنت رسول کو پس پشت ڈالنے کے بعد یہ حضرات قرآن کے ساتھ کس حد تک مخلص ہیں" (آئینہ پرویزیت:۱۷۹)

فتنۂ انکار حدیث کی سرکوبی کیونکر؟

مولانا کیلانیؒ انکار حدیث کے مرض کو واشگاف کرنے کے بعد اس کا صحیح علاج بھی بتاتے ہیں اور یہ فتنہ جو نت نئے روپ بدل کر سامنے آتا ہے' اس کے مکروفریب کو سامنے رکھ کر اس کے سدباب کے طریقۂ کار کو نمایاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آج کا منکر حدیث طبقہ جوابوں کے جواب بھی پیش کر رہا ہے' اور ان پر مزید اعتراضات بھی وارد کر رہا ہے' نیز اس نے تشکیک کے چند مزید پہلو اجاگر کرکے انکار سنت کے فتنہ کی کئی نئی راہیں بھی کھول دی ہیں۔ اندریں حالات میرے خیال میں دو پہلوؤں پر کام کرنے کی ضرورت ہے' ایک تو یہ کہ اصولی بحثوں سے ہٹ کر براہ راست منکرین حدیث کے اعتراضات کو ہی بنیاد بنا کر ان کا جواب پیش کرنا چاہیئے اور دوسرے یہ کہ انکار سنت کے بعد جو نظریات یہ حضرات پیش فرما رہے ہیں' ان کا قرآن اور صرف قرآن کی روشنی میں پورا پورا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ ان پہلوؤں پر بھی اگرچہ کچھ کام ہوچکا ہے' تاہم یہ دونوں پہلو ہنوز تشنہ تکمیل ہیں" (آئینہ پرویزیت:ص۶)

مولانا کی تقلید مغرب سے نفرت

منکرین حدیث عام طور پر مغربی افکار سے متاثر ہوتے ہیں اور اس وجہ سے ان کی اسلام سے وابستگی بھی ماند پڑ جاتی ہے' مگر وہ اپنے آپ سے اسلام کا لیبل ہٹانا بھی گوارا نہیں کرتے' اور رسول کریم ﷺ کی تشریحات سے روگردانی کرکے وہ قرآنی آیات کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جو مغربی افکار کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے جبکہ مولانا کیلانی مغربی تہذیب و ثقافت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں' اور اس کی ظاہری ٹیپ ٹاپ سے فریب خوردہ مسلمانوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت زار کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ہمارے جدید تعلیم یافتہ مہذب طبقہ کو اس تہذیب کی ظاہری چمک دمک نے کچھ ایسا مسحور کر رکھا ہے کہ وہ اس کے عواقب و نتائج سے آنکھیں بند کرکے اس تہذیب کو اپنے ملک میں رائج کرنے پر مصر ہے اور اپنے ملک و قوم کی ترقی کا راز اسی میں سمجھتا ہے۔" (احکام ستر و حجاب: ص ۴)

مولانا کیلانی اور فہم قرآن

اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اپنی کتاب کی صحیح سمجھ عطا کردے اور اسے قرآن کی روشنی میں غلط نظریات کی تردید کی صلاحیت حاصل ہوجائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے، مولانا مرحوم کو اس میدان میں بھی وافر حصہ ملا تھا اور وہ قرآنی آیات کے ساتھ غلط افکار پر ضرب لگانے کی استعداد رکھتے تھے چنانچہ مادہ پرستوں نے جب مادہ کو قدیم اور ازلی کہا اور کائنات کو اتفاقات کا نتیجہ قرار دیا اور یہ دعوی کیا کہ اتفاق سے مادہ کے مختلف اجزاء کے کیمیاوی عمل سے پانی معرض وجود میں آیا، پھر اتفاق ہی سے اس مادہ کے مختلف اجزاء کے کیمیاوی عمل سے زندگی کی نمود ہوئی جو نباتات اور حیوانات کی راہوں سے گزرتی ہوئی انسانی شکل میں آئی ہے اور انسان بھی دوسری موجودات کی طرح پیدا ہوتا اور ختم ہوجاتا ہے، مزید بریں بعض لوگوں نے اس مغربی نظریہ ارتقاء کو قرآنی نظریہ قرار دے ڈالا اور اسے قرآنی آیات سے کشید کرنے کی کوشش کی، تو مولانا نے اس نظریہ کو ایمان باللہ کے منافی قرار دیا جس سے آخرت کے دن پر ایمان کی نفی بھی ہوجاتی ہے اور اس کی تردید میں یہ قرآنی آیت پیش کی:

﴿ وقالوا ماهي الاحياتنا الدنيا نموت ونحيا وما يهلكنا الا الدهر وما لهم بذلك من علم ان هم الايظنون ﴾

"یعنی وہ کہتے ہیں ہماری زندگی تو اس دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے اور جیتے ہیں ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں، صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں: آیت بالا سے واضح ہے کہ اس گروہ کے نظریات محض ظن اور قیاس پر مبنی ہیں جن کے نیچے کوئی ٹھوس سائنٹیفک بنیاد نہیں اس گروہ کو دہریہ، مادہ پرست یا مادیین کہتے ہیں۔" (آئینہ پرویزیت: ص ۴۵)

ایسے ملحدانہ اور کافرانہ نظریات کو قرآن کریم پر مسلط کرنا اور قرآن مجید کی بات ماننے کی بجائے الٹا اپنی بات قرآن سے منوانے کی کوشش کرنا سراسر گمراہی اور انانیت پر مبنی ہے اور تفسیر بالرائے کے قبیل سے ہے، قرآن کریم سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے قلب سلیم کی شرط ہے، مولانا کیلانی رحمہ اللہ سورۂ بقرہ کی آیت ﴿ يضل به كثيرا ويهدي به كثيرا ﴾ کے تحت اس شرط کی یوں وضاحت کرتے ہیں:

"قرآن واقعی سب کے لئے ہدایت ہے، مگر جو قلب سلیم کے ساتھ اس سے ہدایت حاصل کرنا چاہے، اور جس کا دل کج رو اور فاسق نہ ہو۔ جو قرآن کی روشنی کے تابع ہو کر چلنا چاہے نہ کہ قرآن کو اپنے قلب و ذہن کے تابع کرنا چاہے۔ سارے بدو یا مولوی یا ہر زمانہ کے سقراط اس سے ہدایت ہی نہیں پاتے بیشتر گمراہ بھی ہوجاتے ہیں اور مشاہدہ بھی اس بات کی تائید و توثیق کرتا ہے کہ اکثر گمراہ فرقوں اور مذاہب باطلہ کے بانی انتہا درجہ کے ذہین و فطین قسم کے لوگ ہوتے ہیں" (آئینہ پرویزیت: ص ۸۰)

انسانی علم چونکہ ناقص ہے اس لئے مولانا مرحوم کے نزدیک انسانی نظریات کو قرآن و سنت کے سر تھوپنا یا ان کے مقابلہ میں انسانی نظریات پر انحصار کرنا مناسب نہیں ہے، جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

"جب انسان کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں کم ہے تو پھر کم از کم ایک مسلمان کو کیا حق ہے کہ وہ کتاب اللہ یا کسی صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حدیث کے مقابلہ میں اپنے یا دوسرے لوگوں کے علم اور نظریات پر انحصار کرے" (الشمس والقمر بحسبان: ص ۸۱)

مولانا کیلانی ؒ معاشیات کے میدان میں

قرآن و سنت میں بصیرت کے ساتھ ساتھ مولانا کیلانی ؒ معاشیات پر بھی گہری نظر رکھتے تھے' اور معاشی مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کرنے میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی اور اس پر ان کی تصنیف "تجارت اور لین دین کے مسائل و احکام" قابل مطالعہ ہے' ہم اس کتاب میں سے ایک آدھ اقتباس پیش کرنے پر ہی اکتفا کریں گے جس سے اس کتاب کی افادیت اور اس کے مصنف کی اس فن میں بصیرت کی نشاندہی ہو سکے۔

مولانا کیلانی ؒ سرمایہ دارانہ نظام معیشت پر اسلامی نظام معیشت کی برتری کے قائل تھے' اور اس نظام کو دیگر تمام نظام ہائے معیشت سے بہتر اور مفید سمجھتے تھے' جیسا کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام معیشت اور اسلامی نظام معیشت میں گردش زر کی رفتار کو ایک مثال سے اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"معاشرہ کی مثال اس گہرے پانی کی سی ہے جو کسی کھلے منہ والے برتن میں پڑا ہو' ہوا کی لہریں پانی کی اوپر کی سطح کو متحرک رکھتی ہیں' جس کا اثر تھوڑا بہت درمیانی حصہ تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ لیکن نچلا حصہ بالعموم ساکن رہتا ہے' یا بہت کم اثر قبول کرتا ہے' یہی صورت حال سورج کی گرمی کی بھی ہے کہ وہ پانی کی اوپر کی سطح کو گرم کر دیتا ہے' جس کا اثر درمیانی حصہ پر پہنچ جاتا ہے' لیکن گہرائی والا پانی عموماً ٹھنڈا ہی رہتا ہے' یا بہت کم اثر پذیر ہوتا ہے' یہ صورت حال سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں واقع ہوتی ہے۔ جہاں غریب کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا' روپے کی گردش صرف اس حد تک ہوتی ہے کہ وہ بمشکل بسراوقات کر سکتے ہیں یا اپنا وجود قائم رکھ سکتے ہیں' اور اسلامی نظام معیشت کی مثال یہ ہے جیسے اس پانی کو نیچے سے آگ کے ذریعہ جوش دے دیا جائے تو پانی نیچے سے اٹھ کر تمام پانی کو گرم اور متحرک کر دے گا۔ اوپر کے پانی کو نیچے آنا پڑے گا اور نیچے کا پانی ضرور اوپر اٹھے گا' کیونکہ امراء کی دولت میں جو اسلام نے غریب کا حق مقرر کیا ہوا ہے وہ صرف خیرات نہیں کہ امیر لوگ محض اپنی مہربانی سے کسی پر نظر کرم کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائیں اور پھر یہ بھی چاہیں کہ وہ غریب ان کے ممنون احسان بھی ہوں' تو جس طرح جوش کھایا ہوا پانی سارے پانی کو متحرک بنا دیتا ہے' اسی طرح غریب طبقہ میں سرمایہ کاری کی تخم ریزی گردش دولت کی رفتار کو کئی گنا تیز کر دیتی ہے اور یہ تو علم معاشیات کا مسلمہ اصول ہے کہ گردش دولت کی رفتار جتنی تیز ہوگی معاشرہ کی معیشت اسی رفتار سے مضبوط ہوتی جائے گی"

(تجارت اور لین دین کے مسائل و احکام: ص ۱۰۴)

الغرض سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ دار لوگ ہی دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹنے میں سرگرم رہتے ہیں اور اس نظام کی تمام معاشی اصلاحات سے امیر لوگ ہی فائدہ اٹھاتے ہیں یوں دن بدن بڑی مچھلیاں اپنے سے چھوٹی مچھلیوں کو ہڑپ کیے جاتی ہیں اور غریب طبقہ ہمیشہ سرمایہ داروں کے پاؤں تلے دبا رہتا ہے۔

جبکہ اسلامی نظام معیشت میں سب سے زیادہ توجہ غریب طبقہ پر ہی دی جاتی ہے اور اسے حرکت دے کر آگے لانے کی کوشش کی جاتی ہے اور معاشرہ کے نادار طبقہ کو سرمایہ داروں کے پنجے سے چھڑانے کی فکر کی جاتی ہے جیسا کہ برتن کو نیچے سے جوش دیا جائے تو سب سے پہلے وہ پانی متحرک ہوگا جو برتن کی نچلی سطح میں دبا ہوا ہو۔

مولانا کیلانی رحمہ اللہ کا مطالعۂ فلکیات

مولانا کیلانی ؒ راسخ العقیدہ مسلمان کی حیثیت سے دوسرے مذاہب پر اسلامی شعائر کی فوقیت کے قائل تھے' اسی طرح وہ شمسی

www.KitaboSunnat.com

تقویم پر قمری تقویم کی برتری کو دلائل سے ثابت کرتے تھے۔ لہٰذا ہجری سن کی چند خصوصیات گنواتے ہوئے اس کی ایک خصوصیت "مساوات اور ہمہ گیری" کے عنوان کے تحت ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اسلام دین فطرت ہے' لہٰذا مصالح عامہ پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی پسند فرمایا کہ اسلامی مہینے ادلتے بدلتے موسم میں آیا کریں۔ لہٰذا قمری تقویم کو بنیاد قرار دیا۔ اگر اسلام کیسا کے طریقے کو گوارا کرلیتا (یعنی شمسی تقویم کو قبول کرلیتا) تو رمضان کا مہینہ (ماہ صیام) کسی ایک مقام پر ہمیشہ ایک ہی موسم میں آیا کرتا' جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ نصف دنیا کے مسلمان جہاں موسم گرم اور دن بڑے ہوتے ہیں ہمیشہ تنگی اور سختی میں پڑ جاتے اور باقی نصف دنیا کے مسلمان جہاں موسم سرد اور دن چھوٹے ہوتے ہیں' ہمیشہ کے لئے آسانی میں رہتے' روزے کے علاوہ سفرحج کا بھی یہی حال ہوتا' لہٰذا مساوات اور جہانگیری کا تقاضا یہی تھا کہ ماہ و سال کا حساب قمری تقویم پر مبنی ہو اور اسے کیسا جیسی انسانی اختراعات سے پاک رکھا جائے" (الشمس والقمر بحسبان:۱۱۸)

ہجری تقویم یا سن ہجری کا نظام چاند سے وابستہ ہے' جو انسانی ترمیمات سے پاک ہے اور اس میں مہینوں کے دنوں کی تعداد تیس ہوتی ہے' تو کبھی مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ مولانا کیلانی" مہینوں کے دنوں کی کمی بیشی کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سیاروں کے مدار پورے گول نہیں ہوتے بلکہ بعض قوانین حرکت کے ماتحت بیضوی شکل اختیار کرجاتے ہیں۔ جب کوئی سیارہ گردش کرتے کرتے اپنے مرکزی سیارے یا ستارے کے قریب ہوتا ہے تو اس کی رفتار نسبتاً تیز ہوجاتی ہے اور جب دور ہوتا ہے تو یہ رفتار قدرے سست ہوجاتی ہے۔ چاند چونکہ زمین سے اور زمین سورج سے وابستہ ہے لہٰذا اس دوہری گردش اور رفتار کی کمی بیشی کا ہی یہ اثر ہوتا ہے کہ قمری مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے' اور کبھی تیس دن کا۔" (الشمس والقمر بحسبان:۱۲۱)

بایں ہمہ جدید نظریات کو اس وقت ہی قبول کیا جاسکتا ہے جبکہ وہ وحی الٰہی سے مطابقت رکھتے ہوں' لیکن اگر وہ قرآن و سنت کی نصوص سے متصادم ہوں تو انہیں باطل قرار دینا چاہیئے یا ان کی صحیح حقیقت منکشف ہونے تک انتظار کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ مولانا مرحوم لکھتے ہیں:

"جدید نظریات صرف اسی صورت میں قابل قبول سمجھے جائیں گے جبکہ وہ وحی سے مطابقت رکھتے ہوں' بصورت دیگر ان نظریات کا یا تو بدلائل بطلان کرنا چاہیئے یا ان کی ایسی معقول توجیہ پیش کرنی چاہیئے جس سے قرآنی ارشادات پر حرف نہ آئے' اور اگر یہ نہ ہوسکے تو کم از کم اس وقت کا انتظار کرنا چاہیئے جبکہ یہ نظریہ وحی کے مطابق ہوجائے اور بالآخر یہ نظریہ سائنٹیفک تحقیقات کے بعد وحی کے مطابق ہونا لازم ہے' کیونکہ وحی ایک حقیقت ہے' اور نظریات انسان کی محدود عقل کا کرشمہ اور یہی ﴿ لما یاتهم تاویله ﴾ کا صحیح مطلب ہے" (آئینہ پرویزیت:ص۴۷)

مولانا کیلانی کا علم سیاسیات کا جائزہ

عام طور پر سیاست دان ایسے لوگوں کو سمجھا جاتا ہے جو جمہوریت کے بت کی پوجا کرنے والے اور جھوٹے وعدے کرکے لوگوں کے ووٹ ٹھگنے والے ہوں تو جو شخص جھوٹ بولنے میں پوری مہارت رکھتا ہو اسے ٹاپ کا سیاست دان سمجھا جاتا ہے' جبکہ اسلامی سیاست خدا خوفی اور حق گوئی کا نام ہے اور دین اسلام جمہوریت کے برعکس "نظام خلافت" کا علمبردار ہے اور اسلامی اصولوں کی روشنی میں جمہوریت کو اپنانے والا کبھی اسلام سے مخلص نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ مولانا کیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہمارے خیال میں جیسے دن اور رات یا اندھیرے اور روشنی میں سمجھوتہ ناممکن ہے' بالکل ایسے ہی دین اور لادینی یا خلافت اور جمہوریت میں بھی مفاہمت کی بات ناممکن ہے' لہٰذا اگر جمہوریت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بہر حال اختیار کرنا ہے تو اسے توحید و رسالت سے انکار کے بعد ہی اپنایا جاسکتا ہے۔"

نیز فرماتے ہیں:

"جمہوریت ایک لادینی نظام ہے' اور اس کے علمبردار مذہب سے بیزار' جبکہ خلافت کی بنیاد ہی خدا' اس کے رسول اور آخرت کے تصور پر ہے' اور اس کے اپنانے والے انتہائی متقی اور بلند اخلاق انسان تھے" (خلافت و جمہوریت: ص ۲۱۸)

اسلام نظام خلافت کا داعی ہے' جس کے تحت ایسے شخص کو نظام ریاست کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے' جو متقی اور پرہیز گار ہو اور روز قیامت اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جوابدہی کا احساس ذہن میں رکھ کر عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کمربستہ رہتا ہو' اور نظام خلافت کی برکات سے ریاست کا ہر فرد یکساں مستفید ہوتا ہے' جبکہ جمہوری نظام میں صرف اپنی پارٹی سے منسلک افراد کو نوازا جاتا ہے' اور یہ ایسا قبیح نظام ہے جس کے تحت منتخب ہونے والے لوگ کبھی بھی اسلام اور عوام کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے' کیونکہ جمہوری نظام میں ملک کے اطراف و اکناف سے کوڑا کرکٹ اکٹھا کرکے مرکز میں لاکر ڈھیر کر دیا جاتا ہے' مولانا کیلانیؒ ایسے وضعی نظام کے نقصانات سے پردہ کشائی کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

"کثرت رائے کو معیار حق قرار دینا ایک ایسی اصولی غلطی ہے جو لاتعداد غلطیوں اور بے شمار جرائم کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے' الیکشن کے ایام میں جو طوفان بدتمیزی بپا ہوتا ہے وہ صرف اسی لئے ہوتا ہے کہ ہر نمائندہ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ووٹ حاصل کرسکے۔ اب اس کوشش میں جو بھی جائز اور ناجائز حربے استعمال کئے جاتے ہیں' جس طرح فریق ثانی کی ذات پر سوقیانہ حملے کئے جاتے ہیں' کنویسنگ اور جلسے جلوسوں پر جس بے دردی سے سرمایہ برباد ہوتا ہے' پھر انتخابی مہم انسان کے اخلاق پر کس قسم کے ناپاک اثرات چھوڑتی ہے' کہیں ووٹوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ کہیں تعلقات کے دباؤ' کہیں غنڈہ گردی اور دھمکیوں سے' کہیں پولیس کے تعاون اور ہنگاموں سے ووٹ حاصل کئے جاتے ہیں' اور بالآخر کامیابی سے وہ صاحب ہمکنار ہوتے ہیں جنہوں نے پیسہ بے دریغ خرچ کیا ہو' یا پھر کوئی ایسا بڑا بدمعاش اس معرکہ میں کامیاب ہوتا ہے جس کو ووٹ نہ دینے کی صورت میں لوگ اس سے مرعوب اور وہشت زدہ ہوں۔ یہ کچھ تو الیکشن کے دوران ہوتا ہے۔ الیکشن ختم ہوجاتا ہے' لیکن اس کے باقیات باہمی خانہ جنگیاں' عداوتیں' بغض و عناد وغیرہ ابھی دلوں میں باقی ہوتے ہیں کہ دوسرے الیکشن کی آمد ہوجاتی ہے' اس طرح یہ سلسلہ کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ یہ کچھ تو اسمبلیوں سے باہر ہوتا ہے۔ اب اسمبلیوں میں پھر جماعتوں کو اپنی کثرت رائے کی ضرورت پیش آتی ہے' تو آپس میں جوڑ توڑ اور گٹھ جوڑ کا سلسلہ چل نکلتا ہے اور کوئی مشورہ یا بحث شروع ہو تو بسا اوقات لڑائی جھگڑے یا ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے' اجلاس ہنگامہ آرائی کی وجہ سے ملتوی کردیئے جاتے ہیں' پھر جو نمائندے ووٹوں کی کثرت کی بنا پر اسمبلیوں میں پہنچتے ہیں عموماً خود غرض' ہوا پرست اور نااہل قسم کے لوگ ہوتے ہیں' جو لوگوں کے جان و مال کے مالک بن بیٹھتے ہیں۔ جن کی نیت اور ہمت ابتدا ہی سے اس کے سوا کچھ نہیں ہوتی کہ انہیں حکومت کی کرسی مل جائے' پھر مخلوق خدا آرام سے رہے یا تباہ ہو ان کی بلا سے اور جب کوئی معاملہ زیر بحث آتا ہے تو ان میں سے اکثر کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کس معاملہ کے متعلق رائے طلب کی جارہی ہے۔ بس ان کا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ جس طرف زیادہ ہاتھ اٹھتے نظر آئیں ادھر ہی اپنے بھی کھڑے کردیئے جائیں۔ ان تمام تر خرابیوں کی ذمہ داری صرف کثرت رائے کو معیار حق قرار دینے پر ہے۔ اگر اختلاف رائے کے وقت فیصلہ امیر مجلس کے سپرد ہو تو ان میں سے اکثر مفاسد کی جڑ کٹ جاتی ہے" (خلافت و جمہوریت:۱۹۱)

مغربی جمہوریت کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ عورت بھی کرسی اقتدار کے حصول میں سرگرم ہوجاتی ہے' اور وہ ستر و حجاب کی اسلامی پابندیوں کو پس پشت ڈال کر اس میدان میں کود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے' مولانا کیلانیؒ اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی سربراہی کی حیثیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہل علم خوب جانتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو سیاست و امارت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کردیا ہے اور عورت و مرد کا دائرہ کار الگ الگ مقرر کردیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان گھریلو کاموں کی سرانجام دہی کے سلسلہ میں جھگڑا پیدا ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے یہی فیصلہ فرمایا تھا کہ گھر کے اندر کے کام تو فاطمہؓ سرانجام دے اور گھر کے باہر کے کام علی رضی اللہ عنہ"
(خلافت و جمہوریت :۲۷۱)

اور اس کی وجہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وجہ یہ ہے کہ نہ تو عورت کی جسمانی ساخت اور فطری صلاحیت ایسی ہے کہ امارت و سیاست جیسے معاملات میں وہ حصہ لے اور اسلام امیر کے لئے جن شرائط کی پابندی لگاتا ہے ان پر پوری اتر سکے اور نہ ہی اسلام ایسی بے حیائی اور مرد و عورت کے اختلاط کی اجازت دیتا ہے جس کے بغیر ایسے امور میں حصہ لینا ناممکن ہے' نیز ایسی صورت میں عائلی نظام بھی تباہ ہوکر رہ جاتا ہے جو اسلامی نقطۂ نگاہ سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جب اہل ایران نے بنت کسریٰ پوران (نوشیرواں کی پوتی اور شیرویہ کی بہن) کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ یہ خبر حضور اکرم ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا "کیف یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ" (بخاری' کتاب المغازی) "وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے' جس نے اپنا سربراہ ایک عورت کو بنالیا ہے۔"

ایک اسلامی معاشرے میں ایسے امور کا عورتوں کے ہاتھ میں چلے جانا کوئی اچھی علامت نہیں ہوتی" (خلافت و جمہوریت :ص ۱۰۹)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مملکت خداداد میں نفاذ اسلام سے متعلق مولانا مرحوم کی نیک خواہشات کو بروئے کار لائے اور اس ملک کو ایک لادین عورت کی سربراہی کی نجاست سے پاک صاف فرمائے۔ تاکہ عوام کو اسلامی فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم ہوسکے۔

(آمین یارب العالمین)

علمی خدمات

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ کا خاندان برصغیر پاک و ہند کے نامور اور معروف علمی خاندانوں میں سے ایک ہے۔ آپ نے بھی اپنے بزرگوں کی روایات کو اپناتے ہوئے دین الٰہی کی اشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔ آپ نے تالیفات کا ایک گرانقدر مجموعہ چھوڑا جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

اسلام میں ضابطہ تجارت' اسلام میں فاضلہ دولت کا مقام' سعودی عرب میں نظام زکوٰۃ (ترجمہ) خلافت و جمہوریت' مغربی جمہوریت اور پاکستان میں انتخابات' شریعت و طریقت' آئینہ پرویزیت' عقل پرستی اور انکار معجزات' احکام ستروحجاب' علم فلکیات پر الشمس والقمر بحسبان' روح' عذاب قبر اور سماع موتی وغیرہ۔

کیا ہی بہتر ہوتا کہ مولانا کیلانیؒ مرحوم کی تصانیف کا مفصل تعارف بھی اس مضمون میں شامل ہوتا۔ اس سلسلہ میں اصل رکاوٹ ان کی جملہ تصانیف کا میرے ہاں نہ ہونا ہے۔ اور جلد حصول بھی ناممکن ہے۔ میں عرصہ دو ماہ سے عارضہ قلب کی تکلیف میں ہوں۔

قارئین سے صحت کاملہ و عاجلہ کی دعاء کی درخواست ہے۔ ان شاء اللہ پھر کبھی ان کے حالات و آثار پر مفصل مضمون لکھنے کا موقع میسر آیا تو ضرور ان کی جملہ تصانیف پر مفصل تعارف پیش کروں گا۔ سردست روح' عذاب قبر و سماع موتی پر چند گذارشات پیش خدمت ہیں:

"ڈاکٹر مسعودالدین عثمانی اپنی تکفیری مہم سے قبل اپنا نام ڈاکٹر مسعود حسن رکھتے تھے۔ تشیع کے الزام کے ڈر کی وجہ سے حسن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بجائے مسعود الدین نام رکھ لیا۔

پہلے آرمی میں سروس کرتے تھے۔ پھر جماعت اسلامی میں شامل ہو گئے۔ وہاں سے تبلیغی جماعت میں پہنچ گئے۔ اس سے آگے ڈاکٹر کمال الدین عثمانی کے ساتھ "حزب اللہ" میں چلے گئے۔ پھر خود جماعت بنالی۔

ائمہ مسلمین پہ تبرا و تکفیر شروع کردیا اور محدثین کی جماعت کو اپنے تیر ستم کا زیادہ نشانہ بنایا۔ ڈاکٹر عثمانی کی وفات کے بعد ان کی جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک کے سربراہ ڈاکٹر محمد حنیف اور دوسرے گروپ کے ڈاکٹر تسنیم بنے۔ جس طرح مذہبی جماعتوں میں اقتدار کی رسہ کشی کی خاطر گروپ در گروپ بنتے چلے جاتے ہیں' بالکل اسی طرح عثمانی جماعت بھی دو گروہوں میں تقسیم ہوگئی۔ اس سلسلہ میں خواجہ محمد قاسم (گوجرانوالہ) نے اپنی کتاب "کراچی کا عثمانی مذہب" اور کراچی کے ابوجابر عبداللہ دامانوی نے "الدین الخالص" میں ڈاکٹر عثمانی کے باطل عقائد و نظریات کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔

جنوبی پنجاب خاص ملتان میں ابوالخیر اسدی "مخدوم رشید ملتان" اور عثمانی کے پیروکاروں نے فتنہ انکار حدیث کو بڑی تقویت دے رکھی ہے۔ ملک عبدالعزیز ملتانی مرحوم کے بعد مسلک اہلحدیث کے دفاع کا کام ملتان میں قابل اطمینان نہیں ہے۔ دیو بندیوں سے بعض علماء مشرف بہ مسلک اہلحدیث ہوئے ہیں' جو علم حدیث کے بارہ میں سائل کو تسلی بخش جواب کم ہی دے سکتے ہیں۔

جنوبی پنجاب میں خانقاہی' جاگیرداری نظام' تقلید جامد اور تشیع کا غلبہ ہے۔ حاملین کتاب و سنت تعداد میں نہایت ہی کم ہیں۔

اقبال کا شعر:

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

مولانا کیلانی مرحوم نے ڈاکٹر عثمانی کے گرم گفتار عقیدت مند کے جواب میں پہلے مضامین ماہنامہ "محدث" لاہور ۸۵۔۱۹۸۴ء میں لکھے۔ بعد میں کتابی صورت میں کتاب منظر عام پر آئی۔ اس میں عثمانی لوگوں کے پھیلائے ہوئے باطل افکار کا مثبت و بادلائل جواب ہے۔

اب ڈاکٹر عثمانی کا "ڈاکٹر محمد حنیف گروپ" بدستور پہلے کی طرح جماعت محدثین پر طعن و تشنیع اور تبرا بازی کرتا ہے' جبکہ دوسرا گروپ ڈاکٹر تسنیم "وھابی مرکز المسلمین" کے نام سے اپنی مطبوعات شائع کرتا رہتا ہے اور ماسوائے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے باقی انداز اور معیار گفتگو سارے کا سارا ڈاکٹر محمد حنیف جیسا ہے۔

بہرحال کوئی بھی فتنہ حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو اٹھتا کراچی سے ہے' بار آور جنوبی پنجاب ملتان میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے' ان کی بشری خطاؤں کو معاف کرے اور ان کی اولاد کو ان کے مشن پر کاربند رہنے اور اس کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

مجھے یقین کامل ہے کہ مولانا کیلانی مرحوم کو موت کے بعد بارگاہ رب العالمین سے یہ مسرت انگیز ندا آئی ہوگی:

"یاایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیہ مرضیہ فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی۔۔ اللھم انی اسئلک نفسا بک مطمئنہ' تومن بلقائک' و ترضی بقضائک' و تقنع بعطائک۔

(ابن کثیر' جلد ۵' ص۱۳۵' سورۃ الفجر)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ ایک باعمل عالم اور اس کی مختصر سوانح حیات

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم سے بندہ کے کوئی پچیس برس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مراسم تھے۔ آپ بہت صاف دل' سادہ مزاج' مرنجاں مرنج' اور خوش خصال تھے۔ تکلف اور تصنع نام کو نہ تھا۔ نہایت ہمدرد' بہترین مشیر' اعلیٰ منتظم اور بڑے صاحب تدبیر تھے۔ خیالات پاکیزہ' جذبات حسین' ذہن رسا اور حافظہ بلا کا تھا۔ میں نے اس ربع صدی میں آپ پر کبھی گھبراہٹ و پریشانی کے آثار نہیں دیکھے۔ آپ حد درجہ قانع اور متوکل علی اللہ تھے۔

میں نے جب شروع شروع میں مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کو دیکھا تو مجھے یہ اندازہ نہ ہوا کہ آپ کثیر المطالعہ اور کثیر التصانیف ہیں' مگر جوں جوں قریب ہونے کا موقع ملا تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذوق مطالعہ کا حظ وافر عطا فرما رکھا ہے۔ آپ کے زیر مطالعہ ہر وقت کوئی نہ کوئی کتاب ہوتی۔ آپ زود مطالعہ بھی تھے اور زود نویس بھی۔ حافظہ بھی آپ نے خوب پایا تھا۔ جو کتاب ایک مرتبہ نظر سے گزر جاتی تھی قریب قریب ازبر ہو جاتی۔ اکثر کتب اور ان کا مواد آپ کے ذہن نشین ہوتا اور ایک صحیح مصنف کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ آپ کی نظر دین اور سیاست پر ایک جیسی تھی۔ آپ قرآن و سنت سے واقف تھے اور ملکی و ملی حالات سے بھی آگاہ۔ بیک وقت دونوں پر عمیق نگاہ تھی۔ آپ میں یہ وہ خوبی تھی جو بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے۔

آپ کو زبان و بیان پر عبور تھا۔ اگر لکھنے بیٹھتے تو رہوار قلم یوں سرپٹ بھاگ رہا ہوتا جیسے کوئی رکاوٹ ہی نہیں۔ آپ کے فقرے بڑے مناسب اور الفاظ بڑے موزوں ہوتے' یوں لگتا جیسے کسی نے موتی جڑ دیئے ہوں۔ یہی حال تقریر کا تھا۔ طرز بیان عام مقررین سے ہٹ کر نہایت سادہ' زبان بے حد سلیس مگر استدلال نہایت قوی اور مضمون بڑا مدلل ہوتا۔ آپ بندہ کے قیام کوئٹہ کے دوران چند مرتبہ تشریف لائے' وہاں بندہ کی اپیل پر تقریر فرماتے۔ ایک مرتبہ تاج محل ہوٹل میں ملکی سطح پر علماء و ارباب سیاست کی موجودگی میں سیرت کنونشن کے موقعہ پر بہترین تقریر فرمائی۔ اس وقت آپ میں بلا کی سلاست و طلاقت تھی اور آپ کے استدلال و استحضار پر حیرت ہو رہی تھی' بہرحال اس تقریر سے حاضرین بڑے محظوظ ہوئے۔

آپ اپنے محلہ کی مسجد میں (جو آپ نے خود ہی تعمیر کروائی تھی اور آپ ہی اس کے متولی تھے) اکثر اوقات خطبہ جمعہ دیتے تھے۔ تقریر کے علاوہ آپ کو تدریس میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ اپنی درسگاہ میں لڑکیوں کو قرآن و حدیث باقاعدہ تیاری کرکے پڑھایا کرتے۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ کی ذات میں دین و دنیا کا حسین امتزاج تھا۔ آپ عقائد و افکار اور عمل کے اعتبار سے خالص سلفی تھے' مگر علوم دنیویہ میں بھی کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ اگرچہ آپ دنیا کے علوم سے بخوبی واقف تھے مگر آپ نے اپنی اولاد کو مذہب کے ساتھ دنیا کی وہ تعلیم دلائی جو کم علماء کے حصہ میں آئی - آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں میں زیادہ تر حافظ قرآن اور تقریباً سب ہی ایم-اے پاس ہیں۔ اس اعتبار سے آپ کا شمار پاکستان کے ان چند خوش نصیب گھرانوں میں ہوتا ہے جن کی اولاد کثیر' شریف' فرمانبردار' لائق' علوم دینیہ و دنیویہ میں ماہر اور اچھے عہدوں پر فائز ہے۔ جبکہ آپ کی مرحومہ اہلیہ محترمہ حافظہ قرآن تھیں۔ بیشک بچوں کی تربیت میں ان کی والدہ مرحومہ کا بڑا دخل ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ ایک منفرد شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔ آپ میں دین کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ جوانی میں ملٹری میں ملازم تھے' اس وقت بھی آپ نے اپنے نورانی چہرہ پر سنت رسول (ﷺ) سجا رکھی تھی۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اس حب سنت اور احیائے سنت کی بدولت آپ کو دین و دنیا کے بلند مراتب عطا فرمائے کہ بڑے بڑے لوگ آپ کے پاس بیٹھنے اور آپ کی زیارت کرنے کو باعث سعادت سمجھتے تھے۔ یہ تو تھی آپ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور اس کا صلہ' مگر اللہ کی محبت اور اس کا صلہ بھی دیکھیں۔ آپ گھر سے نماز ادا کرنے کے لئے اپنی مسجد میں گئے' سر سجدہ میں تھا' زبان پر "سبحان ربی الاعلی" کا پاکیزہ جملہ تھا کہ رب العالمین نے اپنے پاس بلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بجائے مسعود الدین نام رکھ لیا۔

پہلے آرمی میں سروس کرتے تھے۔ پھر جماعت اسلامی میں شامل ہوگئے۔ وہاں سے تبلیغی جماعت میں پہنچ گئے۔ اس سے آگے ڈاکٹر کمال الدین عثمانی کے ساتھ "حزب اللہ" میں چلے گئے۔ پھر خود جماعت بنالی۔

ائمہ مسلمین پہ تبرا و تکفیر شروع کردیا اور محدثین کی جماعت کو اپنے تیر ستم کا زیادہ نشانہ بنایا۔ ڈاکٹر عثمانی کی وفات کے بعد ان کی جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک کے سربراہ ڈاکٹر محمد حنیف اور دوسرے گروپ کے ڈاکٹر تسنیم بنے۔ جس طرح مذہبی جماعتوں میں اقتدار کی رسہ کشی کی خاطر گروپ در گروپ بنتے چلے جاتے ہیں' بالکل اسی طرح عثمانی جماعت بھی دو گروپوں میں تقسیم ہوگئی۔ اس سلسلہ میں خواجہ محمد قاسم (گوجرانوالہ) نے اپنی کتاب "کراچی کا عثمانی مذہب" اور کراچی کے ابوجابر عبداللہ دامانوی نے "الدین الخالص" میں ڈاکٹر عثمانی کے باطل عقائد و نظریات کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔

جنوبی پنجاب خاص ملتان میں ابوالخیر اسدی "مخدوم رشید ملتان" اور عثمانی کے پیروکاروں نے فتنہ انکار حدیث کو بڑی تقویت دے رکھی ہے۔ ملک عبدالعزیز ملتانی مرحوم کے بعد مسلک اہلحدیث کے دفاع کا کام ملتان میں قابل اطمینان نہیں ہے۔ دیو بندیوں سے بعض علماء مشرف بہ مسلک اہلحدیث ہوئے ہیں' جو علم حدیث کے بارہ میں سائل کو تسلی بخش جواب کم ہی دے سکتے ہیں۔

جنوبی پنجاب میں خانقاہی' جاگیرداری نظام' تقلید جامد اور تشیع کا غلبہ ہے۔ حاملین کتاب و سنت تعداد میں نہایت ہی کم ہیں۔

اقبال کا شعر:

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

مولانا کیلانی مرحوم نے ڈاکٹر عثمانی کے گرم گفتار عقیدت مند کے جواب میں پہلے مضامین ماہنامہ "محدث" لاہور ۸۵۔۱۹۸۴ء میں لکھے۔ بعد میں کتابی صورت میں کتاب منظر عام پر آئی۔ اس میں عثمانی لوگوں کے پھیلائے ہوئے باطل افکار کا مثبت و بادلائل جواب ہے۔

اب ڈاکٹر عثمانی کا "ڈاکٹر محمد حنیف گروپ" بدستور پہلے کی طرح جماعت محدثین پر طعن و تشنیع اور تبرا بازی کرتا ہے' جبکہ دوسرا گروپ ڈاکٹر تسنیم "وھابی مرکز المسلمین" کے نام سے اپنی مطبوعات شائع کرتا رہتا ہے اور ماسوائے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے باقی انداز اور معیار گفتگو سارے کا سارا ڈاکٹر محمد حنیف جیسا ہے۔

بہرحال کوئی بھی فتنہ حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو اٹھتا کراچی سے ہے' بار آور جنوبی پنجاب ملتان میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے' ان کی بشری خطاؤں کو معاف کرے اور ان کی اولاد کو ان کے مشن پر کاربند رہنے اور اس کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

مجھے یقین کامل ہے کہ مولانا کیلانی مرحوم کو موت کے بعد بارگاہ رب العالمین سے یہ مسرت انگیز ندا آئی ہوگی:

"یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی۔۔ اللھم انی اسئلک نفسا بک مطمئنۃ' تومن بلقائک' و ترضی بقضائک' و تقنع بعطائک۔

(ابن کثیر' جلد ۵' ص ۱۳۵' سورۃ الفجر)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیلانی ؒ ایک باعمل عالم اور اس کی مختصر سوانح حیات

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم سے بندہ کے کوئی پچیس برس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۂ ایّام

والدِ محترم کی وصیّتیں

اُمِّ حسن

موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا صالحین کا شیوہ ہے۔ یہ تیاری ہم نے والد مرحوم میں دیکھی۔ جب عمر ۶۳ سال کی ہو گئی تو فرمایا کرتے کہ مسنون عمر تو یہی ہے اگلی عمر کو مہلت خاص سمجھتے۔ آخری عمر میں تصنیف و تالیف کے کاموں میں انہماک بڑھ گیا تھا۔ تفسیر قرآن پاک کا کام جو انہوں نے بہت دیر سے شروع کیا تھا اسے ختم کرنا چاہتے تھے' لہٰذا انہوں نے ختم کرلیا' انڈیکس بھی بن چکا تھا بلکہ اس کا کچھ حصہ طباعت کے لئے بھی دے چکے تھے کہ اچانک بلاوا آگیا۔

شاید اس اچانک بلاوے کا کوئی احساس پہلے ہی سے دل میں موجود تھا یا اللہ تعالیٰ کا ڈر تھا کہ وفات سے تقریباً ایک سال قبل انہوں نے وصیت کی تیاری شروع کردی۔ سب بچوں کو حکم دیا کہ جمعہ کو ان کے یہاں اکٹھے ہوجائیں۔ ناشتہ کے بعد جب سب بیٹھ گئے تو فرمانے لگے "تم نے میرے جانے کے بعد بھی ان کاموں کو سنبھالنا ہے تو آج ہی سنبھال لو۔ میں تمہاری رہنمائی کے لئے موجود ہوں۔ اس کے بعد فرداً فرداً اپنے تمام کاموں کی تفصیل ہمیں سمجھائی۔ اس تفصیل میں مدرسہ تدریس القرآن والحدیث کی ذمہ داریوں اور اس کے متعلق تمام حسابات کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اپنے ذاتی اثاثہ جات کے بارے میں ریکارڈ اور موجودہ صورت حال تفصیل سے بتائی۔ اسی طرح مکتبہ دارالسلام کے سلسلے میں لمبی چوڑی تفصیلات کہ فلاں کتاب کا فلاں ایڈیشن اسٹاک میں اور اس کی موجودہ صورت حال' مسودہ جات' طباعت کے لئے جو کتب جا چکی ہیں' نیز اپنی تفسیر کے بارے میں تفصیل۔ یہ سب کچھ بتاتے ہوئے تقریباً دو گھنٹے لگ گئے اور وقت گزرنے کا پتہ بھی نہ چل سکا۔ فرماتے تھے سب بیٹے بیٹیاں مل کر ذمہ داری اٹھاؤ اور ہر کوئی اپنے مزاج کے مطابق ذمہ داری اٹھائے۔ اگرچہ یہ احساس ہمیشہ سے ہی موجزن تھا' لیکن اس دن بہت زیادہ واضح ہوا تو معلوم ہوا کہ ابا جان اس عمر میں بھی کتنی جماعتوں کا اور کتنے اداروں کا کام تن تنہا کر رہے تھے۔ وفات کے وقت والد صاحب مرحوم کی عمر 73 سال تھی۔

ہماری یہ نشست جو اس سلسلے کی پہلی نشست تھی خطبۂ جمعہ سے کچھ دیر قبل ختم ہوگئی تو سب بوجھل دلوں کے ساتھ گھروں کو واپس ہوئے۔ اس کے بعد اسی سلسلے کی ایک اور میٹنگ دو ماہ بعد پھر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہوئی' یہی فرماتے تھے صرف میرے بچے آئیں اور ان کے بچے (چار بیٹیاں' چار بیٹے) حاضر ہوجاتے تھے۔ اس نشست میں پچھلی نشست سے لے کر اب تک ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا لیکن وہ اس پیش رفت سے ہنوز مطمئن نہ تھے۔ کیونکہ اولاد کے سروں پر جب تک باپ کا شفیق سایہ موجود تھا وہ کس طرح یہ فرض کرلیتے کہ ہم میں والد صاحب موجود نہیں ہیں اور ہم یہ ذمہ داریاں پوری طرح سے اٹھالیں۔ بہرحال دو ماہ کے دورانیے میں مختلف میادین میں جو مزید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش رفت ہوئی اس کی تفاصیل سامنے آئیں اور کچھ بنیادی قسم کے معاملات بھی اولاد کے اتفاق رائے سے طے ہوئے۔ بعد میں یہ مجلس بھی حسب معمول اختتام پذیر ہوئی۔

اس سلسلے کی آخری میٹنگ 27- اکتوبر 1995ء کو ہوئی۔ حکم پھر وہی تھا کہ صرف میرے بچے آئیں (یاد رہے کہ وفات 18 دسمبر 1995ء کو ہوئی تھی) اس نشست میں تو اتنی واضح وصیتیں فرمائیں کہ اس سے زیادہ شاید ممکن نہ ہو۔ اتفاق یہ ہوا کہ اس مجلس میں پہنچتے ہی سب سے پہلے میرے بڑے بھائی ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب نے اپنی وصیت سے سب کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد مرحوم والد صاحب نے اپنی وصیت کی تفصیل بتائی تو فرمانے لگے کہ میرے کل مال کے تیسرے حصے میں مجھے وصیت کا اختیار ہے۔ تو میں اس تیسرے حصے کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ اس کا 2/3 حصہ برادری کے مستحق لوگوں کے لئے "برادری فنڈ" میں دے دیا جائے۔ یہ تجویز بھی ان ہی کی تھی کہ ایک "برادری فنڈ" قائم کیا جائے جس میں خاندان کے مستحق لوگوں کی مدد (از قسم تعاون معہ یتیمی و بیوگان یا کاروبار کے لئے قرض حسنہ وغیرہ) کی جائے ایسی ہی ایک تنظیم پہلے بھی کافی دیر کام کرچکی تھی' لیکن ان دنوں اس کی سرگرمیاں تقریباً ختم ہوگئی تھیں۔ وہ اس سلسلے کا احیاء بہتر انداز میں چاہتے تھے۔ فرمانے لگے کہ اس سلسلے میں جو لوگ مناسب ہوں انہیں اس تنظیم سے وابستہ کیا جائے۔ "1/3 حصہ مدرسہ تدریس القرآن والحدیث" میں دے دیا جائے۔ اس ضمن میں میں نے پوچھا کہ ابا جان یہ اندازاً کتنی مالیت کا ہوگا تو جواب میں اپنی کل جائداد کی مالیت بتائی اور پھر اس کا تیسرا حصہ جو کہ وصیت تھا واضح کیا اور یہ سب وضاحتیں پوری طرح ریکارڈ کی گئیں۔ اسی آخری نشست میں انہوں نے اپنے ذاتی رہائشی مکان کی مالیت کا مسئلہ بھی اٹھایا۔ یہ مکان اور "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث" وسن پورہ لاہور میں بالکل آمنے سامنے واقع ہیں۔ فرمانے لگے کئی دفعہ دل میں خیال آیا کہ یہ مکان بیچ دیا جائے اور کسی کھلی آبادی میں نیا مکان لے لیا جائے' لیکن اس کو بیچنے سے مجھے صرف اس چیز نے روکا کہ اس مکان میں بہت قرآن پڑھا گیا۔ ہم اس کی برکتوں کو اپنے سے کیسے جدا کریں؟ اب بھی یہی خیال آتا ہے۔ لیکن میری تجویز یہ ہے کہ یہ مکان مناسب قیمت پر مدرسہ کو فروخت کردیا جائے تاکہ یہ برکات صدقہ جاریہ بن جائیں۔ کسی وارث کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟ بھلا ہمیں کیا اعتراض ہوتا۔ بلکہ کئی بہن بھائیوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر یہ مکان مدرسہ کو فروخت کردیا جائے تو وہ اپنا حصہ مدرسہ کے لئے وقف کردیں گے۔ اس بات پر والد صاحب اتنے مطمئن ہوئے کہ میٹنگ ختم ہوتے ہی فرمانے لگے کہ آج کی نشست کا یہی فیصلہ میرے اطمینان کے لئے بہت کافی ہے کہ اب یہ مکان ہمیشہ کے لئے مدرسہ کا ہی حصہ ہوگا۔

والد صاحب مرحوم نے والدہ مرحومہ کی وفات کے بعد نکاح ثانی کرلیا تھا۔ الحمدللہ آپ کی اہلیہ محترمہ نے نہ صرف والد صاحب کی رفاقت کی ذمہ داری بہت اچھی طرح نبھائی بلکہ ان کی اولاد کے لئے حقیقتاً ماں ہی ثابت ہوئیں۔ والد صاحب رحمہ اللہ نے ان کے بارے بھی میں کئی اہم وصیتیں فرمائیں' ساری اولاد نے نہ صرف ان پر اتفاق کیا بلکہ زندگی بھر اس سے بھی زیادہ حسن سلوک کرنے کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اولاد کے سارے افراد کو اس عہد سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج جب میں یہ الفاظ لکھ رہی ہوں تو اباجی کی شفیق ہستی کو ہم سے جدا ہوئے تقریباً چھ ماہ ہوچکے ہیں لیکن ہم سب بہن بھائی مل کر بھی ان مسائل پر قابو نہیں پاسکے جو ابا جان کے جانے سے ہمارے کندھوں پر آپڑے ہیں۔ ان کے حل کے لئے حتی المقدور ہم وہی طریقہ اختیار کرتے ہیں جو والد صاحب مرحوم نے ہمیں سکھایا تھا کہ کسی دن اکٹھے ہوجاتے ہیں اور ہاتھ میں پھر وہی ریکارڈ والی کاپی آجاتی ہے۔ کوئی بھی مسئلہ خواہ جائداد کا ہو یا وصیت کا' ابا جان کی کتب مولفہ کا ہو' یا مدرسہ و مسجد سے متعلق امور کا۔ میں پچھلے صفحات کھولتی ہوں اور تمام شرکاء کو بتاتی ہوں کہ ابا جان نے اس سلسلے میں یہ ریکارڈ کرایا تھا۔ اور اس طرح مسئلہ حل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت

عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اپنا تابعدار بنا لیا.....

اور موت کے بعد کے لئے عمل کیا تو وہ موت کے بعد (آخرت) کے لئے عمل کرنے والوں میں شامل تھے۔

ان نشستوں کی کارروائی کو رقم کرنے کا کام میرے سپرد تھا۔ میں اوپر تاریخ اور وقت لکھتی۔ مختصر طور پر نکات نوٹ کرتی اور آخر میں تمام شرکائے محفل کو یہ لکھی ہوئی کارروائی پڑھ کر سنا دیتی۔ کوئی کمی بیشی ہوتی تو کوئی اس طرف متوجہ کرتا یا والد صاحب مرحوم خود ہی اصلاح فرما دیتے تو اسے بھی ریکارڈ کر لیا جاتا اور مجلس برخاست ہو جاتی۔

ان کی اچانک وفات کے بعد جب غمزدہ اور بوجھل دلوں کے ساتھ ہم حسب معمول حالات کا جائزہ لینے کے لئے بیٹھے تو پہلا احساس یہی تھا کہ والد صاحب رحمہ اللہ جن کی ذمہ داریوں کا سلسلہ اتنا زیادہ وسیع تھا۔ حیرت انگیز طور پر تقریباً ایک سال پہلے سے ہمیں ان کے لئے نہ صرف ذہنی طور پر تیار کر لیا تھا بلکہ اس سلسلے کے بہت سے بنیادی نکات بھی طے کر دیئے تھے۔ انہوں نے بہت سی رہنمائی ہمیں اپنی زندگی میں ہی دے دی تھی۔ یہ رہنمائی ریکارڈ کی صورت میں موجود ہے۔ واضح رہے کہ کچھ نشستوں کی کارروائی کو ٹیپ ریکارڈ بھی کر لیا گیا تھا) میں نے حسب ضرورت جب پھر کاپی کھولی تو انہیں نشستوں کے تسلسل میں اگلی نشست کے لئے نئی تاریخ ڈالی۔ کارروائی کا آغاز کیا اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ تمام شرکائے مجلس کو پچھلی نشستوں کی کارروائی سنائی اور پھر باقاعدہ اگلی میٹنگ شروع ہو گئی۔ جگہ وہی تھی، حاضرین بھی وہی تھے، موضوع سخن بھی وہی تھا، لیکن حالات میں زمین و آسمان کا فرق پڑ چکا تھا۔ کیونکہ والد صاحب نور اللہ مرقدہ، ہم سب کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے کر داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔ اللھم اکرم نزله ووسع مدخله

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

بقیہ ◄ کیلیانوالہ فن خطاطی کا مرکز

تا حال جاری ہے۔

(۱۰) 1987ء میں قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد سے بلاوا آیا اور مضمون "اصلاح معاشرہ" پر میڈل ملا۔ (وفات حمیدہ بیگم (7-2-88)

1987ء میں جامعہ رحمانیہ اہلحدیث کورٹ روڈ کراچی میں سہ روزہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت مضمون تھا "خلافت و جمہوریت"

1989ء میں قومی سیرت کانفرنس کراچی سے شرکت کا بلاوا۔ مضمون کا عنوان تھا "پیغمبر اسلام داعی امن و اخوت" اس میں پہلا انعام -/2500 روپے اور -/2600 روپے بطور کرایہ حاصل کیا اور عقیلہ کو ساتھ لے گیا جس سے 21-11-88 کو شادی ہوئی تھی۔

(۱۱) اولاد کی تاریخ ہائے پیدائش:

(۱) حبیب الرحمٰن (11-11-43) (۲) ثریا بتول (2-5-45) (۳) رضیہ بیگم (23-11-50) (۴) شفیق الرحمٰن (14-2-53) (۵) عطیہ (۶) نجیب الرحمٰن (11-11-56) (۷) عتیق الرحمٰن (۸) فوزیہ طاہرہ

[redacted]

بقیہ ◄ عبدالرحمٰن کیلانی کے افکار و نظریات

آپ کے علمی و دینی کارناموں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مرحوم نے کتنے بڑے بڑے کام شروع کر رکھے تھے۔ .فضلہ الکریم آپ کی اولاد، آپ کی تصنیفات، آپ کی مسجد و مدرسہ آپ کا صدقہ جاریہ ہے ان کا اجر حشر تک آپ کو ملتا رہے گا۔

اب آپ کی اولاد و احفاد کا یہ کام ہے کہ آپ کے پاکیزہ مشن کو جاری رکھے۔ تصنیفات کی نشر و اشاعت کا کام ہوتا رہے۔ اور بقایا سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید یہی ہے کہ آپ کی اولاد کے تمام افراد علم و عرفان کے اس سلسلہ کو ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رکھیں گے۔

(واللہ تعالی ولی التوفیق)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالرحمن کیلانی

تعارف سے رشتۂ مصاہرت تک

انجینئر عبدالقدوس سلفی

مولانا عبدالرحمن کیلانی سے میرا پہلا غائبانہ تعارف ان کی ایک تصنیف "خلافت و جمہوریت" کے مطالعہ سے ہوا۔ میں اس وقت انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں سال دوم کا طالب علم تھا۔ پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب اور پروفیسر ظفر اقبال صاحب (انجینئرنگ یونیورسٹی کے استاد) ماڈل ٹاؤن میں حافظ عبدالرحمن مدنی صاحب کے ہاں مجلس التحقیق الاسلامی میں علمی و فکری کام کیا کرتے تھے۔ مجھے بھی اس میدان سے لگاؤ تھا۔ میں بھی ماڈل ٹاؤن کے اس علمی حلقے سے استفادہ کی خاطر آنے جانے لگا۔ مذکورہ کتاب چونکہ ان دنوں کے ملکی و سیاسی سطح پر زیر بحث علمی و فکری موضوع کے اعتبار سے نہایت اہم تھی۔ میں نے ادارہ محدث سے وہ کتاب بعوض سولہ روپے خرید کر اپنی ذاتی لائبریری جو انجینئرنگ یونیورسٹی میں میرے ہوسٹل کے کمرہ میں قائم تھی میں شامل کرلی۔ اور چند دنوں میں اول تا آخر پڑھ ڈالی۔ اور پھر کئی احباب کو پڑھائی۔ پھر میں یہ کتاب ملتان اپنے گھر لے گیا وہ اپنے حلقۂ احباب میں پڑھائی۔ کتاب پڑھنے سے مصنف کے بارے میں ایک خاص امیج بن گیا۔ میں نے یونیورسٹی میں اہلحدیث طلبہ کی ایک تنظیم "سلفیہ رائزنگ انجینئرز" کے نام سے قائم کر رکھی تھی اور اس تنظیم کو ہم نے شرعی امارت کے اصولوں کے تحت قائم کیا تھا اور یونیورسٹی کی جمہوری سیاست کی بجائے دعوت دین اور اصلاح انسانیت، تطہیر عقائد و افکار پر اس کی بنیاد رکھی۔

کتاب "خلافت و جمہوریت" نے ہمارے لئے بہترین فکری و نظریاتی لٹریچر کی کمی بہت حد تک پوری کردی۔ ہماری بحثیں ہوتیں تو یہ کتاب ہمارے لئے مدد و معاون ثابت ہوتی۔ لیکن مصنف کتاب سے کوئی براہ راست تعارف نہ تھا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ مولانا کیلانی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ عتیق الرحمن جو یونیورسٹی میں میٹلرجکل کے طالب علم تھے۔ کسی صاحب کی تلاش میں ہمارے ہوسٹل میں آئے۔ جس صاحب کو انہوں نے ملنا تھا وہ تو نہ ملے۔ ہمارا کمرہ چونکہ بالکل ساتھ والا تھا تو اس کو ناک Knock کیا اور اندر آئے۔ کاغذ اور قلم مانگا تاکہ وہ نہ ملنے والے صاحب کے نام اپنا تحریری پیغام چھوڑیں۔ اس اثنا میں انہوں نے کمرے کے ماحول کا جائزہ لیا۔ ہر طرف دعوتی جملے، عقیدہ و فکر کی تطہیر کے لئے متعدد فقرات نظر آئے۔ انہیں کچھ اپنائیت سی محسوس ہوئی۔ انہوں نے ہم سے بعض تنظیمی اور فکری مسائل پر گفتگو چھیڑ دی اور ہم تو پہلے ہی منتظر ہوتے تھے کہ کوئی بات چھیڑے تو ہمارے لئے دعوت کا دروازہ کھلے۔ اسی لئے تو پورے کمرے کو ایسے جملوں اور فقروں، آیات و احادیث سے مزین کیا ہوتا تھا جو آنے والے کو خالی نہ جانے دے۔ عتیق صاحب نے تاثر دیا کہ وہ ہماری دعوت کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ بہت سی دیگر باتوں کے علاوہ جمہوریت پر ان سے گفتگو ہوئی۔ ہم نے بتایا کہ ہم دیگر تمام تنظیموں سے اسی بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ممتاز ہیں کہ ہم جمہوریت کو کفر سمجھتے ہیں۔ اسی لئے ہم نے الیکشن نہ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے اس موضوع پر لٹریچر طلب کیا۔ میں نے اپنی الماری کھولی اور مولانا کیلانی کی "خلافت و جمہوریت" ہاتھ میں تھما دی اور کہا کہ آپ اس کتاب کو پڑھیں پھر بتائیں کہ جمہوریت کے غیر اسلامی ہونے میں کیا اشکال ہے۔ انہوں نے کتاب کے مصنف کے بارے میں پوچھا۔ میں نے مصنف کے بارے میں اپنے تاثرات بتائے تو وہ زیر لب مسکرا رہے تھے اور کہا کہ "آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کتاب کے مصنف میرے والد محترم ہیں۔ بس پھر کیا تھا اس کمرے میں موجود تمام سلفی احباب رشتہ، اخوت دینی کی بنا پر اٹھ کر عتیق صاحب سے بغل گیر ہوگئے۔ یہ میرا دوسرا تعارف تھا جو مولانا کیلانی سے ہوا۔ لیکن تاحال یہ تعارف بھی غائبانہ ہی تھا۔ میں نے مولانا سے ملاقات کا شوق ظاہر کیا تو کہنے لگے اب ان شاء اللہ ان سے آپ کی ملاقات ضرور ہوگی۔ میں خود ہی ان کو کبھی آپ کے اسی کمرے میں لاؤں گا۔ چند دن بعد عتیق صاحب اپنے والد محترم کو میرے کمرے میں لے آئے۔ مولانا کی حلیہ اور جسامت اور وضع قطع جس طرح ان کی کتاب سے میرے ذہن میں بیٹھی ہوتی تھی وہ ساری کی ساری زمین بوس ہوگئی۔ میں سمجھتا تھا کہ کتاب کا مصنف بہت بھاری جسم کا ہوگا۔ بڑا خوبصورت عمامہ یا ٹوپی اس کے سر پر سجی ہوگی۔ میں ایک طرف مولانا کی سادگی دیکھتا دوسری طرف کتاب "خلافت و جمہوریت" ذہن میں لاتا۔ پھر ان کی گفتگو میں بھی بے انتہا سادگی تھی۔ بالکل جٹکی سی طبیعت۔ بے تکلف انداز گفتگو۔ ٹھیٹ پنجابی لہجہ۔ انہوں نے میری ذاتی لائبریری ملاحظہ فرمائی، بعض نایاب کتب پسند فرمائیں۔ اور ساتھ لے گئے۔ میں نے اپنا غیر مطبوعہ مضمون "توحید وجودی یا وحدۃ الوجود" بھی انہیں اصلاح کے لئے پیش کیا۔ انہوں نے وہ مضمون اصلاح کے بعد ماہنامہ "ترجمان الحدیث" میں فی الفور شائع بھی کروا دیا۔ اسی سے اندازہ ہوا کہ مولانا کس قدر چست ہیں اور کام کو نمٹانے میں مستعد ہیں۔

بھائی عتیق الرحمٰن صاحب ہماری تنظیم کے لئے بہترین ساتھی ثابت ہوئے ہم نے مل کر دعوتی کام کو خوب منظم کیا۔ تنظیمی رابطے کے لئے مجھے اکثر ان کے ہاں وِن پورہ آنا جانا رہتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس خاندان سے تعارف بڑھتا گیا۔ لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ میرا رشتہ بھی اسی خاندان میں مقدر ہے۔ بہرکیف مولانا کیلانی کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگیا۔ اس طرح حافظ عبدالرحمٰن مدنی جن سے میں نے "خلافت و جمہوریت" نامی کتاب کسی وقت بعوض سولہ روپے خرید کر پڑھی تھی وہ میرے ہم زلف قرار پائے اور مصنف کتاب مولانا عبدالرحمٰن کیلانی سسر قرار پائے۔

میں نے اس خاندان میں خصوصاً مولانا کے اولاد میں بہت خیر پائی ہے۔ صالح اولاد، والدین کا بہت بڑا قیمتی اثاثہ ہوا کرتی ہے۔ بڑے علماء کی اولادوں کو برباد ہوتے دیکھا ہے۔ لیکن یہ سعادت ہے کہ مولانا کیلانی کے اولاد نہ صرف دینی تربیت کے اعتبار سے بلکہ دنیاوی تعلیم و معاش کے اعتبار سے بھی مستغنی پایا ہے، لگتا ہے مولانا کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے من و عن قبول فرمائی ہوگی۔ ﴿ ربنا اتنا فی الدنیا حسنہ وفی الاخرہ حسنہ وقنا عذاب النار ﴾ دین و دنیا کی سرخروئی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عنایت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھائیوں، بہنوں میں اتفاق و اتحاد، پیار و محبت کی فضا کماحقہ قائم ہے۔

اس گھر میں ساس بہو کا جھگڑا یا دامادوں کا سسرال کے ساتھ کوئی الجھاؤ کبھی پیش نہیں آیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میری ساس مرحومہ میرے شادی کے بعد اپنی بیٹی کو ہمیشہ ساس کی خدمت کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ ہم جب بھی ملتان سے اپنے والدین سے ہو کر آتے تھے تو وہ ہم دونوں کا محاسبہ کیا کرتی تھیں۔ میری والدہ چونکہ بیمار رہا کرتی تھیں اس لئے اپنی بیٹی سے الگ پوچھتیں تھیں تو نے ساس کی کیا خدمت کی اور ساتھ یہ کہا کرتی تھیں کہ یہ خدمت آخرت کی کمائی ہے اور مجھ سے الگ پوچھا کرتی تھیں کہ تو اپنی ماں کے پاس کتنی دیر بیٹھا تھا۔ خوب حال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چال پوچھتی تھیں اور پھر یہ بھی کہتی تھیں کہ تم اپنی والدہ کو لاہور لے آؤ سب ان کی خدمت کریں گے۔

اسی طرح وسن پورہ کے مدرسہ تدریس القرآن و الحدیث للبنات کی ذمہ داری میری ساس کی وفات کے بعد کلی طور پر میری اہلیہ کے سپرد ہوگئی تو مولانا کیلانی کو فکر لاحق ہوئی کہ اگر عبدالقدوس اپنی اہلیہ کو لاہور سے لے گیا تو مدرسہ کا کیا بنے گا۔اس سلسلہ میں انہوں نے جب بھی مجھ سے سوال کیا کہ تمہارا مستقبل کا کیا پروگرام ہے تو میں نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ میں چونکہ سروس باہر کرتا ہوں۔ میں بالاخر اپنے بچوں کو لے جاؤں گا۔ اس لئے آپ مدرسہ کی ذمہ داری کے لئے متبادل بندوبست کریں۔ مولانا کیلانی چاہتے تو مجھ پر اپنا دباؤ بڑھا سکتے تھے اور مجھے مجبور کرسکتے تھے کہ تم کسی حال میں اپنے بچوں کو یہاں سے لے کر نہیں جاسکتے ورنہ ہمارا مدرسہ کس طرح چلے گا۔ جیسا کہ ہمارے معاشرے میں عموماً سسرال والے اپنے دامادوں کو بعض دنیاوی اغراض کی خاطر دباؤ میں رکھتے ہیں اور اس پر ہمیشہ لڑائی جھگڑا رہتا ہے۔ یہاں تو معاملہ دنیاوی نہ تھا دینی تھا۔ لیکن پھر بھی وہ یہ سمجھتے تھے کہ شادی کے بعد خاوند اپنی بیوی پر حاکم ہے اس کو شرعی اختیار حاصل ہے کہ وہ جہاں چاہے اس کو لے جائے۔ اس لئے انہوں نے کبھی اشارتاً بھی مجھے یہ عندیہ نہیں دیا کہ تم اپنے بیوی بچوں کو ہر صورت لاہور میں رکھو۔ لیکن یہ بھی ان بزرگوں کی کرامت ہے کہ کئی مرتبہ ارادے کے باوجود میں تاحال اپنے بچوں کو کچھ اپنے حالات کی وجہ سے اور کچھ مدرسہ کی نگہبانی کی وجہ سے از خود لاہور میں رکھنے پر مجبور رہا اور شاید اب مستقل ہی لاہور میں قیام کرنے کا پروگرام ہے تاکہ بزرگوں کا لگایا ہوا پودا (مدرسہ تدریس القرآن) ہرا بھرا رہے۔ مدرسہ بحمدللہ میری اہلیہ کی نگرانی میں چل رہا ہے مولانا دنیا سے رخصت ہوگئے اور ان کی باقیات صالحات موجود ہیں۔

مولانا کی اولاد کی تربیت میں ان کی بیگم حمیدہ کیلانی مرحومہ کا بڑا کردار ہے۔ انہوں نے شادی کے بعد قرآن مجید حفظ بھی کیا اور ترجمہ و تفسیر بھی پڑھ ڈالی اور پھروسن پورہ میں خواتین کا حلقہ درس قائم فرمایا' وہی حلقہ درس آج ایک بہت بڑے مدرسہ کی شکل اختیار کرچکا ہے۔ پھر انہوں نے اپنی ساری اولاد کو قرآن مجید کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ مولانا کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ دو بیٹے اور دو بیٹیاں حافظ قرآن ہیں اور پھر ان کی اولاد میں حفظ قرآن کا خصوصی رواج ہوگیا۔ اس ضمن میں ذیل میں ہم مولانا کی اولاد و احفاد کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا دنیا میں اپنی اولاد و احفاد کی شکل میں ایک متاع عظیم اور صدقہ جاریہ چھوڑ کر گئے ہیں۔

مولانا کی بیٹیاں اور داماد

پروفیسر ثریا بتول صاحبہ: (ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ' ایم اے اسلامیات' سلور میڈلسٹ' بی اے آنرز گولڈ میڈلسٹ)

یہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ مولانا عبدالوکیل علوی کی اہلیہ ہیں۔ مولانا عبدالوکیل علوی ایک جید عالم دین ہیں۔ حافظ عبداللہ محدث روپڑی کے شاگرد ہیں۔ ادارہ معارف اسلامی منصورہ میں مولانا مودودی کی کتب پر تخریج و تحقیق اور جمع و ترتیب کا کام کرتے ہیں۔ ان کی چھ بیٹیاں ہیں۔ دو بیٹیوں کی شادی ہوچکی ہے۔ تین بیٹے ہیں۔ایک بیٹا اور ایک بیٹی کے علاوہ سب حافظ ہیں ماشاء اللہ

محترمہ رضیہ مدنی صاحبہ: (بی-اے / وفاق المدارس السلفیہ

یہ معروف عالم دین حافظ عبدالرحمٰن مدنی کی اہلیہ ہیں۔ ان کی چھ بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ سب حافظ قرآن ہیں۔ بڑی بیٹی مولانا عبدالقوی لقمان کیلانی کے اہلیہ ہیں۔ ایک بیٹے حافظ حسن مدنی نے ادارہ محدث کی ذمہ داری سنبھال رکھی ہے۔

حافظہ عطیہ انعام الٰہی: (ایم- اے اسلامیات' گولڈ میڈلسٹ)

یہ ڈاکٹر انعام الٰہی رانا (پی ایچ ڈی الیکٹرانکس انجینئرنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ) کی اہلیہ ہیں۔ ان کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ دو بیٹے اور دو بیٹیاں حافظ ہو چکے ہیں باقی ابھی چھوٹے ہیں جو حفظ کر رہے ہیں۔

پروفیسر حافظ فوزیہ سلفی: (ایم۔اے اسلامیات پنجاب یونیورسٹی۔ وفاق المدارس السلفیہ)

یہ گورنمنٹ کالج شاد باغ میں لیکچرار ہیں۔ مدرسہ تدریس القرآن و الحدیث للبنات وسن پورہ کی مدیرہ ہیں۔ راقم الحروف کی اہلیہ ہیں۔ دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بڑا بیٹا بعمر آٹھ سال اب تک اٹھارہ پارے حفظ کر چکا ہے۔

بیٹے

ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی: (ایم بی بی ایس)

سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ علامہ اقبال ٹاؤن میں اپنا کلینک کرتے ہیں۔ دینی تعلیم اپنے والد اور والدہ کے علاوہ حافظ عبداللہ روپڑی سے بھی حاصل کی۔ اچھا تعلیمی دینی ذوق رکھتے ہیں۔ دو صاحبزادے اور دو ہی صاحبزادیاں ہیں۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی مکمل حافظ ہیں۔ باقی دو حفظ کر رہے ہیں۔ بڑا بیٹا حافظ اسامہ ایم بی بی ایس کا طالب علم ہے۔

ڈاکٹر حافظ شفیق الرحمٰن کیلانی: (ڈی-وی- ایم' ایم فل' ایم اے اسلامیات' وفاق المدارس السلفیہ)

پہلے وٹرنری ڈاکٹر کے طور پر سرکاری ملازمت کرتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ ملازمت چھوڑ کر محکمہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے۔ اب گورنمنٹ کالج شاہدرہ میں اسلامیات کے لیکچرار ہیں۔ تمام بھائیوں میں سب سے زیادہ متدین و متشرع ہیں۔ اللہ تعالیٰ باقی بھائیوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ان کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا حفظ کر چکے ہیں۔ اور باقی چھوٹے حفظ کر رہے ہیں یا تاحال حفظ کی عمر کو نہیں پہنچے۔

نجیب الرحمٰن کیلانی: (ایم اے عربی اسلامیات / ڈپلومہ لغۃ العربیہ سعودیہ)

یہ گورنمنٹ کالج باغبانپورہ میں لیکچرار ہیں۔ مولانا کیلانی کی زندگی میں ان کی کتب کی طباعت و نشرواشاعت میں یہی معاون رہے ہیں اور اب ان کی وفات کے بعد بھی تمام بھائیوں / بہنوں نے ان ہی کی ذمہ داری کو برقرار رکھا ہے۔

ان کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی حفظ مکمل کر چکے ہیں باقی حفظ کر رہے ہیں۔

حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی: (بی ایس سی انجینئرنگ ان میٹلر جی اینڈ میٹریل سائنس)

یہ راقم الحروف کے یونیورسٹی فیلو اور تقریباً ہم عمر ہیں۔ ان کا ولیمہ اور راقم کا نکاح ایک ہی روز ہوا۔ ہماری دینی دوستی نے ہمیں باقاعدہ خاندانی تعلق میں منسلک کر دیا ہے۔

ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ وہیں سعودی عرب میں زیر تعلیم ہیں۔

یہ ہے وہ مختصر تذکرہ مولانا کیلانی کے اولاد و احفاد کا جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا کو دینی اور دنیاوی اعتبار سے کس قدر صالح آل و اولاد سے نوازا ہے۔

آخر میں ایک ملاحظہ راقم کا مولانا کی اولاد پر یہ ہے کہ بیٹیوں میں جس طرح عقیدے کی پختگی 'شرعی پردے' کی پابندی ہے وہ بیٹوں میں نہیں پائی جاتی۔ تمام بیٹیاں اپنے دیوروں اور بہنوئیوں سے پردہ کرتی ہیں۔ جبکہ بیٹے اپنی بیویوں کو اپنے بھائیوں (دیوروں) سے پردہ نہیں کرواتے۔ اور بعض لباس و حجامت کے مسئلہ میں بھی سستی فرماتے ہیں۔ حافظ شفیق الرحمٰن صاحب اس حالت پر کڑھتے بھی ہیں لیکن باقی بھائیوں کے عدم تعاون کی وجہ سے وہ شرعی پردے پر عملدرآمد نہیں کروا سکتے۔ اگر یہ خلا کسی طرح پر ہو سکے تو ان شاء اللہ مولانا مرحوم کے صدقہ جاریہ میں مزید اضافہ کا باعث ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ مولانا کی وسیع القلبی کو اس قدر اجاگر کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ عقیدے میں بھی نرمی پیدا کرلیتے تھے۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے جس کا ازالہ میں یہاں ضروری سمجھتا ہوں۔ مولانا کے عقیدے کی پختگی تو ان کی کتابوں سے واضح ہے۔ خاص طور پر شریعت و طریقت اور خلافت و جمہوریت سے ان کے سلفی افکار کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ لیکن میرا ایک مشاہدہ بھی ہے۔ اور تجربہ بھی۔ کیونکہ جتنی علمی و فکری گفتگو وہ میرے ساتھ کیا کرتے تھے اپنی اولاد میں سے بھی کسی کے ساتھ نہ کرتے تھے۔ موجودہ دور کے تمام مفکرین پر ان کی گہری نظر تھی۔ مولانا مودودی' امین احسن اصلاحی' جاوید احمد الغامدی' غلام احمد پرویز' ڈاکٹر اسرار احمد وغیرہ ایسے تمام مکاتیب فکر کے مالہ و ماعلیہ سے واقف تھے۔ کتاب و سنت کی حمایت میں کسی کی کوئی پرواہ نہ کرتے تھے۔ ہاں اگر کوئی فتوی پوچھتا تو اس میں کمال احتیاط سے کام لیتے۔ ان کی کتاب شریعت و طریقت پڑھ کر بعض لوگوں نے سمجھا کہ شاید مولانا تمام صوفیوں بشمول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو شاید کافر سمجھتے ہیں۔ لوگوں نے بذریعہ خط اور بالمشافہ رابطہ کیا تو انہوں نے فتوی لگانے سے صاف انکار کردیا۔ تاہم عمل میں پختہ تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میں ایک دفعہ مولانا کو ڈاکٹر اسرار صاحب کے ہاں باغ جناح میں جمعہ پڑھانے لے گیا۔ ان کا موضوع غالباً تصوف تھا۔ انہوں نے خطبہ جمعہ میں وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی ایسی دوراز کار تاویلیں کیں کہ میں خود پریشان تھا۔ جونہی ڈاکٹر صاحب کی تقریر ختم ہوئی تو میں نے مولانا کی طرف مڑ کر دیکھا تو انہوں نے چلنے کا اشارہ کیا اور میں بھی دل میں یہی ارادہ رکھتا تھا۔ ہم دونوں نے جوتی اٹھائی اور نماز جمعہ لارنس روڈ مرکز اہلحدیث میں جاکر ادا کی۔ راستے میں کہنے لگے۔ ڈاکٹر اسرار صاحب بھی عقیدے میں اس قدر بگاڑ کا شکار ہیں۔ مجھے اندازہ ہوا کہ مولانا کو اس کی تقریر سن کر اس قدر تکلیف ہوئی کہ انہوں نے وہاں ان کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنا گوارا نہ کی۔ اس طرح مولانا مودودی مرحوم کی خدمات کا اعتراف کرتے تھے۔ اور کرنا بھی چاہیئے لیکن جہاں انہوں نے دیکھا کہ مولانا مودودی نظریہ حدیث میں سلف کی راہ سے انحراف فرمارہے ہیں تو ان پر خوب گرفت فرمائی۔ چنانچہ وہ اپنی تصنیف آئینہ پرویزیت ص ۴۹۲ میں ظن و یقین کی بحث کے عنوان کے تحت پرویزی دلائل کے رد کے ضمن میں مولانا مودودی کے مسلک اعتدال کو پیش کرکے اس پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں۔

اس عقل کے میدان میں مولانا مودودی صاحب مرحوم بھی طلوع اسلام کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں۔ چنانچہ طلوع اسلام نے مقام حدیث میں ان کے بہت سے اقتباسات پیش کئے ہیں۔ ان اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱) ذخیرہ جرح و تعدیل کو بے کار ثابت کرنے کے لئے جو دلائل طلوع اسلام دیتا ہے وہی دلائل مولانا مرحوم نے بھی پیش کئے ہیں۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ جس انداز میں مولانا نے یہ دلائل پیش کئے ہیں۔ شاید اس انداز میں طلوع اسلام بھی پیش نہیں کرسکا تو زیادہ مناسب ہوگا۔

۲) البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ طلوع اسلام تو ایسے دلائل دینے کے بعد ذخیرہ اسماء الرجال کو بے کار تسلیم کروانا چاہتا ہے جبکہ مولانا زبانی طور پر محدثین کی خدمات کے معترف بھی ہیں اور اسی ذخیرہ کو بہت کارآمد اور عظیم الشان بھی سمجھتے ہیں مگر بالواسطہ وہی کچھ کہہ گئے ہیں جو طلوع اسلام کہنا چاہتا ہے۔ (آئینہ پرویزیت ص ۲۸۹۔۲۹۱)

اسی طرح جمہوریت کے اسلامی یا مغربی ہونے کی بات ہوتی تو کہا کرتے تھے کہ جس کو جمہوریت کی حمایت کا زیادہ شوق ہے۔ اس کو چاہیئے کہ میری کتاب "خلافت و جمہوریت" کا جواب لکھے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحومؒ بھی جمہوری ہونے کے باوجود مولانا کی بے باک تحریروں کے مداح تھے۔

بقیہ : صفحہ ۱۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ

اپنی تصنیفات کے آئینہ میں

عبدالوکیل علوی

قحط الرجال کے اس دور میں کسی صاحب علم و فضل کا اٹھ جانا "موت العالم موت العالم" کا مصداق ہے۔ علم دین و شریعت کا فقدان اصحاب علم دین کے اٹھ جانے سے ہی ہوتا ہے۔ ۱۹۹۵ء میں بہت سے اصحاب علم و فضل دارِبقاء کی جانب رخت سفر باندھ گئے۔ ان کے اٹھ جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے اسے پر کرنا بڑا دشوار اور مشکل ہے۔ آنے والا جانے ہی کے لئے آتا ہے۔ ان آکر جانے والوں میں ایک شخصیت' بہت سے اوصاف و ممیزات کی مالک شخصیت' مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کی ہے۔ موصوف ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء سوموار کے روز اپنے ہاتھوں سے تعمیر کردہ مسجد میں نماز عشاء ادا کرتے ہوئے پہلی صف میں دائیں جانب حالت سجدہ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ایسی قابل رشک موت خوش نصیبوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔ باوضو' فرض نماز' باجماعت' پہلی صف میں دائیں جانب' حالت سجدہ میں' زبان سے رب کائنات کی مدح و ثنا کے ترانے' اجتماعیت میں شریک' ہر ایک کے احسان سے سبکدوش' رب اکبر کی کبریائی کا ورد کرتے ہوئے وہ گئے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

مرحوم بے شمار خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ ذہانت و فطانت کی انمول دولت سے مالا مال تھے۔ فن کتابت کے شاہسوار تھے۔ عمر عزیز کا بہترین حصہ کتابت قرآن میں صرف کیا۔ یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ اس ذریعہ سے حاصل کردہ حلال روزی سے معاشیات کے مسائل و امور حل کرتے رہے۔ اپنے خاندان کے مستحق افراد کی نہایت کشادہ ظرفی سے امداد کرتے نیز دینی ضروریات میں فراخ دلی سے تعاون کرتے تھے۔

کسی انسان کے لئے اس سے بڑی خوش قسمتی و خوش بختی اور کیا ہوسکتی ہے کہ جب وہ اس دنیا سے جائے تو اس کے لئے دعاؤں میں یاد رکھنے والی نیک و صالح اولاد اس کی بلندی درجات و مراتب کی دعاگو رہے۔ تصنیف و تالیف کا گراں مایہ ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑ جائے جو بے راہ اور گم گشتہ راہ لوگوں کے لئے رہنمائی و رہبری کا کام دے۔

مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے ان جملہ خوبیوں سے نوازا' اولاد صالح عطا فرمائی جو دعوت دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہمہ تن مصروف ہے۔ مرحوم کے پوتے' پوتیوں کی ماشاء اللہ فوج ظفر موج ہے جو حفظ قرآن مجید کی نعمت سے بہرہ ور ہے اور یہ سلسلہ مستقبل میں بھی ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ بچیوں کا دینی مدرسہ ہے جس میں قوم کی بچیاں دینی علوم کے زیور سے آراستہ ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ تادیر ہوتی رہیں گی۔

قابل قدر تالیفات و تصنیفات کے علاوہ مختلف عنوانات کے تحت بہت سے مضامین بھی موصوف کے رشحات قلم کے مرہون منت ہیں جو اپنے علمی وقار کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلے کے متعدد مضامین اور مقالے بھی رقم کیے جو اپنی جامعیت، ترتیب کے حسن اور مواد کی ثقاہت اور قوی دلائل کی بناء پر اول انعام کے مستحق قرار دیئے گئے۔ اس کے علاوہ نہایت دقیق اور مشکل فنی کتابوں کے سلیس اردو زبان میں ترجمے بھی کیے۔ امام شاطبیؒ کی مشہور و معروف کتاب "الموافقات" کا ترجمہ کیا۔ علامہ شاطبیؒ کی یہ مایۂ ناز تصنیف اسلامی اصول قانون کی معتبر کتاب ہے۔ جس میں علامہ موصوف نے اس فن کا کماحقہ احاطہ کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اس کتاب کی نمایاں خوبی اور وصف یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے اصحاب تعلیق کی آراء پر ایک مکمل تبصرہ اور جامع جائزہ ہے۔ لغت اور اسلوب بیان کے اعتبار سے یہ کتاب خاصی دقیق اور مشکل ہے۔ نیز ایک زبان کا دوسری زبان میں ترجمہ کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ دونوں زبانوں کی نزاکت کو بیک وقت ملحوظ رکھنا محاورات کا خیال کرنا، زبان کی دوسری باریکیوں پر دسترس رکھنا وغیرہ مشکل امور ہیں بالخصوص اس وقت جبکہ کتاب بھی فن کی دقیق کتب سے تعلق رکھتی ہو۔

ان کٹھن اور دشوار گزار مراحل کو مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم نے اپنی خداداد صلاحیت و قابلیت کی بناء پر کس خوش اسلوبی اور سلیقہ سے نبھایا ہے اور اس مشکل گھاٹی کو جس ہمت اور حوصلہ سے سر کیا ہے، اس کا سہرا انہی کے سر پر سجتا ہے۔ موصوف کی شب و روز کی مسلسل محنت شاقہ کے نتیجے میں ایک ایسا مفید علمی ذخیرہ علمی دنیا سے شغف رکھنے والوں کے لئے بہم پہنچ گیا ہے، جس سے عام آدمی کے لئے استفادہ بڑا مشکل تھا۔ یہ ترجمہ مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نسبت روڈ لاہور نے کروا کر زیور طباعت سے آراستہ کیا ہے۔ اسی طرح علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی مایۂ ناز اور نہایت عمدہ و وقیع، فقہی ترتیب پر مرتب حدیث کی کتاب "بلوغ المرام" کی مشہور و معروف اور مستند شرح "سبل السلام" کا ترجمہ ہے۔ یہ بھی دینی علوم کے طلباء کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ یہ ترجمہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد نے کروایا ہے۔ یہ کتاب ابھی تک طبع ہو کر منظر عام پر نہیں آئی۔

اس طرح مولانا کیلانی مرحوم کی تصنیفات اور تراجم شدہ کتابوں کی ضخامت کا اندازہ لگایا جائے تو صرف تالیفات جن پر تبصرہ آگے آرہا ہے۔۴۳۰۴ (چار ہزار تین سو چار) سے زائد صفحات بنتے ہیں اور ترجموں کی ضخامت بھی تین چار ہزار صفحات سے کم نہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مرحوم نے اپنی زندگی کے لحات کو کس طرح صرف کیا۔ لحات زندگی کا ایک لحہ بھی رائیگاں نہیں جانے دیا اور صحیح مصرف میں صرف کیا۔

اب ہم مولانا کیلانی مرحوم کے قلمی جواہر پاروں اور قلمی کاوشوں پر بالترتیب تبصرہ کریں گے۔

قرآن نافہمی کے اسباب اور ان کا حل

ناشر: مکتبہ السلام، وسن پورہ لاہور

اشاعت ششم: ۱۹۸۸ء

ضخامت: ۳۸ صفحات

یہ پمفلٹ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب مرحوم کی پہلی قلمی کاوش ہے جسے اتنی پذیرائی حاصل ہوئی کہ خود مصنف کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کی مساعی و محنت کو عوام و خواص میں اس قدر تحسین کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

۳۲ صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ کا چھ مرتبہ طبع ہو کر منظر عام پر آنا اپنی افادیت اور اہمیت خود واضح کر رہا ہے اور مرتب موصوف کے شغف بالقرآن کا واضح مظہر ہے کہ انہوں نے کتاب الٰہی سے عوام و خواص کی بے اعتنائی اور عدم توجہ کو موضوع سخن بنا کر انہیں قرآن مجید کی جانب متوجہ کرنے کی سعی و کوشش فرمائی کہ قرآن پاک سے بے تعلقی و بے رغبتی ہی دراصل نافہمی کا بنیادی، بڑا اور نمایاں سبب ہے اور جامد اور اندھی تقلید نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر سونے پہ سہاگہ کا کام کیا ہے۔ للذا ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن مجید کو ناظرہ پڑھانے کے ساتھ ساتھ اس کے معنی کو بھی طالب علم کی استعداد اور قابلیت و اہلیت کے مطابق پڑھانا چاہیئے تاکہ مبتدی طالب علم براہ راست قرآن سے متعارف ہوسکے اور اس طرح اس کا قلبی اور ذہنی رشتہ اس کے ساتھ استوار ہوجائے۔

خلافت و جمہوریت

ناشر: مجلس التحقیق الاسلامی (ادارہ محدث) لاہور
اشاعت اول: ۱۹۸۱ء - دوم: ۱۹۸۵ء
ضخامت: ۲۸۸ صفحات

دور حاضر میں دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک میں جمہوری نظام قائم ہے' مگر ہے برائے نام جمہوری۔ حقیقت میں یہ نظام اپنی اصل صورت اور حقیقی روح کے ساتھ عملاً کسی جگہ بھی قائم نہیں۔ دور جدید کے دیگر بتوں میں ایک بت مغربی جمہوریت بھی ہے جس نے انسانیت کو سرمایہ داری کے ظالم شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے۔ انسانیت اس نظام سے بیزار ہے۔ اس کی ستم رانیوں سے بے حد تنگ' اس کے ظالمانہ رویہ اور سفاکانہ روش سے سخت نالاں ہے۔

اسلامی ممالک بھی اس سرخ و سفید پری کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ نام اسلام کا لیتے ہیں مگر نظام حکومت غیروں کا اختیار کرتے ہیں اور کام دشمنوں کا کرتے ہیں' دعویٰ نظام اسلام کا لیکن مغربی جمہوریت کو اپنے گلے کا ہار بنایا ہوا ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت نظام اسلامی اور موجودہ جمہوری نظام دونوں الگ الگ نظام حیات اور ضابطۂ زندگی ہیں۔ دونوں نظاموں کے علیحدہ علیحدہ اصول و ضوابط ہیں' دونوں کا باہم سمجھوتہ ناممکن ہے۔

مولانا کیلانی صاحب مرحوم نے جمہوریت اور خلافت کا تقابلی موازنہ بڑی عرق ریزی سے کیا ہے۔ جناب کیلانی صاحبؒ نے تاریخ و سیرت کی مستند کتب سے مواد جمع کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام کا طرز حکومت جمہوری نظام نہیں بلکہ خلافت ہے۔ یہ نظام دنیا میں تیس برس سے زائد عرصہ تک روئے زمین کے بہت بڑے حصہ پر عملاً نافذ رہا ہے۔ اس کی برکات و ثمرات سے علمی دنیا پوری طرح آگاہ ہے۔

اس کتاب کے تین حصے ہیں: پہلے حصہ میں خلفاء راشدین کے طریق انتخاب پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور دوسرے حصہ میں دور نبوی اور خلفاء راشدین کے عہد میں مشہور مجالس مشاورت کے بارے میں اور دیگر ضمنی مباحث ہیں۔ ان مباحث میں ان تمام اعتراضات اور اشکالات کا حل پیش کیا گیا ہے جو جمہوریت نوازوں کی طرف سے آج تک کئے گئے ہیں' تیسرا حصہ ایسے مباحث پر مشتمل ہے جو دور حاضر میں بالعموم زیر بحث اور پیش آتے رہتے ہیں۔ آخری مبحث "ملت کے تقاضے اور اسلامی نظام حکومت کی جانب پیش رفت" میں ایک مجمل سا خاکہ پیش کیا گیا ہے کہ عصر حاضر میں اسلامی نظام حیات کی طرف کیسے پیش قدمی کی جاسکتی ہے۔ کتاب علمی و عقلی اور نقلی دلائل سے مالا مال ہے۔

روح' عذاب قبر اور سماع موتی

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور
اشاعت اول: جولائی ۱۹۸۵ء
ضخامت: ۱۵۲ صفحات

یہ کتاب خود مصنف کے الفاظ میں کوئی مستقل کتاب نہیں بلکہ ان کے سپرد قلم کردہ پانچ مضامین کا مجموعہ ہے جو گزشتہ سالوں میں ماہنامہ "ترجمان الحدیث" اور ماہنامہ "محدث" میں قسط وار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبع ہوکر منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔ ان مضامین کا اصل عنوان وہی تھا جو اس کتاب کا ہے یعنی روح، عذاب قبر اور سماع موتی۔

یہ موضوع اتنا اہم ہے کہ جس سے مسلمانوں کے تمام مکتبہ ہائے فکر کی گہری دلچسپی ہے۔ یہ مسائل ایسے ہیں جن میں کچھ لوگ راہ اعتدال سے ہٹ کر افراط اور کچھ تفریط کے راستہ کی طرف مائل ہوگئے ہیں اور کچھ ناداں ایسے بھی ہیں جو افراط و تفریط کی حدود بھی پھلانگ گئے ہیں۔

یہ مسئلہ کچھ ایسا نازک اور پیچیدہ سا ہے جسے سلجھانے، سمجھنے اور سمجھانے کے لئے عقل سلیم کے ساتھ ساتھ روش اعتدال پر استقامت بھی ضروری ہے۔ بے جا تعصب اور نامعقول ہٹ دھرمی ایسے مسائل کے حل کے لئے موزوں اور مناسب نہیں، بلکہ یہ سم قاتل کا کردار ادا کرتی ہیں۔

سماع موتی اور عذاب قبر وغیرہ کے بارے میں قدیم و جدید، سلف و خلف علماء میں آراء کا علمی اختلاف موجود ہے۔ بہرحال یہ بات اپنی جگہ مبنی برحقیقت ہے کہ علی الاطلاق سماع موتی کا ثبوت قرآن و حدیث کی واضح نصوص سے ثابت نہیں۔ لیکن نصوص کی تاویلات سے اپنے اپنے مسلک کو ثابت کرنے پر عقلی قوت صرف کی جارہی ہے۔ البتہ سماع موتی کے بارے میں استثنائی صورت کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے، جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

جہاں تک عذاب قبر کا تعلق ہے تو اس کا ثبوت بھی کتاب اللہ اور حدیث رسالت مآب ﷺ میں موجود ہے۔ اور قبر سے مراد بھی زمین کا ایک گڑھا ہی ہے جس میں مرنے والے کو دفن کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ زمینی گڑھے کے بجائے برزخی قبر، برزخی مقام اور برزخی جسم وغیرہ قسم کے نظریات کے قائل ہیں تو یہ کوئی ٹھوس حقائق نہیں، محض نظریات ہی ہیں جن کی تردید کے لئے کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے مضبوط دلائل ہیں۔ ان باطل نظریات و خیالات کو جدید دور کے جدت پسند حضرات نے بڑی قوت سے عوام میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔

اس کتاب میں مولانا کیلانی صاحب مرحوم نے ایسے باطل نظریات کا بڑے زوردار طریقے سے مضبوط اور ٹھوس عقلی و نقلی دلائل سے جواب دیا ہے جن سے ان کے دلائل کی کمزوری کھل کر سامنے آگئی ہے، اس کتاب کے مشمولات و مندرجات سے مصنف کی وسعت علمی اور عمیق مطالعہ کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

کتاب کو مختلف موضوعات پر تقسیم کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے:

(ا) سب سے پہلے "الاستفتاء" جس کے ضمن میں مندرجہ ذیل عنوانات ہیں: امر ربی کا مفہوم، سوال روح کے مسائل، روح کی قسمیں تناسخ یا آواگون، شہداء کی زندگی، سماع موتی، تناسخ اور روح کلی، حالت نزع میں رنج و راحت وغیرہ۔

(۲) روح، عذاب قبر اور سماع موتی۔ اس کے تحت درج ذیل عنوانات ہیں: زندگی اور موت کے چار مراحل۔ پہلا مرحلہ موت ہے۔ دوسرا مرحلہ دنیوی زندگی۔ تیسرا مرحلہ عرصہ برزخ۔ یعنی عذاب قبر، عذاب قبر کی حقیقت، عذاب قبر کا عقلی ثبوت۔ عذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہے۔ سماع موتی، سماع موتی کے قائلین کا طرز استدلال، قرآنی آیات کی تاویل، منکرین سماع موتی کے دلائل، قرآن اور احادیث صحیحہ، اہل قبور کو السلام علیکم کہنا، حضور پر صلاۃ و سلام۔ سلام تشہد اور چوتھا مرحلہ اخروی زندگی۔

(۳) برزخی قبر اور برزخی جسم سے تعارف، قبر کا اصل مقام، عذاب قبر کا جسم سے تعلق وغیرہ۔

(۴) ڈاکٹر عثمانی صاحب کے دلائل کا جائزہ۔

(۵) سماع موتی سے تصرفات اولیاء تک، سماع موتی تصویر کا دوسرا رخ، کیا سماع موتی کے قائل مشرک ہیں، آئمہ و مشائخ کے اقوال کو حجت سمجھنا انہیں رب بنانے کے مترادف ہے، سماع موتی پر اجماع امت؟ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور پیران پیر کی نماز، اموات کا احساس و شعور، قرآن سے سماع موتی کے دلائل، سماع موتی اور صحابہ کرامؓ، حضرت عائشہؓ کے سماع موتی پر ایک نظر، باب سماع میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایات، ابن ابی الدنیا کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات' فوت شدہ بزرگوں سے عورتوں کا پردہ' سماع موتی یا احترام آدمیت' امام ابو حنیفہؒ سے منسوب روایات وغیرہ۔

متذکرہ بالا عنوانات بخوبی اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ مصنف نے روح' عذاب قبر اور سماع موتی کے جدید و قدیم نظریات پر کس عمدہ طریق اور بہترین اسلوب سے کلام کیا ہے' معترضین اور قائلین و منکرین سماع موتی کی نازک بحث کو بہترین طرز نگارش اور اسلوب بیان سے قرآن و حدیث کی واضح نصوص سے یوں صاف کیا ہے کہ حقیقی مسئلہ کا چہرہ نکھر کر سامنے آگیا ہے۔ نیز غور و فکر کے زاویے اور استدلال کے طریقے کی کس طرح سے اصلاح کی ہے۔

عقل پرستی اور انکار معجزات

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور۔
ضخامت: ۳۴۴ صفحات

اس کتاب میں عقل پرستوں کے افکار و نظریات کا بالعموم اور حافظ عنایت اللہ اثری گجراتی کے افکار و خیالات نیز ان کی تحریفات اور تاویلات کا بالخصوص تجزیہ کیا گیا ہے اور منکرین معجزات کے اعتراضات کے جوابات کا ایسا لاجواب مجموعہ ہے جو اپنی جامعیت کے اعتبار سے منکرین اور متجددین کی خوش فہمیوں' مغالطہ آمیزیوں' ذہنی و قلمی عیاشیوں کا مسکت جواب ہے۔ نیز مصنف نے اس کتاب میں سیاسی' عقلی اور تقلیدی مراکز سے وابستہ حضرات کی خوب خبر لی ہے۔

اس سے کیسے انکار ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید میں انبیاء و رسل علیہم السلام کے معجزات متعدد مقامات پر مذکور ہیں اور معجزات کی تفصیلات کتب حدیث و سیرت میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ آج تک امت مسلمہ انہیں تسلیم کرتی چلی آرہی ہے' مگر عقل کے پجاریوں نے ہر دور میں انہیں تسلیم کرنے کے بجائے ان کی مضحکہ خیز اور نامعقول' دور از کار تاویلیں کی ہیں اور اپنی عقل کے بگٹٹ گھوڑے دوڑا کر معجزات کا صاف انکار کر دیا ہے۔

سب سے پہلے معتزلہ کے گروہ نے بطور عقیدہ عقل کو برتر تسلیم کیا۔ یہ لوگ فلسفہ' یونان سے مرعوب تھے۔ وہ انہی فلسفیانہ موشگافیوں کی روشنی میں معجزات کو دیکھتے تھے اور ان کی تاویلیں کرتے تھے۔ مگر اس دور کے علماء حق نے ان کے اعتراضات اور شبہات کا علمی میدان میں مدلل جواب دے کر ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ تیرہویں صدی ہجری میں اس فتنہ نے ایک طرف سرزمین عراق میں سر اٹھایا اور دوسری طرف پاک و ہند میں سرسید احمد خان کی صورت میں پیدا ہوا۔ اس کے ہمنوا اور ہم خیال حضرات نے اسے مزید پروان چڑھایا تاآنکہ غلام احمد پرویز نے اسے پھیلانے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا۔

گجرات کے حافظ عنایت اللہ اثری' سرسید احمد خان کے خیالات اور افکار و نظریات سے اتنے متاثر اور گرویدہ ہوئے کہ انہوں نے جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باپ کے بغیر پیدائش سے صاف انکار کر دیا اور دوسرے قرآنی معجزات کو بھی نامعقول تاویلات کے خراد پر چڑھا دیا۔ یہ صاحب عصری سائنس سے اتنے مرعوب ہوئے کہ مسلمات کا بھی انکار کر بیٹھے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب مرحوم نے اپنی خداداد بصیرت' فہم و تدبر اور تبحر علمی کی روشنی میں اس ضخیم کتاب میں سلفی عقائد کا علمی طور پر' محققانہ اسلوب نگارش سے دفاع کرتے ہوئے عقل کے پجاریوں اور بندگان عقل و خرد کی پرزور تردید کی۔ جس کے دلائل کی اہمیت یہ حضرات تا دیر محسوس کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز یہ تصنیف اس کوچے میں سرگرداں پھرنے والے' پریشان حال گھومنے والوں کے لئے راہنما کا کام دے گی۔

اس کتاب کے تین حصے ہیں: پہلا حصہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول: حافظ عنایت اللہ اثری اور ان کی تالیفات' باب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم : خرق عادت امور کے مختلف پہلو وغیرہ' باب سوم : خرق عادت امور سے انکار کا پس منظر۔

کتاب کا دوسرا حصہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ باب چہارم : ولادت عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن کریم۔ باب پنجم : سورۂ آل عمران کی متعلقہ آیات۔ باب ششم : ولادت عیسیٰ علیہ السلام اور حدیث و آثار' باب ہفتم : حضرت مریم علیہا السلام کے نکاح یا شوہر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ ہونے کے نقلی دلائل اور دیگر عنوانات۔

کتاب کے حصہ سوم میں پانچ ابواب ہیں۔ باب ہشتم : حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کی پیدائش وغیرہ۔ حضرت صالح علیہ السلام' حضرت لوط علیہ السلام' باب نہم : حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت یوسف علیہ السلام اور چند دلچسپ تاویلات' باب دہم : حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت یونس علیہ السلام' حضرت داؤد علیہ السلام' حضرت سلیمان علیہ السلام سے متعلقہ مباحث۔ گیارہواں باب : حضرت ایوب علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام' اصحاب کہف' حضرت محمد ﷺ۔ بارہواں باب : خصوصیات کے تحت بے شمار عنوانات۔

مذکورہ بالا عنوانات کی بہتات اور جامعیت بتا رہی ہے کہ کتاب کا علمی پایہ اور مقام و مرتبہ کیسا ہے۔ یہ اہل علم و بصیرت کے لئے ایک قیمتی تحفہ ہے۔

سرگزشت نورستان

ناشر: مجلس التحقیق الاسلامی ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن لاہور۔
اشاعت اول: اکتوبر ۱۹۸۶ء
ضخامت: ۸۴ صفحات

نورستان جیسا کہ خود کیلانی صاحب مرحوم نے کتابچہ کے باب دوم میں تحریر کیا ہے۔ افغانستان کے بالکل مشرق میں واقع ہے۔ یہ علاقہ افغانستان کے صوبہ کنڑ اور صوبہ لغمان کی تین وادیوں پر مشتمل ہے۔ افغانستان کے کل ۲۷ صوبے ہیں۔ اور نورستان افغانستان کے کل رقبہ کا ۵ فیصد ہے۔ یہاں پر "دولت انقلابی نورستان" کے نام سے حکومت قائم ہے۔ اس مملکت کا نظام حکومت خالص کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے۔ اس مملکت کی یہی خصوصیت اور امتیاز ہے جو کسی مومن کو اپنی جانب کھینچتا ہے کہ وہ اس نظام کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے' اس کے ثمرات و نتائج دیکھے۔ اسی جذبہ' شوق اور دلچسپی سے سرشار مولانا کیلانی صاحب مرحوم دشوار گزار راستوں سے گزر کر نورستان کی سرزمین تک پہنچے۔

اس پمفلٹ میں موصوف نے اپنی روداد سفر کو قلم بند کیا ہے۔ گویا یہ ایک سفرنامہ ہے جسے کیلانی صاحب مرحوم نے اس نوخیز اسلامی مملکت سے دنیا کو متعارف کرانے کے لئے تحریر کیا ہے۔ اس میں دوران سفر پیش آنے والی مشکلات' دشواریوں اور پریشانیوں کا بڑے حسین انداز میں ذکر کیا ہے۔ پہاڑوں کے قدرتی خوبصورت اور حسین مناظر کی تصویر کشی ادبی زبان میں خوب کی ہے۔ اس تصویر کشی سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مرحوم خود بھی لطف اندوز ہوتے ہیں اور اپنے قارئین کو بھی محظوظ کیا ہے اور ان کی ضیافت طبع کے لئے بہترین سامان فراہم کیا ہے۔

نیز انہوں نے روداد سفر کے تاثرات کو پانچ ابواب میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے :

باب اول : روزنامچہ سفر نورستان۔ باب دوم : نورستان کے طبعی و معاشرتی حالات' باب سوم : نظام مملکت' باب چہارم : نورستانی مجاہدین کی امتیازی خصوصیات اور باب پنجم : انقلابی دولت کی مخالفت کے اسباب۔

مخالفت و مزاحمت کے علی الرغم یہ نوخیز اسلامی مملکت دن دگنی رات چوگنی ترقی کے مراحل بحسن خوبی طے کر رہی ہے۔ جو قوم اللہ کے دین کی سرفرازی و سربلندی اور ترقی کے لئے شب و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز تن' من' دھن سے جہاد کرتی ہے' شرک و بدعت اور الحاد و بے راہ روی کے خلاف سینہ سپر ہو کر اس کے استیصال کے لئے کمربستہ ہوجاتی ہے اور میدان عمل میں بے دریغ کود جاتی ہے' تائید ایزدی اور نصرت الٰہی اس کے ہم رکاب ہوتی ہے۔ طاغوتی قوتیں' بے دین طاقتیں ایسی نڈر اور بے خوف قوم و ملت کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود نہیں کرسکتیں۔ بلکہ باطل قوتیں حق و صداقت کی چٹان سے ٹکرا کر اپنا سر پھوڑ لیتی ہیں اور خود ہی پاش پاش ہو کر بکھر جاتی ہیں جبکہ حق و صداقت کی علمبردار قوت پوری آب و تاب اور درخشانی کے ساتھ کندن بن کر ابھرتی ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال" کا یہ شعر اس کی بالکل صحیح ترجمانی کرتا ہے:

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے!

ایسی اسلامی مملکت کا قلمی تعارف مولانا موصوف" کے نامہ اعمال میں حسنات میں اضافہ کا موجب ہے۔

اسلام میں فاضلہ دولت کا مقام

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور۔
اشاعت اول: جولائی ۱۹۸۷ء
ضخامت: ۷۲ صفحات

یہ پمفلٹ اگرچہ ۷۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے مگر معلومات کا قیمتی خزینہ ہے' جس میں دور حاضر کے ایک اہم ترین مسئلہ "اسلام میں فاضلہ دولت کا مقام" کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ دور رواں میں یہ مسئلہ اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس زمانہ میں پوری دنیا دو متحارب دھڑوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ایک اشتراکیت کا دعویدار و علمبردار روس جو شخصی و ذاتی ملکیت کا اصولی طور پر سرے سے قائل ہی نہیں اور دوسری جانب سرمایہ داری اور سرمایہ پرستی کا ٹھیکیدار و طرفدار امریکہ بہادر جو انفرادی و شخصی ملکیت اور حصول دولت کے ہر جائز و ناجائز ذریعہ اور طریقہ کا نہ صرف قائل ہے بلکہ اس نظریہ کا محافظ و نگران بھی بنا ہوا ہے۔ امریکہ نواز دوسری ہمنوا حکومتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ دولت سمیٹنے کے یہ ذرائع انسانی اخلاقیات کے لئے کتنے مہلک اور تباہ کن ہیں' جس کے بھیانک نتائج آج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔

اسلام ان دونوں انتہا پسندانہ نظریات کا شدید مخالف ہے۔ وہ ان انتہاؤں کے درمیان عدل و اعتدال کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ اس مختصر سے کتابچہ میں دونوں فریق کے دلائل کا کتاب الٰہی اور سنت نبوی کی روشنی میں نہایت معقول اور دیانتدارانہ موازنہ و تقابل کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فاضلہ دولت کا جواز اسلام میں کن شرائط کے تحت ہے۔ نیز مزارعت کے جواز کی کیا حدود ہیں؟ تاکہ دور جدید کے نو دولتیے' جاگیردار اور زمیندار مسلمان کو یہ معلوم ہوسکے کہ وہ آج اسلامی نقطۂ نظر سے کس مقام پر کھڑا ہے۔ اس کتابچہ کے تین حصے ہیں۔

باب ۱: شرعی احکام کی حکمت کے ضمن میں حالات کے لحاظ سے مراعات' کم استعداد والوں کے لئے مراعات' زیادہ استعداد والوں کے لئے ترغیبات وغیرہ۔

باب ۲: اسلام میں فاضلہ دولت کے تحت فاضلہ دولت یا اکتناز کے حق میں دلائل۔ تعامل صحابہ کرام" جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت زبیر بن العوام' حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت عثمان بن عفان رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں' اکتناز دولت کے عدم جواز کے دلائل۔ انفاق فی سبیل اللہ کے تاکیدی احکام' رسول اللہ ﷺ کے ارشادات' خلفاء راشدین اور فاضلہ دولت۔ تعامل صحابہ"۔

باب ۳: جاگیرداری اور مزارعت' جاگیرداری' جاگیریں بطور عطایا' ناجائز جاگیروں کی واپسی' تجدید ملکیت کی شرائط' مزارعت'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواز مزارعت والی روایات' عدم جواز مزارعت کی حدیث' تطبیق کی نئی صورتیں وغیرہ۔

فاضل مصنف رحمہ اللہ نے' فاضلہ دولت کن شرائط و ضوابط کے تحت جائز ہے اور وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں یہ اسلامی معاشرہ کے لئے بلائے جان بن جاتی ہے نیز جاگیرداری اور سرمایہ داری کی اسلام میں کتنی گنجائش ہے اور مزارعت کی کون سی صورتیں جائز ہیں' کے جملہ پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس طرح اس مسئلہ کے تقریباً سب نمایاں گوشوں پر کتاب و سنت کی روشنی میں جامع مواد آگیا ہے۔ استدعا ہے رب کائنات کے حضور کہ وہ اس مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور اسے اپنے بندہ کے لئے بلندی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

احکام ستر وحجاب

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور
ضخامت: ۸۸ صفحات

یہ کتابچہ اگرچہ ضخامت کے اعتبار سے بہت وزنی معلوم نہیں ہوتا' مگر اپنے اندر سمیٹے ہوئے مواد کی جامعیت اور ثقاہت کے پہلو سے لاجواب ہے۔ خدا ناآشنا تہذیب مغرب نے مغربی اقوام کو ایسی راہ پر گامزن کر دیا ہے جنہوں نے گمراہی و بے راہ روی کی بعید ترین روش اپنا رکھی ہے۔ عینی مشاہدہ و ملاحظہ اور تفصیلی مطالعہ کے بعد جس کے متعلق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے مندرجہ ذیل اشعار میں اس طرح اظہار خیال فرمایا تھا۔

دیار مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
جسے کھرا تم سمجھ رہے ہو' وہ اب زر کم عیار ہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

تہذیب نو کی پیدا کردہ بے حجابی' عریانی اور فحاشی کی تحریک نے مفاسد کے انبار لگا دیئے ہیں اور بے شمار مسائل میں نسل نو کو الجھا کر راہ اعتدال سے ہٹا دیا ہے جس نے سنجیدہ اور شریف گھرانوں کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں' اہل مغرب کے معقول و سنجیدہ لوگ بھی حیران و پریشان ہیں۔ ان کی پریشانی کا اندازہ مغربی میڈیا اور رسائل و جرائد کی روزمرہ کی صدائے احتجاج سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

تہذیب جدید کی ظاہری چمک و دمک سے اسلامی ممالک کے تعلیم یافتہ نوجوان اس قدر مسحور ہوچکے ہیں کہ اب وہ عواقب و نتائج سے بے نیاز ہوکر اس کے پیچھے اندھا دھند بھاگے جارہے ہیں۔ یہ عاقبت نااندیش حضرات اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ خاتون خانہ کو گھر کی چار دیواری سے باہر نکال کر اسے چراغ خانہ کے بجائے شمع محفل بنا دیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں شرعی حجاب غائب' اور وہ عریاں ہوکر سامنے آگئی۔ جب چہرے کھل گئے تو نگاہوں کے پردے از خود آزاد ہوگئے۔ پھر آزاد نگاہوں نے خیالات کو بے باک اور آوارہ کردیا۔ اب کیا تھا سینہ' گلا اور ننگے بازوؤں کی نمائش ہونے لگی۔ حسن و جمال کی عریانی نے صنفی جذبات و احساسات اور اعضائے شہوت کے پردے چاک کردیئے۔ پنڈلیاں کھلیں۔ پھر رانیں بے ستر ہوئیں' بالآخر وہ کچھ ہونے لگا جس نے انسانیت کا سر شرم سے جھکا دیا۔

ایسی صورت حال میں علماء حق نے اپنی بساط علم اور ہمت و طاقت کے مطابق سیلاب بے حجابی و بے حیائی کے آگے بند باندھنے کی قابل قدر کوششیں کی ہیں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم نے احکام ستر و حجاب کے بارے میں کتاب اللہ اور حدیث نبوی سے تفصیلی مواد پیش کیا ہے۔ یہ مواد حجاب کی حکمت' اس کی علت اور استثنائی صورتوں کے تحت مختلف ابواب پر مشتمل ہے۔

اس کتابچہ میں تہذیب حاضر کا پس منظر' اسباب اور نتائج' ستر وحجاب کا فرق' احکام حجاب پر اموال و ظروف کی اثر اندازی' احکام ستر وحجاب کی ترتیب نزولی' چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ' قائلین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور منکرین حجاب کے دلائل' بلحاظ احکام معاشرہ کی اقسام' احکام حجاب کی استثنائی صورتیں' احکام ستروحجاب کی پابندیاں عورتوں پر زیادہ کیوں ہیں؟ پردہ پر مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ اور دور جدید کے مشہور و معروف اور نامور محدث امام ناصر الدین البانی صاحب کا اس بارے میں موقف' اور ان کے موقف پر گرفت۔

یہ ہیں وہ عنوانات جن سے یہ کتابچہ مزین ہے۔

آئینہ پرویزیت

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور۔

ضخامت: ۱۰۰۸ صفحات (مکمل چھ حصے ایک جلد میں)

یہ کتاب مولانا کیلانی صاحب مرحوم نے "فتنہ' پرویزیت" جو دور حاضر میں فتنہ' انکار حدیث کا مظہر ہے' کے جواب میں لکھی ہے۔ بے نظیر و بے مثال اور لاجواب کتاب ہے۔ گویا یہ کتاب پرویزیت کے نظریات و خیالات کے رد میں تالیف کی گئی ہے۔

"انکار حدیث" اور حدیث کی غیر معقول من مانی تاویلات کا فتنہ دوسری صدی ہجری میں اس وقت پیدا ہوا جب غیر اسلامی نظریات و خیالات سے مرعوبیت رکھنے والے لوگ اسلامی معاشرہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے انارکی پھیلانی شروع کی۔ یہ دراصل دو گروہ تھے جو سرزمین عراق میں ابھرے۔ ایک معتزلہ اور دوسرے خوارج۔ خوارج اپنے انتہا پسندانہ نظریات سے اسلامی سوسائٹی میں جو انارکی اور پراگندگی پھیلانا چاہتے تھے' احادیث رسالت مآب ﷺ (جو قرآن مجید کی درحقیقت تشریح و توضیح ہیں) ان کے راستہ کی بڑی رکاوٹ تھیں۔ معتزلہ عقل پرستوں کا گروہ تھا۔ یہ حضرات یونانی فلسفہ سے مرعوب تھے' چنانچہ انہوں نے عقل کو معیار حق و صداقت ٹھہرا کر اسلامی نظریات' دینی عقائد اور اصول و احکام کی ایسی بھونڈی تعبیریں کرنا شروع کیں جن کا شریعت اسلامی سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔

رواں صدی میں اس فتنہ نے پھر سے عراق ہی کی سرزمین میں پر پرزے نکالے' اسی زمانہ میں برصغیر پاک و ہند میں سرسید احمد خان کی صورت میں یہ فتنہ رونما ہوا۔ ان کے ہمنواؤں میں سے بالخصوص مولوی چراغ علی' پھر میانوالی کے قصبہ چکڑالہ کے عبداللہ چکڑالوی اور امرتسر کے مولوی احمد دین امرتسری اس شجر خبیث کی آبیاری کرتے رہے۔ پھر اسلم جیراج پوری بھی اس کی نشوونمائی میں برابر حصہ لیتے رہے۔ آخر کار چودھری غلام احمد پرویز نے تو اس کی ترقی و ترویج اور نشرواشاعت میں اپنی متاع حیات ضائع کردی۔ اور تادم واپسیں اس شجر منحوس کی پرورش میں مگن رہے۔

مصنف موصوف ؒ نے اسی وجہ سے اسے "آئینہ پرویزیت" کے نام سے موسوم کیا ہے کہ یہ فتنہ ۲۵۔ بی گلبرگ میں مسٹر پرویز کی زیر سرپرستی انکار حدیث کے زہر کو پھیلاتا اور فروغ دیتا رہا ہے۔

اس فتنہ کا سامنا ہر دور میں صاحب علم و عرفان علماء نے بڑی بہادری' دلیری اور جواں مردی سے کیا ہے۔ علمی و عقلی اعتبار سے اس کا سدباب کرنے کی بڑی سعی کی ہے۔ اس دور میں بھی علماء حق نے قلمی جہاد کے ذریعہ بڑا مقابلہ کیا ہے۔ آئینہ پرویزیت مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کے قلم کا ایسا شاہکار ہے جس کا جواب ابھی تک منکرین حدیث کے نمائندہ گروہ پرویزیت کے ذمہ بطور قرض ہے۔

اس کتاب کو مصنف ؒ نے چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے:

(ا) معتزلہ سے طلوع اسلام تک: اس ضمن میں منکرین حدیث کی ابتداء' اس کا ارتقاء اور بتدریج تبدیلیوں کا تذکرہ کیا ہے جس میں اسلام میں عقل پرست فرقوں کا آغاز' عجمی تصورات کا پہلا دور' جہمیہ اور معتزلہ کے افکار و عقائد' عجمی تصورات کا دوسرا دور (سرسید احمد خان کے عقائد و نظریات)' سرسید اور نظریہ ارتقاء' عجمی تصورات کا تیسرا دور' چند مشہور منکرین حدیث کے حالات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور طلوع اسلام کی سرگرمیاں وغیرہ عنوانات آتے ہیں۔

(۲) طلوع اسلام کے مخصوص نظریات : مثلاً حسبنا کتاب اللہ، عجمی سازش، مساوات مرد و زن، مسئلہ ارتقاء، مرکز ملت اور نظام ربوبیت وغیرہ۔

(۳) قرآنی مسائل بجواب قرآنی فیصلے اس حصہ میں۔ قرآنی نماز، قرآنی زکاۃ، قربانی، اطاعت والدین، ناسخ و منسوخ، عذاب قبر، وصیت، یتیم پوتے کی وراثت، تلاوت قرآن پاک، نکاح نابالغاں، تعدد ازدواج غلام اور لونڈیاں، رجم اور حد رجم۔

(۴) دوام حدیث : اس حصہ میں علم حدیث کے اصولی مباحث پر حافظ محمد اسلم جیراج پوری کی جانب سے وارد کیے گئے اعتراضات کے مسکت جوابات۔ مثلاً تدوین حدیث کب ہوئی؟ کیا ظن، دین بن سکتا ہے؟۔ کیا وحی صرف قرآن تک محصور ہے؟ کیا تاریخ اور حدیث نبوی کا درجہ ایک ہے؟ نیز وحی جلی و خفی سے متعلق مباحث اور وضع حدیث۔

(۵) دفاع حدیث : اس حصہ میں حدیث اور بالخصوص صحیح بخاری کے داخلی مواد پر طلوع اسلام کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات و سوالات کے جوابات کے ضمن میں حدیث پر چند بنیادی اعتراضات، حدیث اور چند نامور اہل علم و فکر، جمع قرآن روایات کے آئینہ میں، تفسیر بالحدیث پر اعتراضات، متعہ کی اباحت و حرمت، بخاری کی قابل اعتراض احادیث، خلفائے راشدین کی شرعی تبدیلیاں۔

(۶) طلوع اسلام کا اسلام : یہ وہ حصہ ہے جس میں مولانا کیلانی صاحب مرحوم نے طلوع اسلام کے اپنے لٹریچر سے اخذ شدہ حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ انکار سنت کے بعد منکرین حدیث کا اعتقادی اور عملی اعتبار سے صحیح و حقیقی اسلام سے دور کا تعلق بھی نہیں رہتا۔

کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ ہے جس میں ادارہ طلوع اسلام سے چند بنیادی و اساسی استفسارات کئے گئے ہیں۔ یہ سوالات مضامین کے اعتبار سے ایسے انداز میں کئے گئے ہیں جو ساری کتاب کا لب لباب، خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ تاحال طلوع اسلام ان سوالات کا معقول جواب دینے سے قاصر رہا ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ رہے گا۔

اس گفتگو سے یہ بات واضح ہے کہ اس کتاب کا ہر حصہ اپنی جگہ معلومات کا خزینہ ہے جس سے علم و معرفت میں گوناگوں اضافہ ہوتا ہے۔ مولانا کیلانی صاحب مرحوم نے یہ خدمت انجام دے کر افزونی علم کے خواہشمند حضرات کے لئے نہایت وقیع اور شاندار کارنامہ انجام دیا ہے جس کے اثرات تادیر اثر پذیر رہیں گے۔ حدیث و سنت کے موضوع پر یہ تصنیف گویا ایسا چشمہ رواں ہے جس کی روانی سے آنے والی نسلیں بخوبی سیر ہوتی رہیں گی۔

شریعت و طریقت

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور۔
ضخامت: ۵۲۸ صفحات

بلاشبہ اس کتاب کو مولانا کیلانی صاحب مرحوم کے علمی و قلمی رشحات کا شاہکار قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس میں انہوں نے مروجہ طریقت کو نہایت مضبوط و ٹھوس اور مستحکم دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ طریقت نہ صرف ایک الگ اور علیحدہ مذہب ہے بلکہ حقیقی اسلام کے ساتھ اس کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ اس کی دین اسلام میں خواہ مخواہ کی رخنہ اندازی سے امت مسلمہ افتراق و انتشار کی دلدل میں پھنس کر رہ گئی ہے۔

مولانا کیلانی صاحب مرحوم نے قرآن و سنت، آثار صحابہؓ اور تعامل امت کی روشنی میں طریقت کے ایک ایک نظریے اور عقیدے کی گہری نظر سے خوب خبر لی ہے۔ تجزیہ نگاری میں دیانت کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا۔ بات دلائل سے پورے حوالے اور سند سے کی ہے اور واضح کیا ہے کہ اس فسوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گری میں قرآنی تعلیمات' ارشادات رسالت مآب ﷺ اور آثار صحابہ کرامؓ کو کس بری طرح سے مسخ کرنے اور ان کا حلیہ بگاڑنے کی جسارت و جرات کی گئی ہے۔

اس کتاب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں تصوف کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ آغاز سے لے کر اب تک اس میں کیسی کیسی اور کتنی آمیزشیں ہوئیں۔ کیا طریقت کے عقائد و نظریات' وحدۃ الوجود' وحدۃ الشہود اور حلول وغیرہ کا شریعت اسلامیہ کے عقائد کے ساتھ سمجھوتے اور اتحاد کا کوئی امکان ہے؟ طریقت کا باطنی نظام کیا ہے اور کیا طریقت شریعت اسلام کے تابع ہے یا اس کے متوازی ہے یا پھر اس سے متصادم ہے؟ نیز کرامات کی حقیقت کیا ہے اور انہیں کس رنگ و روپ میں پیش کیا گیا ہے؟ ولایت کی تعلیمات کیا ہیں اور ولی بننے کے طور طریقے اور رنگ ڈھنگ کیا ہیں؟ کیا برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت صوفیاء کے ذریعہ سے ہوئی یا اسلام ان کی ہند میں آمد سے پہلے بھی موجود تھا؟ اور ان صوفیاء نے جو اسلام پھیلایا وہ کیسا تھا؟ ان سوالات کے جوابات اس کتاب میں درج ذیل ابواب میں تسلی بخش انداز میں موجود ہیں:

باب ۱: دین طریقت یا رہبانیت (ایک آفاقی مذہب) اس باب کے تحت' اللہ کا پیغام' ایمان بالغیب' رہبانیت کی ابتداء اور کشف و مشاہدہ کی حقیقت' دین طریقت کے مختلف نظریات وغیرہ۔ اسلام اور رہبانیت' رہبانیت میں کشش کی وجوہات۔ عوام میں رہبانیت کی مقبولیت کے اسباب۔ تذکرے اور ملفوظات کا وجود' روایت کرامات میں اختلاف۔ اویس قرنی کا جبہ۔ مبالغہ آرائی کی حد وغیرہ۔

باب ۲: دین طریقت کے نظریات و عقائد: اس باب میں وحدۃ الوجود' وحدۃ الشہود' حلول' اسلام میں عقیدہ حلول کی ابتداء۔ نظریہ وحدۃ الوجود۔ اسلام میں وحدۃ الوجود کی آمد۔ وحدۃ الشہود' وجود و شہود کا فرق۔ وحدۃ الشہود کی تاریخ وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

باب ۳: صوفیاء کے نظریات و عقائد۔ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ کیا تصوف بدعت ہے؟ باطنی علوم کی شرعی علوم پر فضیلت۔ برزخی احادیث اور عقیدہ حیاۃ النبی۔ شریعت پر طریقت کی بالا دستی وغیرہ۔ صوفیاء کا باطنی نظام اور سیاسی نظام۔ مناصب اولیاء اللہ کی شرعی بنیادیں۔ احادیث متعلقہ قطب و ابدال وغیرہ۔ صوفیاء پر محدثین اور فقہاء کی گرفت۔ امام ابن تیمیہؒ اور مجدد الف ثانیؒ کے کارنامے۔

باب ۴: صوفیاء کے مخصوص مسائل: اولیاء اللہ اور ان کی گرفت۔ اولیاء اللہ والیان اسرار ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی گستاخی کا انجام۔ عشق و مستی۔ عشق مجازی اور عشق حقیقی کی تقسیم۔ عشق مجازی اور حیوانات وغیرہ۔ جہاد اصغر اور جہاد اکبر۔ سماع و وجد۔ جام و مے کی شاعری۔ تصور شیخ۔ حضرت خضر علیہ السلام کی شخصیت' رجال الغیب سے استفادہ وغیرہ۔

باب ۵: صوفیاء کے مخصوص مسائل: شیعیت سے لگاؤ۔ بارہ اماموں کا فیض۔ حضرت علیؓ پہلے درویش تھے۔ جبہ نبوی کی تاریخ۔ حضرت زین العابدینؒ کو امامت کیسے ملی؟ مولانا اشرف علی تھانوی کی پیدائش۔ خرقہ کی فضیلت۔ اولیاء اللہ کے جوتوں کے کرشمے۔ لوح محفوظ پر نظر۔ عبادات میں غلو اور بدعات۔ اکل حلال اور احتیاط میں غلو۔ پہیلیوں کی زبان اور اسرار و رموز وغیرہ۔

باب ۶: آستانے اور مزارات۔ نداء بغیر اللہ۔ توسل اور استمداد۔ سجدہ تعظیمی۔ ولایت یا خدائی۔ اولیاء اللہ کے غیب کی وسعت اور تصرف۔ اولیاء اللہ کے موت و حیات پر تصرف۔ توجہ' بیعت اور شفاعت۔ پیران پیر سے توسل کے فوائد۔ یہ مزارات اور خانقاہیں۔ قبر پرستی اور بت پرستی میں قدر مشترک۔ قبروں کے متعلق ارشادات نبوی۔ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا۔ مزارات پر چراغ جلانا اور مجاوری۔ قبروں سے متعلق صوفیاء کا ذہنی انتشار۔

باب ۷: ولایت کی تعلیم۔ ولایت اور کشف و کرامات کا تعلق۔ اولیاء اللہ کے باہمی مقابلے۔ اولیاء اللہ کی اقسام۔ خضر کی تعلیم سے بننے والے ولی۔ صحبت بزرگان سے بننے والے ولی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکمیل ولایت کا معیار۔ اولیاء اللہ اور کیمیا گری۔ صوفیاء اور اسلام کی اشاعت کا طریقہ۔ اولیاء اللہ کا وعظ اور تاثیر کلام۔ ہندوپاک میں اشاعت اسلام میں صوفیاء کا کردار۔ صوفیاء کرام کی تعلیم۔ صوفیاء کی تعلیم و تربیت کا رد عمل۔

باب۸ : معجزات و کرامات اور استدراج۔ کرامات صحابہؓ ۔ ہوا پر حکومت کرنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات اور اولیاء اللہ۔ متفرقات۔

باب۹ : دلائل صوفیاء : مجاہدہ اور ریاضت۔ بیعت۔توجہ یا تصرف باطنی۔ مشاہدہ حق وغیرہ۔

باب ۱۰ : شریعت اور طریقت کا تصادم۔ اولیاء اللہ کے خلاف شرع کام' نکاح سے گریز' جنت' دوزخ کا استہزاء۔ارکان اسلام کا استہزاء۔

اور آخر میں مشائخ عظام سے چند سوالات جو ساری کتاب کا لب لباب اور خلاصہ ہیں۔

کتاب کے ۱۰ ابواب میں سے چیدہ چیدہ عنوانات سے یہاں متعارف کرایا گیا ہے۔ ان ابواب سے مولانا کیلانی صاحب مرحوم کے تبحر علمی' وسعت مطالعہ اور عرق ریزی کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا دائرہ معلومات کتنا وسیع تھا۔ صاحب ذوق حضرات کے لئے کتاب ہذا کا مطالعہ امید افزاء ثابت ہوگا۔

تجارت اور لین دین کے مسائل و احکام

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور
اشاعت اول : اکتوبر ۱۹۹۱ء
ضخامت : ۳۰۷ صفحات

دور رواں میں جہاں اور بے شمار خرابیاں اور برائیاں دین اسلام میں داخل کردی گئی ہیں' وہاں روزمرہ کے لین دین کے معاملات میں بھی ایسی لاتعداد چیزیں داخل کردی گئی ہیں جن کا شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ اس کے باوجود ان کو اسلامی سمجھا جاتا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کی جسارتیں کی جارہی ہیں اور ان کو مسلمانوں کے حلق میں چار و ناچار اتارنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ نادان مسلمانوں کو تاویلات کے چکر میں ڈال کر انہیں حقیقی راہ سے بھکایا اور پھسلایا جارہا ہے۔

اس کتاب میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں اکل حلال کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز خرید و فروخت اور لین دین کی جائز اور ناجائز صورتوں کا ذکر ہے۔ جدید دور کے معاشی مسائل پر بھی کتاب الٰہی اور سنت نبوی کی روشنی میں محاکمہ و موازنہ کیا گیا ہے۔ مولانا کیلانی صاحب مرحوم نے اس کتاب میں تجارت میں بیع و شراء' رزق حلال اور اسلامی طریق تجارت کو بنیاد بنا کر مروجہ ناجائز ذرائع آمدن کو عمدہ طور پر روشناس کرایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ دور حاضر کی تجارت اور خرید و فروخت میں بے شمار چیزیں شریعت اسلامیہ کے منافی ہیں۔

اس کتاب کے سنجیدہ مطالعہ سے بہت سے لین دین کے مسائل کی پیچیدگیاں اور الجھنیں صاف ہوجائیں گی۔ نیز ایک صحیح مسلمان تاجر کے لئے خلاف شرع خرید و فروخت کی راہیں کھل جائیں گی اور اس کے لئے بچنے کا راستہ واضح ہوجائے گا۔

آج پوری دنیا پر سود خوری کا بھوت سوار ہے' مگر اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے اس سے ہنوز بچے ہوئے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کے ضمیر میں بچنے کی خواہش اور تمنا موجود ہے۔ مگر حالات کے ہاتھوں مجبور ہیں اور عزم صمیم نہیں رکھتے کہ اقدام کی جرات کر دکھائیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے صحیح اسلامی فکر اور ذہن رکھنے والوں کے لئے بھی اور مخالف کیمپ کے حضرات کے لئے بھی وافر اور مفید مواد موجود ہے جو ایسے لوگوں کے لئے مہمیز کا کام دے گا اور ان کی تربیت کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترادفات القرآن

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور

ضخامت: ۱۰۰۸ صفحات

"مترادفات القرآن" فہم قرآن کے لئے ایک منفرد علمی کاوش- اپنے موضوع پر مسرت کے ساتھ ساتھ تحیر تک لے جانے والا انوکھا شاہکار قرآن مجید، علم و آگہی اور معرفت و عرفان کا ایسا لاثانی اور بے مثل خزینہ ہے کہ اہل تحقیق و جستجو برسوں سے اس بحر ذخار و ناپیدا کنار میں اپنی اپنی وسعت علمی اور استعداد فکری کے مطابق غوطہ زنی کر کے علم و عرفان کے موتی اور جواہر چنتے چلے آ رہے ہیں-

ہر دور میں ایسے اصحاب علم و فضل اور صاحب دانش و بینش اٹھتے رہے ہیں جنہوں نے توفیق ایزدی اور نصرت الٰہی سے اپنی علمی کاوشوں کا رخ قرآن کریم کو نئے رخ اور نئے زاویہ نگاہ سے سمجھنے اور سمجھانے، متعارف ہونے اور متعارف کرانے کی طرف کئے رکھا- علماء اسلاف نے تفسیری، لغوی، صرفی و نحوی اعتبار سے بھی، قواعد و ضوابط، فصاحت و بلاغت کے قرآنی معیارات کے متعلق، معانی و مطالب کے تصریف و تکرار کے پہلو سے بھی اور ترتیب و نظم کے بارے میں بھی، قرآن کے احکام اور ان کو احادیث نبویؐ کی توضیحات و تشریحات کی روشنی میں پیش کرنے کے لحاظ سے بھی ایسی گراں بہا و گراں قدر خدمات امت مسلمہ کے لئے اپنے علمی ورثہ میں چھوڑی ہیں کہ عہد حاضر کا قابل قدر لفظ "تحقیق" بھی نادم و شرم سار ہو کر رہ گیا ہے-

اخلاف میں بھی اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندے ایسے ہیں جنہیں قرآن مبین کی علمی خدمات کا وافر حصہ نصیب ہوا ہے- ان علماء نے اس میدان میں بڑے قابل تحسین کام انجام دیئے- ایسے علم و عرفان کے چراغوں میں ایک چراغ علم، درویش صفت بندہ عبدالرحمٰن کیلانی (جعل اللہ الجنہ مثواہ) تھے جنہوں نے ایک لمبے عرصہ تک "مترادفات القرآن مع فروق اللغویہ" کے اچھوتے موضوع پر خاموشی سے دھیمے دھیمے کام کیا جو علمی دنیا میں گوئے سبقت لے گیا-

موصوف کی یہ تصنیف اپنی طرز کا ایک منفرد علمی و تحقیقی شاہکار ہے جس میں ایک ہزار سے زائد صفحات پر قرآن مجید کے ہم معنی اور مترادف الفاظ کے معانی کا باریک فرق واضح کیا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ ایسا دقیق اور ضخیم کام ہے جسے انجام دینے کے لئے ایک پورے ادارے کی خدمات بھی ناکافی ہوں گی اور اس فنی کام کے لئے زبان و ادب کی مہارت کے ساتھ علم لسانیات پر بھی عبور درکار ہے۔ مگر اس فردِ واحد نے شب و روز کی محنت صرف کر کے سلف صالحین ؒ کی یاد تازہ کردی کہ تن تنہا ایک گوشہ نشین، انجمن آرائی سے الگ تھلگ بیٹھ کر کلام الٰہی کے بارے میں بہت بڑی علمی خدمت انجام دے دی۔ حقیقت جو کچھ ہے وہ تو یہی ہے کہ یہ سب کچھ فیضان الٰہی ہے، کریم کی کرم نوازی ہے کہ وہ اپنے جس بندہ سے جو خدمت لینا چاہے لے لیتا ہے۔ ورنہ انسان بے چارہ کیا چیز ہے۔ سچ کہا ہے کسی شاعر نے ؎

این سعادت بزور بازور نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مولانا کیلانی رحمہ اللہ کی فطرت جستجو اور محنت کے خمیر سے بنی تھی۔ محنت و مشکلات کے میدانوں میں کود جانے کی عادی تھی۔ وقت کے تقاضا کے مطابق اچھوتے موضوعات کی تلاش میں رہتی تھی۔ "مترادفات القرآن" کا موضوع بھی انوکھا اور اچھوتا ہے۔ جسے ہاتھ لگانا معمولی قابلیت و اہلیت کے کسی فرد بشر کے بس کا کام نہیں۔ بہرحال اس کا خیال ذہن میں کیسے ابھرا اور پھر پایۂ تکمیل تک کیسے پہنچا؟ اس کا جواب مولانا کیلانی مرحوم کے اپنے الفاظ میں سنئے:

"بڑا ہوا، تو از سر نو قرآن کریم کے مطالعہ کا ذوق پیدا ہوا۔ میں نے دیکھا کہ قرآن کریم کے بہت سے الفاظ کا اردو میں صرف ایک ہی لفظ سے ترجمہ کرلیا جاتا ہے۔ مثلاً خوف، خشیت، حذر، وجل، وجس، تقویٰ اور رھب وغیرہ سب الفاظ کا ترجمہ "ڈرنا" ہی لکھا جاتا ہے۔ طبیعت میں جستجو کا ذوق تو تھا ہی، میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ قرآن کریم کے ایسے مترادف الفاظ کا ذیلی فرق کیا ہے؟ لیکن بسااوقات مایوسی بھی ہوئی۔ علماء کی طرف رجوع کیا تو مجھے حیرانی ہوئی کہ اس سلسلہ میں اکثر علماء کا ذہن بالکل صاف ہے۔ انہوں نے یہ فرق معلوم کرنے کی کبھی کوشش ہی نہیں فرمائی۔ پھر میں نے مختلف کتب لغت کا مطالعہ شروع کیا۔ کچھ کتابیں ایسی تو مل گئیں جن میں عربی زبان کے مترادف الفاظ کو یکجا کیا گیا تھا، مگر ان کا ذیلی فرق بتلانے کی شاید ضرورت ہی نہ سمجھی گئی۔ اس سلسلہ میں امام راغب اصفہانی ؒ کی "مفردات" ثعالبی کی "فقہ اللغہ" ابو ہلال عسکری کی "الفروق اللغویہ" اور دور جدید کی کتاب مقائیس اللغہ........"

اس طرح عرصہ دراز کی ذاتی محنت، لگن، جستجو اور تحقیق کاوش کے بعد اردو زبان میں ایسی کتاب کا گراں قدر اضافہ ہوا جسے اپنی نوعیت کے پہلو سے اچھوتی، منفرد، غیر معمولی افادیت کی حامل تصنیف قرار دیئے جانے میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں۔ اگر یہ بات کہی جائے کہ پورے دینی لٹریچر میں عربی سمیت کسی زبان میں بھی اب تک اس موضوع پر ایسی جامع کتاب منصۂ شہود پر نہیں آئی جسے اس کے مقابلہ میں پیش کیا جاسکے تو یہ بات بھی ایک حد تک مبنی بر حقیقت ہے۔ اس کتاب کی دنیائے کتب میں آمد سے اردو خواں واردو داں طبقہ کے لئے بڑی سہولت اور آسانی پیدا ہوگئی ہے کہ یہ حضرات بغیر کسی دقت و دشواری کے معلوم کرسکتے ہیں کہ قرآن عزیز میں کس چیز کے لئے کتنے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ان کے مابین ذیلی فرق کیا ہے؟

یوں تو عام طور پر ہر زبان میں یہ مسئلہ پایا جاتا ہے کہ کسی لفظ کے ہم معنی جسے درحقیقت قریب المعنی کہنا زیادہ مناسب ہے، کیا کیا اور کون کون سے الفاظ پائے جاتے ہیں اور معانی کے اعتبار سے ان میں فرق کیا ہے؟ بسا اوقات یہ فرق بہت ہی لطیف اور عمیق نوعیت کا ہوتا ہے لیکن عربی زبان اور بالخصوص قرآن مجید کی عربی زبان میں بے شمار الفاظ قریب المعنی پائے جاتے ہیں ان میں توافق اور تفاوت کی وجہ معلوم کرنا بڑا ضروری ہے۔ اسکے بغیر قرآن مجید کا صحیح ترجمہ اور تفسیر نہایت مشکل ہے۔ ایسی چند کتابیں اگرچہ عربی زبان میں پہلے سے موجود تھیں مگر ان سے پورا مدعا حاصل نہیں ہوتا تھا۔

بہرصورت اس کتاب کی تمام خوبیاں تو اس وقت احاطہ تحریر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لانا مشکل ہیں۔ تاہم چند خصوصیات ایسی ہیں جنہیں بیان کئے بغیر تعارف نامکمل رہے گا۔ منجملہ خصوصیات میں ایک خصوصی امتیاز تو یہ ہے کہ شروع ہی میں اردو الفاظ کی فہرست کے علاوہ ص ۳۵ سے ۶۶ تک عربی الفاظ اور مادوں (Roots) کی فہرست بھی اردو معانی کے ساتھ دے دی گئی ہے۔اس طرح یہ قرآن مجید کی ایک مختصر اور جامع ڈکشنری بن گئی ہے جس سے عام اردو خواں طبقہ بھی عربی الفاظ کے مادہ کی تلاش کے قواعد و ضوابط سے ضروری واقفیت حاصل کرکے سہولت اور بڑی آسانی کے ساتھ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کے آخر میں مصنفؒ نے پانچ اہم ضمیموں کا اضافہ کرکے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

ضمیمہ نمبر۱ : میں اسماء معرفہ کو ۱۴ عنوانات کے تحت بالتفصیل بیان کیا ہے۔ ان عنوانات کے تحت ۲۷۔ انبیاء و رسل علیہم السلام کے حالات زندگی' ملائکہ میں سے جبریل و میکائیل علیہما السلام اور ہاروت و ماروت وغیرہ کا تذکرہ۔ کتب سماوی' زبور' انجیل' تورات اور قرآن مجید نیز ذوالقرنین' حضرت مریم علیہا السلام' حضرت زید' حضرت نعمان' طالوت' جالوت' ابولہب' سامری' فرعون' ہامان وغیرہ کے تذکرے۔ معبودان باطل کا ذکر۔ دجال' اماکن' اسماء اعداد' اسماء ضمیر اور اسماء اشارہ وغیرہ' عبادات اور شرعی اصطلاحات کا اضافہ اس پر مزید ہے۔

ضمیمہ نمبر۲ : میں اسماء نکرہ متنوع عنوانات کے تحت' جانوروں' پرندوں' نباتات و جمادات' اجزاء بدن' ہتھیار' برتن اور کپڑے وغیرہ کے لئے مستعمل عربی الفاظ اردو زبان اور تشریح کے ساتھ مذکور ہیں۔

ضمیمہ نمبر۳: لغت اضداد پر مشتمل ہے۔

ضمیمہ نمبر۴: میں اردو دان طبقہ کے لئے ایک اہم ضرورت کو پورا کیا گیا ہے یعنی ماضی اور مضارع میں حرف عین میں حرکت کی تبدیلی سے معانی میں جو فرق واقع ہوجاتا ہے اسے واضح کیا ہے۔

ضمیمہ نمبر۵: میں متفرقات کو لیا گیا ہے۔ پھر الفاظ کے اضداد' غلط العوام اور غلط الخواص پر مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

کتاب میں جو کچھ دیا گیا ہے بحوالہ دیا گیا ہے نیز الفاظ کے مابین فرق کی وضاحت کا بھی حوالہ موجود ہے۔

متذکرہ بالا چند نمایاں خصوصیات کی روشنی میں برملا کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب' لغت کے بعد تاریخ' جغرافیہ اور صرف و نحو کے خاطر اہتمام سے ایک جامع کتاب بن گئی ہے۔ فصاحت و بلاغت کے اعجاز بیان کی محیر العقول نزاکتوں اور لطافتوں کے انوار سے قلب و ضمیر کو روشن و منور کرنے کا شوق رکھنے والے حضرات کے لئے ایک علمی شاہکار ہے۔ دعا ہے بارگاہ رب کائنات کے حضور کہ وہ اس گراں مایہ خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے' عوام کے لئے اس سے صحیح استفادہ کا موقع پیدا فرمائے اور اسے صاحب تصنیف کے لئے بلندی درجات اور سرفرازی کا موجب بنائے رکھے۔(آمین)

الشمس والقمر بحسبان

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور۔
ضخامت: ۳۲۸ صفحات

اس کتاب میں ایسے مسئلہ کی پیچیدگیوں کو کھولا گیا ہے جس نے ہر زمانہ میں انسان کو اپنی طرف کھینچے رکھا ہے۔ اس کے متعلق امم ماضیہ اور اقوام حالیہ کے ذہنوں میں طرح طرح کے اوہام اور تخیلات جنم لیتے اور پرورش پاتے رہے ہیں اور آج بھی پرورش پا رہے ہیں۔ دور حاضر کی مہذب و متمدن قومیں بھی تہذیب یافتگی اور شائستگی کے بلند بانگ دعوے کے باوجود ان خیالات کے بھنور میں سرگرداں ہیں۔

چاند ایسی اللہ تعالیٰ کی خوبصورت' حسین و جمیل مخلوق کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں اچھے یا برے شگون لینا' اس کی بعض تاریخوں کو سعد (خوش بختی) اور بعض کو نحس (بدبختی) کا سبب سمجھنا' کسی تاریخ کو آغاز سفر کے لئے' اور کسی کو شادی بیاہ کی خوش کن تقریبات کے لئے منحوس و مسعود خیال کرنا' اس کے طلوع و غروب اور اس کے گھٹنے بڑھنے' اس کی حرکت' اور اس کے گہن کا انسانی قسمتوں پر اچھے برے طریقے سے اثر انداز ہونے کی توہم پرستی میں آج بھی لوگ مبتلا ہیں' حالانکہ چاند تو قدرتی جنتری ہے جو نیلگوں آسمان پر نمودار ہو کر جلوہ نما ہوتا ہے اور اس طرح دنیا بھر کے لوگوں کو بیک وقت ان کی تاریخوں کا حساب بتاتا رہتا ہے۔

یہ تقویم چونکہ فطرت انسان کے زیادہ قریب ہے اور عام مشاہدہ میں آنے والی ہے اسی وجہ سے اسلام نے اس فطری طریقہ حساب کو حقیقی اور اصلی طریقہ قرار دیا ہے' باوجود فطرت انسانی کے قریب ہونے اور عام مشاہدہ میں آنے کے اس کے گھٹنے بڑھنے کا راز عام انسانوں پر واشگاف نہ ہوسکا۔ اسی مخفی راز اور اوجھل حقیقت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ تصنیف معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں:

پہلے حصہ میں علم ہیئت کے اہم مسائل مثلاً سیاروں کی گردش کے انسانی زندگی پر انفرادی اور اجتماعی اثرات کو تسلیم کرلینے سے نجوم و کواکب پرستی اور اصنام و بت پرستی کا رواج' رؤیت ہلال اور مطالع کا اختلاف' مختلف ممالک اور مشہور شہروں کے درجہ ہائے طول بلد و عرض بلد' حرکت زمین اور سکون شمس سے متعلق گزشتہ ادوار میں مختلف نظریات' ہیئت کے موجودہ نظریات اور اسلامی نظریات کا تقابلی مطالعہ جس کے اہم ترین مسائل پر عالمانہ و ناقدانہ کلام کیا گیا ہے۔

دوسرے حصہ میں ہجری اور عیسوی سال میں دن معلوم کرنے اور ہجری اور عیسوی سنین میں باہمی مطابقت کے طریقے درج ہیں' نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ انہی ممیّزات و امتیازات اور خصوصیات کی وجہ سے قمری تقویم ہی قدیمی اور حقیقی تقویم ہے۔

اور تیسرے حصہ میں اھ/۶۲۲ء سے لے کر ۱۶۸۰ھ/۲۲۵۲ء تک کی تقابلی تقویم پیش کی گئی ہے۔ آخر میں اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ کے اہم واقعات اور آغاز خلافت سے لے کر ۱۹۲۴ء اختتام خلافت تک کے ہجری اور عیسوی سال بقید ماہ درج کئے گئے ہیں جو کتاب کی افادیت اور حسن میں اضافہ کا موجب ہیں۔ جس طرح شمس و قمر تا روز ابد اہل دنیا کے لئے منفعت بخش رہیں گے اسی طرح یہ کتاب بھی لوگوں کے لئے دانائی کے پھول نچھاور کرتی اور ان کے لئے راہنما کا کام انجام دیتی رہے گی۔ ان شاء اللہ العزیز!

فرمان رسول ﷺ

مفید کتب

مفید اور اچھی کتابیں رکھنے کی کوشش کریں تاکہ آپ ان سے اپنے گھر کی ذاتی لائبریری بنائیں جس سے گھر کے چھوٹے بڑے تمام افراد استفادہ کرسکیں۔

مضر جرائد و مجلّات

غیر مفید کتابیں وغیرہ' پڑھنے میں اپنا قیمتی وقت برباد نہ کریں اور ضرر رساں و نقصان دہ اشیاء مثلاً مضر اخلاق اور فحش و گندے رسالے پڑھنے سے بالکل دور رہیں۔ اور ان ناولوں وغیرہ سے کلی پرہیز کریں جن کے مصنفوں یا مولفوں کی کوشش ہی یہ رہتی ہے کہ وہ معاشرے میں ہر طرف فساد و گندگی پھیلائیں۔

جیسے وہ نسوانی جرائد و مجلّات جو عریاں و نیم عریاں تصاویر' فحش الفاظ اور خود ساختہ و وہمی مشکلات وسائل سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور یہ جرائد مجلّات اس قدر رواج پا چکے ہیں کہ آج ان کی تعداد حد و شمار سے باہر ہو رہی ہے۔ ایسی کتابوں اور رسالوں کو گھر کے قریب لانے سے بھی پرہیز کریں بلکہ اس طرح کے رسائل وغیرہ کے خلاف آواز اٹھائیں بلکہ جنگ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم المرتبت بھائی

عبدالغفور کیلانی

ہمارا خاندان چھ سات پشتوں سے علمی خاندان کی حیثیت سے معروف ہے۔ اس خاندان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔ اکثر افراد عالم باعمل گزرے ہیں اور اس خاندان میں تین چیزیں عموماً ساتھ ساتھ چلتی رہی ہیں۔ خطابت' طبابت اور کتابت۔ کتابت تو ہمارے خاندان کا آبائی پیشہ ہے۔ جسے ہر ایک فرد نے اپنایا ہے اور خوب نبھایا ہے۔ خطابت کا سلسلہ بھی ہر صاحب علم نے اپنی پوری ذمہ داری سے فی سبیل اللہ نبھایا ہے۔ جہاں جہاں بھی کسی نے کام کیا ہے شرک و بدعت کی جڑیں کاٹی ہیں اور توحید کے پودے کو پروان چڑھایا ہے۔

معاشی لحاظ سے چند افراد نے طبابت میں بھی خاص شہرت حاصل کی ہے۔

ہمارا آبائی گاؤں حضرت کیلیانوالہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ ہے۔ اسی نسبت سے ہمیں کیلانی کہا جاتا ہے۔ جہاں شرک و بدعت کے دو بڑے گڑھ تھے۔ توحید سے صرف چند افراد سرشار تھے جن کی بدولت آج کافی حد تک فضا صاف ہو چکی ہے۔ اور قرآن و حدیث کی تعلیم اکثر گھرانوں میں پہنچ چکی ہے۔ پردادا صاحب' دادا صاحب' والد صاحب اور چچاؤں سبھی نے مقدور بھر قرآن و سنت کی تعلیم پھیلانے میں کوشش کی ہے اور آخر میں میرے بڑے بھائی حافظ محمد ادریس رحمہ اللہ جو کہ عالم باعمل تھے ان کی خدمات بہت گراں قدر ہیں۔

ہم چار بھائی ہیں۔ مولانا محمد سلیمان صاحب' حافظ محمد ادریس صاحب' مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب اور (راقم الحروف)

ہمارے والد محترم مولانا نور الٰہی رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے محمد ادریس رحمہ اللہ نے اس گاؤں میں مستقل سکونت اختیار کئے رکھی اور ان دونوں باپ بیٹا کی گراں قدر دینی خدمات کی وجہ سے کیلیانوالہ اور آس پاس کی بستیاں ہی نہیں بلکہ دور دراز کی آبادیاں بھی قرآن و سنت کی روشنی سے منور ہوتی چلی گئیں۔ وہاں کئی ایسے مخالفین تھے جو اس شمع توحید و سنت کو بجھانے پر تلے ہوئے تھے لیکن خود متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بھائی محمد ادریس صاحب کے دست و بازو بنے۔ گاؤں اور برادری کے جھگڑے عموماً بھائی صاحب ہی کے ذریعہ نبٹائے جاتے تھے۔

انہوں نے اپنی ساری عمر وعظ و تبلیغ' قرآن و سنت کی تعلیم اور توحید کی آبیاری کے لئے وقف کئے رکھی۔ مبلغ ایسے تھے کہ جو تقریر سنتا اثر لئے بغیر نہ رہتا۔ عالم باعمل ہونے کی وجہ سے قدر و منزلت ایسی تھی کہ بڑے بڑے جاگیردار ان کے غریب خانہ پر حاضر ہونے میں فخر محسوس کرتے اور ان کا قرب چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے تبلیغی مشن کی تکمیل کے لئے ایک لڑکوں کا اور ایک لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا جن میں 200 کے قریب لڑکیاں اور 200 کے قریب ہی لڑکے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ چار بڑی بڑی مسجدیں تعمیر کروائیں تصنیفی خدمات اس کے علاوہ ہیں۔ میں نے ان کا بالکل مختصر سا تعارف کیلیانوالہ کے حوالے سے کرایا ہے جو ہمارا آبائی گاؤں ہے۔

بھائی محمد ادریس رحمہ اللہ کا قرآن کے ساتھ شغف کا یہ عالم تھا کہ کہیں سے بھی کوئی آیت پوچھتا تو فوراً بتا دیتے کہ فلاں پارہ میں فلاں رکوع اور فلاں جگہ ہے۔ حالانکہ حافظ نہیں تھے۔ لیکن تلاوت سے ہی نصف قرآن ان کو یاد ہوگیا تھا۔ باقی کا قرآن انہوں نے 65 سال کی عمر میں یاد کیا۔ جس عمر میں عام حافظ قرآن بھولنا شروع ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح ہر آیت کا شان نزول ان کو ازبر تھا اور بتا دیتے تھے کہ یہ آیت مکی ہے یا مدنی۔ اس کا نزول کب ہوا اور کس کی شان میں نازل ہوئی۔ میرے یہ بھائی 1992ء میں وفات پاچکے ہیں۔

ان سے بڑے بھائی مولانا محمد سلیمان کیلانی رحمہ اللہ تھے۔ جو تعارف کے محتاج ہی نہیں۔ ہر علمی خاندان اور صاحب علم ان سے اچھی طرح واقف تھا۔ ان کی تبلیغی، تدریسی، اصلاحی، تصنیفی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ چار پانچ کے قریب انہوں نے بھی مسجدیں اور تبلیغی مراکز بنائے۔ ایک بہت بڑا مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات کھیالی (گوجرانوالہ) میں قائم کیا جس میں 250 کے قریب لڑکیاں پاکستان کے دور دراز علاقوں سے آکر علمی پیاس بجھاتی ہیں۔ یہاں پورا درس نظامی کا نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ وہ بھی 1988ء میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ چکے ہیں۔ اب یہ مدرسہ مقامی انجمن چلا رہی ہے۔ اپنے ان دونوں بھائیوں کا میں نے ضمناً ذکر کیا ہے۔ ورنہ میرا مقصود ان دونوں کے برادر خورد کا ذکر کرنا مقصود ہے جو عبدالرحمن کیلانی کے نام سے معروف ہیں۔

یہ 1923ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے ان کے خداداد حافظہ اور ذہانت کی باتیں ہونے لگیں۔ پرائمری سکول میں اول پوزیشن لے کر انعام حاصل کیا۔

لوئر مڈل سکول کوٹ ہرا میں ابھی چھٹی کلاس میں ہی پڑھتے تھے کہ ان کے استاد نے ایک آیت پڑھی جس میں لفظ "الا" آتا تھا۔ استاد صاحب نے اس کا ترجمہ (الا سمجھ کر) "مگر" کیا۔ بھائی صاحب سے رہا نہ جاسکا۔ اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ کہنے لگے اگر بے ادبی نہ ہو تو کچھ عرض کروں۔ استاذ کی اجازت پاکر انہوں نے کہا یہ "الا" نہیں "الا" ہے اور اس کا ترجمہ "خبردار" ہے استاد صاحب الا اور الا کا فرق نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے جب فرق بتایا تو استاد صاحب نے برا نہیں منایا۔ بلکہ خوش ہوئے اور ان کو باقاعدہ شاباش دی۔ میں نے یہ واقعہ اس لئے لکھا ہے کہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ چھٹی جماعت میں تھے تو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ چکے تھے۔ ہمارے گھر کا ماحول اس طرح کا تھا کہ چھوٹی عمر میں ہی قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا دیا جاتا تھا۔

چھٹی میں ان کے ایک استاد تھے جو حساب پڑھایا کرتے تھے۔ وہ ان کی ذہانت اور حساب دانی سے بڑے متاثر تھے اور "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" کے مصداق جماعت میں ہر ٹیسٹ اور ہر مضمون میں اول آتے تھے۔ اس وقت ان کی عمر بمشکل دس سال تھی۔ ایک دن ان کے استاد صاحب ہمارے والد محترم کے پاس حضرت کیلیانوالہ تشریف لائے اور ان سے فرمایا آج میں ایک خاص کام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ والد صاحب نے بصد احترام بیٹے کے استاد ہونے کے ناطے انہیں بٹھایا اور آنے کا مقصد پوچھا۔ تھوڑی بہت تمہید کے بعد انہوں نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ میں آپ کے بیٹے کو اپنی دامادی میں لینا چاہتا ہوں۔ والد صاحب یہ سن کر حیران رہ گئے اس لئے کہ ابھی لڑکے کی عمر ہی کیا ہے۔ صرف دس سال۔ کیا جواب دیتے۔ خاموش ہوگئے۔ بہرحال وقتاً فوقتاً بات آگے بڑھتی رہی اور ساڑھے دس سال کی عمر میں شادی ہوگئی۔ ان کی زوجہ کی عمر اس وقت بمشکل سات سال ہوگی۔ یعنی یہ رشتہ ان کی خداداد ذہانت اور لیاقت کے نتیجہ میں طے پایا۔

بچپن سے ہی ان کو اشعار سے دلی وابستگی تھی۔ سکول سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے تو اشعار نقل کرنے بیٹھ جاتے۔ ایک کاپی انہوں نے ڈھائی تین سو صفحہ کی جلد کی ہوئی تھی' اس میں انہوں نے خاص طور مولانا ظفر علی خان کی نظمیں لکھی ہوئی تھیں اور دیگر شعراء کی چیدہ چیدہ بہترین نظمیں بھی لکھی ہوئی تھیں۔ علاوہ ازیں قریباً نصف بانگ درا' نصف بال جبریل اور بیشتر حصہ شاہنامہ اسلام کا لکھا ہوا تھا۔ اکثر و بیشتر بڑے بڑے قیمتی اشعار بڑی لے میں پڑھتے اور خود ہی مسرور ہوتے اور جھوم جاتے۔

عام طور پر مشکل اشعار ان کی زبان پر ہوتے تھے۔ جو چھٹی جماعت کا طالب علم قرآن مجید کا ترجمہ جانتا ہو وہ ان اشعار کا مطلب بھی ضرور سمجھتا ہوگا اور مطلب سمجھ کر ہی اپنی کاپی میں درج کرتا ہوگا۔ انہوں نے اپنے نام کے ساتھ آثم کا تخلص بھی رکھا ہوا تھا اور اپنے لئے ایک الماری مختص کر رکھی تھی جس میں کتابیں اور دیگر اشیاء رکھتے تھے۔ اس الماری کے ایک پٹ پر انہوں نے اپنا نام خوبصورت اور موٹے حروف میں لکھ رکھا تھا عبدالرحمٰن آثم۔

ایک دفعہ والد مرحوم نے ان کو بتایا کہ آثم ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ناپسند ہیں تو انہوں نے یہ تخلص ترک کر دیا۔ تب سے عبدالرحمٰن کیلانی لکھنا شروع کر دیا۔

اشعار کی جو کاپی انہوں نے بنائی تھی وہ خوشنویسی کا ایک مرقع تھی۔ اس میں اتنی بہترین کتابت کی ہوئی تھی کہ اچھا بھلا خوش نویس بھی ایسی کتابت نہیں کر سکتا۔ اس فن میں بھی خداداد صلاحیت اور ذہانت کام کر رہی تھی۔ اتنا صاف ستھرا اور خوبصورت لکھا ہوا تھا کہ دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی تھی کہ یہ چھٹی جماعت کے طالب علم کی کاوش ہے۔

حساب سے خاص طور پر بڑا لگاؤ تھا مشکل سے مشکل سوال فوراً حل کر لیتے تھے۔ کلاس فیلوز جو ان سے آٹھ آٹھ دس دس سال بڑے تھے ہمارے گھر آکر ان سے استفادہ کرتے۔

ہر امتحان میں اول پوزیشن لے کر انعام اور وظائف حاصل کرتے۔ ایک دو امتحانات میں فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد میٹرک کلاس کو ٹیوشن پڑھاتے رہے۔ جبکہ اس زمانہ میں تعلیمی معیار بہت بلند تھا آج تو اس کے مقابلہ میں معیار کچھ بھی نہیں ہے۔

1947ء کے بعد دوکانداری شروع کی۔ اس میں بھی اہم ذمہ داریاں مثلاً حساب کتاب رکھنا' لاہور اور گوجرانوالہ سے سودا سلف لانا وغیرہ آپ کے سپرد تھیں۔ اس میں بھی کامیاب رہتے بشرطیکہ دکان کو خیر باد کہہ کر لاہور نہ آجاتے۔ دکان اس لئے چھوڑنا پڑی کہ یہ چاروں بھائیوں کے اخراجات برداشت نہ کر سکتی تھی۔

آخر کتابت کو ذریعہ معاش بنایا۔ نسخ اور نستعلیق دونوں خطوط میں نام پیدا کیا۔ علاوہ ازیں خط راقعہ' خط کوفی اور دیگر عربی خطوط میں بھی دسترس حاصل کی۔

تصنیف کے میدان میں قدم رکھا تو بڑے بڑے دقیق عنوانات پر ضخیم اور مدلل کتب لکھ کر بڑے بڑے مصنفین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ وہ مصنفین جنہوں نے ساری ساری عمر اس میدان میں صحرا نوردی کی منہ تکتے رہ گئے۔ زود نویسی کا عالم یہ تھا کہ آٹھ سال کے قلیل عرصہ میں 12 دقیق کتب لکھیں اور پورے قرآن مجید کی تفسیر ڈھائی سال کی مدت میں لکھ کر ریکارڈ توڑ دیا۔ "مترادفات القرآن" لکھ کر بڑے بڑے علماء و فضلاء' مصنفین' اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں رکھنے والوں کی گردنیں جھکا دیں۔

مختصر سی مدت میں آپ کی تصنیفات کا ملک سے باہر عرب اور یورپ تک پہنچ جانا آپ ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔ تائید ایزدی ہر میدان میں آپ کے شامل حال رہی اور ہر میدان میں کامیابیوں اور کامرانیوں نے آپ کے قدم چومے۔

دینی مشن کی تکمیل کے لئے انہوں نے بھی ایک مدرسہ تدریس القرآن و الحدیث للبنات کے نام سے بنایا جو دس بارہ سال سے روز افزوں ترقی پر ہے۔ وہاں درس نظامی اور وفاق المدارس کا کورس پڑھایا جاتا ہے۔ تین منزلہ وسیع و عریض بلڈنگ میں 200

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قریب بچیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ پڑھائی کا معیار بہت اچھا ہے۔ سارا انتظام بھائی صاحب رحمہ اللہ کی سرپرستی میں تھا' بلکہ خود ناظم مدرسہ تھے اور مدرسہ میں ایک دو سبق بھی پڑھاتے تھے۔

اسی طرح ایک مسجد بھی بنوائی۔ اس کی نظامت بھی ان کے سپرد ہی تھی۔ آپ 18 دسمبر 1995ء کو ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ عشاء کی نماز میں سجدہ کی حالت میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون

اخلاقی لحاظ سے بھی آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ خاندان کا اکثر و بیشتر نوجوان طبقہ خوشنویسی سیکھنے کے سلسلہ میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتا اور فیضیاب ہوتا۔ قریباً برادری کے تمیں افراد آپ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کر چکے ہیں۔ انہیں نہایت ہمدردی اور محبت و شفقت سے کام سکھاتے تھے اور ساتھ ساتھ رہائش کا بھی بندوبست کرتے۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور سادہ مزاج تھے۔ سادہ لباس پہنتے مگر صاف ستھرا ہوتا۔

وقت کے انتہائی پابند تھے۔ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی طرح ان میں بھی یہ خاص وصف تھا کہ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو تمام مصروفیات چھوڑ کر مسجد کی طرف چل دیتے اور تکبیر تحریمہ فوت نہ ہونے دیتے۔ نیز دوسرے سارے کاموں میں بھی پابندی وقت ملحوظ رکھتے۔ کم گو تھے۔ ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔ ان کے نزدیک وقت بہت قیمتی چیز تھی۔ فضول باتوں سے مطلقاً پرہیز ان کا شعار تھا۔ کوئی مسئلہ چھڑ جاتا تو پھر ان کی سلاست و روانی دیکھنے کے قابل ہوتی۔ بلا دلیل بات نہ کرتے۔ دینی حمیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

برادری کے ساتھ ان کے روابط بہت زیادہ تھے۔ سال بھر میں ایک دفعہ تو لازماً ساری برادری کو گھر گھر جا کر ملتے اور ان کا حال احوال دریافت کرتے۔ ضرورت مندوں کی ہر ممکن ضرورت پوری کرتے۔ ہر ایک کے ساتھ دوستانہ برتاؤ ان کی فطرت کا حصہ تھے۔ اسی حسن سیرت اور حسن خلق کی بنا پر ساری برادری ان کا بے حد احترام کرتی تھی۔ آپ میں قوت فیصلہ بھی اتم درجہ موجود تھی۔ بہت جلد معاملہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے۔ اس لئے برادری کے جھگڑے عموماً انہیں کے ذریعہ طے پاتے۔ آپ نیکی میں سبقت کرنے والے' نیکی کا درس دینے والے' نیکوں کا بے حد احترام کرنے والے اور بڑوں سے بھی بے حد خوش اخلاقی سے پیش آنے والے تھے۔ برائی کا جواب برائی سے نہ دیتے تھے۔ طبیعت میں مزاح کی رمق بھی پائی جاتی تھی۔ نیز دل آزار مزاح سے ان کی طبیعت کوسوں دور تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچوں سے بھی اکثر اوقات اپنا دل بہلا لیا کرتے تھے' اسی لئے تمام چھوٹے بچے ان سے خاصے مانوس تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت بھی وافر عطا کیا تھا' جس کا بیشتر حصہ وہ تبلیغی امور پر خرچ کر دیا کرتے' یا غریبوں کا سہارا بنتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رفیقہ حیات بھی انہیں اوصاف حمیدہ سے مزین عطا کی ہوئی تھی۔ ان کی ذہانت بھی قابل رشک تھی۔ قرآن مجید ان کے سینے میں بھی محفوظ تھا اور کئی بچیوں کے سینوں میں قرآن بمعہ ترجمہ محفوظ کر چکی تھیں۔ "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث" کی اصل بانی یہی محترمہ تھیں۔ اب مدرسہ کی تمام تر تعلیمی ذمہ داری ان کی چھوٹی بیٹی نباہ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے۔ آمین۔

چونکہ دونوں افراد ہی ذہین تھے' اس لئے ان کو اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی ذہین اور صالح عطا فرمائی۔ ماشاء اللہ ساری اولاد مکمل دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم سے بھی آراستہ ہے۔ اس گھرانے کا دین سے شغف کا یہ عالم ہے کہ اس وقت ماشاء اللہ ان کے پوتے پوتیاں' دوہتے دوہتیاں 56 کے قریب ہیں۔ جن میں سے 35 حافظ قرآن ہو چکے ہیں اور باقی حفظ کر رہے ہیں۔

ہمارے لئے یہ گھرانہ مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

یا الٰہی! ان دونوں (میاں بیوی) کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرما۔ اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام مرحمت عطا فرما۔ آمین ثم آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرنے والے کی جبین روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہوں اندھیری رات میں

ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی

اسلام میں حقوق العباد کی اہمیت ایسا امر مسلم ہے جو کسی تمہید و تعارف کا محتاج نہیں اور حقوق العباد میں قرابت داروں اور رشتہ داروں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ قرآن پاک کی اس آیت سے ہوتا ہے کہ "وانذر عشیرتک الاقربین" (اے نبی ﷺ! اپنے قرابت کے رشتہ داروں کو ڈرائیے) یعنی نبوت کی تبلیغ کے کام کی ابتداء ہی اپنے قبیلے کے قریبی رشتہ داروں سے شروع کیجئے۔ چنانچہ اسی حکم الٰہی کی اتباع میں آپ ﷺ نے دعوت کا آغاز اپنے قریبی رشتہ داروں سے کیا۔ حدیث شریف میں بھی آتا ہے۔ "اپنے خاندانی نسبوں کو معلوم کرو جن کے جاننے سے تم اپنے عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو گے کیونکہ صلہ رحمی خاندان میں محبت کا ذریعہ بنتی ہے' صلہ رحمی مال بڑھنے کا سبب ہے اور اس کی وجہ سے عمر زیادہ ہوتی ہے" (مشکوٰۃ المصابیح) (ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے: رحم لفظ رحمٰن سے لیا گیا ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ اے رحم جس نے تجھے جوڑے رکھا' میں اس کو رحمت کے ساتھ اپنے سے ملاؤں گا۔ جس نے تجھے کاٹ دیا اس کو اپنی رحمت سے کاٹ دوں گا۔ (بخاری)

چنانچہ والد محترم و مکرم جہاں ہمہ صفت اور بے شمار گوناگوں خوبیوں کا مرقع تھے وہاں ایک ایسے گلستان کی مانند تھے جس کے ہر ایک پھول کی اتنی نفیس اور روح افزا خوشبو تھی کہ جس کی وجہ سے سارا گلستان مہکا ہوا تھا۔ چنانچہ اس رنگا رنگ گلستان میں سے صرف ایک پھول کا تعارف آپ کو کرانا چاہتا ہوں اور وہ ہے ان کی اپنی برادری کے لوگوں سے مسلسل رابطہ' ان کی غمی خوشی میں شرکت' ان کے دکھ دردوں کے معاملات میں ان کی معاونت اور ضرورت مندوں کی ضرورت کی تکمیل۔ شروع ہی سے ان کی طبیعت میں ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اپنے رشتہ داروں کی ایک ایک ضرورت کا خیال رکھنا اور اظہار کئے بغیر خود ان کے گھروں میں پہنچ کر ان کی معاونت کرنا ایک عبادت سمجھتے تھے۔ میں چونکہ ان کی اولاد میں سب سے بڑا ہوں۔ اسی لئے مجھے ان کے ذاتی معاملات کو دیکھنے کا موقعہ دوسرے بہن بھائیوں کی نسبت زیادہ ملا ہے۔ 1969ء میں سعودی عرب کے شہر طائف میں بحیثیت میڈیکل آفیسر تعینات ہوا۔ ہر سال ڈیڑھ ماہ کی سالانہ چھٹی گزارنے پاکستان آتا (اور یہ سلسلہ تقریباً 25 سال 1992ء کے آخر تک چلتا رہا)

والد محترم کو بھی شدت سے میرا انتظار ہوتا اور ہم دونوں بمعہ اپنے اہل و عیال ہر سال کم از کم ایک دفعہ اور بعض دفعہ دو تین مرتبہ اپنی برادری کا "لانگ ٹور" لگاتے۔ جو کہ اکثر چاندی کوٹ' منڈی واربرٹن' کھیالی (گوجرانوالہ)' رسول نگر' کیلیانوالہ' پھالیہ' میلو شرقی' گجرات' منڈی مریدکے' قلعہ دیدار سنگھ' حافظ آباد تک ہوتا۔ برادری کے سب لوگوں کو انتظار ہوتا تھا کہ بھائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے ان ایام میں حسب معمول چکر لگاتا ہے۔ وہ اکثر اپنے مسائل حل کرانے کے لئے اس وقت کا انتظار کرتے۔ یہ "ٹور" عام طور پر کم از کم تین دن یا پانچ دن پر مشتمل ہوتا تھا۔ ملاقات پر کئی خاندانوں کی مالی مدد کرتے جس کا اندازہ ہمیں ان کی وفات پر تعزیت کے لئے آنے والے رشتہ داروں کی زبانی ہوا۔ کہ وہ بنیادی ضروریات کے علاوہ ان کی ہنگامی ضروریات کے وقت بھی بڑی معقول امداد کیا کرتے۔ برادری کے جھگڑوں پر اکثر ان کو ثالث بنایا جاتا اور وہ جھگڑے اپنی خداداد ذہنی صلاحیتوں سے اس طرح ختم کرا دیتے کہ فریقین ان کو دعائیں دیتے رہ جاتے۔ ہمیشہ اس کوشش میں رہتے کہ جہاں کہیں معمولی سی رنجش بھی موجود ہو تو فوراً خود پہنچ کر صلح کرا دیں۔ اس کے لئے بسا اوقات انہیں تین تین چار چار دفعہ بھی جانا پڑتا تو اس کو بار گراں نہ سمجھتے۔

1954ء کو جب ہم لاہور آکر اپنے مکان دارالسلام وسن پورہ میں رہائش پذیر ہوئے تو مجھے چھٹی جماعت میں اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ میں داخل کرا دیا۔ اس وقت سے اپنے شاگردوں کو فن کتابت اپنے گھر میں رکھ کر سکھانے کا جو سلسلہ شروع ہوا۔ تو یہ اس وقت ختم ہوا جب میں نشتر میڈیکل کالج ملتان سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد 1969ء کو طائف (سعودی عرب) روانہ ہوا۔ اکثر اوقات دیکھنے میں آتا کہ ہماری بیٹھک میں رشتہ داروں اور اقرباء کے نو آموز شاگردوں کی ایک پوری جماعت بیٹھی ہوتی۔ وہ والد صاحب سے کتابت کی اصلاح لیتے اور وہ بڑے دھیمے اور پیارے انداز میں اپنے شاگردوں کو کتابت سکھا کر انہیں معاشرے کا ایک باعزت اور ہنر یافتہ خوشنویس بنا کر فارغ کرتے۔ اردو رسم الخط اور عربی رسم الخط دونوں میں شاگرد یہ فن والد صاحب سے سیکھتے۔ اس دوران ہنسی خوشی کی باتیں، نعتیں، نظمیں، لطیفے، چٹکلے اور علمی نکات بیان ہوتے رہتے۔ اکثر بات بات پر مسکراہٹیں بکھر جاتیں۔ ایک ایسی خوشگوار فضا موجود ہوتی جس میں نہ کوئی ناراضگی، نہ غصہ اور نہ کسی پر احسان یا دباؤ کا احساس ہوتا۔ خود بھی خوش الحان تھے۔ تھوڑے سے اصرار پر عربی اور اردو میں نظمیں اور نعتیں سنانا شروع کر دیتے اور خاص طور پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار "واحسن منک لم ترقط عین" بڑے سوز سے پڑھتے۔

ان کا یہ شوق آخر تک برقرار رہا۔ اپنے شاگردوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے مالی تعاون کے بارے میں ہمارے ایک برادری کے عزیز جب تعزیت کے لئے آئے تو انہوں نے بتایا کہ ہم گھر سے صرف اتنے پیسے لے کر نکلتے کہ وسن پورہ پہنچ جائیں۔ پھر بھائی صاحب کے ہاں قیام و طعام بھی ہوتا۔ وہ ہمیں کتابت کے لئے کام بھی لا کر دیتے اور پھر جاتی دفعہ ان سے کرائے کی رقم بھی مل جاتی۔ ایک اور صاحب فرمانے لگے کہ میں نے ایک مرتبہ ان سے باتوں باتوں میں کہا کہ بھائی صاحب گھر میں آٹا ختم ہو گیا ہے۔ تو فوراً اپنے پاس سے پیسے نکال کر دیئے کہ ابھی جا کر ایک من آٹا لاؤ اور کافی نقد رقم بمعہ کرایہ بھی دے دیا اور ناراض ہو کر کہنے لگے: کہ تم نے یہ سب کچھ اتنی دیر سے کیوں بتایا ہے تمہیں آتے ہی اس کا ذکر کرنا چاہیئے تھا اور کہا کہ ابھی گھر جاؤ اور یہ آٹا دے کر آؤ" یہ محفلیں اور ان کی رونقیں تقریباً چودہ، پندرہ سال تک چلتی رہیں اور ان پر اس وقت نکھار آجاتا جب الیکشن کا زمانہ ہوتا۔ بیس بیس، پچیس پچیس آدمی بیک وقت کام کر رہے ہوتے۔ چائے کا دور چلتا۔ کبھی گھر سے کوئی میٹھی چیز بنوا کر سب کو پیش کرتے۔ عموماً جب میں ملتان سے چند دنوں کے لئے گھر آتا اور ان سے شکوہ کرتا کہ آپ ہمیں وقت نہیں دیتے، ہر وقت وہیں مشغول رہتے ہیں تو ہنس کر فرماتے کہ میں یہ سب کچھ عبادت سمجھ کر کرتا ہوں۔ یہ محفلیں اور اجتماعات اس وقت اختتام پذیر ہوئے جب ہماری شادیوں کے سلسلے شروع ہوئے۔ فرماتے کہ اب بچیاں بالغ ہو گئی ہیں اور میں غیر محرم مردوں کا گھر میں آنا جانا پسند نہیں کرتا۔

لیکن برادری کے ساتھ تعاون اور صلہ رحمی والا سلسلہ اس کے باوجود قائم رہا۔ برادری کا "سالانہ ٹور" بھی تادم حیات جاری رہا۔ پہلے یہ صرف میرے ساتھ ہوتا۔ پھر میرے چھوٹے بھائی پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی ریاض میں تعلیم کے لئے اور پھر ملازمت کے سلسلے میں دو دفعہ سعودی عرب گئے اور سب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے بھائی انجینئر عتیق الرحمٰن کیلانی صاحب بھی عرصہ دس سال سے ریاض میں انجینئرنگ یونیورسٹی میں بطور لیکچرار کام کر رہے ہیں۔ وہ بھی جب پاکستان آتے تو ان کے ساتھ بھی یہ "ٹور" لگاتے۔ ہر فرد کی غمی' خوشی' بیماری' جنازے اور عیادت کے لئے جانا اپنا فرض سمجھتے۔ ہر کام پھرتی اور چستی سے کرنے کی عادت تھی۔ ایک "شارٹ ٹور" لاہور میں مقیم افراد کے ہاں لگاتے جو عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے موقعہ کے علاوہ بھی خاص خاص ایام میں ہوتا تھا تقریباً ایک دن میں ہی سب گھروں کا چکر لگا آتے۔ جیسے ہی گھر میں بیل بجتی' والد صاحب کا ہنستا مسکراتا چہرہ "السلام علیکم" کی آواز کے ساتھ نمودار ہوتا اور آتے ہی بڑوں سے لے کر بچوں تک کو پیار سے بلاتے اور ہلکی سی چپت لگا کر ان سے مذاق شروع کردیتے۔ ہر فرد سے اتنا پیار کرتے کہ وہ سمجھتا' جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں شاید اتنا کسی اور سے نہیں کرتے۔ ان کی جدائی کے دن اکثر تعزیت کرنے والے برادری کے افراد اس طرح دھاڑیں مار کر روئے کہ جیسے "ہمارا باپ ہم سے جدا ہوگیا ہے اور ہم سب یتیم ہوگئے ہیں۔ جبکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جتنا پیار وہ ہم سے کرتے تھے شاید اتنا کسی اور سے نہیں کرتے تھے"

طبیعت میں فطرتاً مزاح تھا اور اتنے زندہ دل تھے کہ 72 سال کی عمر پانے کے باوجود جب ہم سیر کے لئے جاتے تو ساتھ شامل ہوجاتے۔ ہم دیکھتے کہ کبھی بچوں کے ساتھ مل کر جھولا جھول رہے ہیں تو کبھی نہر میں نہا رہے ہیں۔ اسی سال غالباً اگست کا مہینہ تھا کہ ہم سب بہن بھائیوں نے مل کر گلشن اقبال کی سیر کا پروگرام بنایا۔ گرمیوں کے دن تھے اور جہاں پہاڑی پر ٹیوب ویل چلتا ہے' نیچے تالاب کی شکل میں پانی جمع ہو کر پارک کو سیراب کرتا ہے۔ ہم لوگ نہانے کی سوچ رہے تھے۔ لیکن ایک جھجک سی مانع تھی کہ لوگ کیا کہیں گے؟۔ ابا جان مرحوم فوراً ہی تالاب میں جاگھسے اور بچوں کے درمیان بڑے مزے لے لے کر نہانے لگے۔ ان کی دیکھا دیکھی باقی کئی افراد بھی پانی میں گھس گئے۔ ان کی انہی خوبیوں کی بناء پر برادری کے لوگ انہیں "برادری کا سرا" کہتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ خلق خدا کی گواہیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہیں۔ آج برادری کا ہر ایک فرد ان کے ایمان' اقربا پروری' نیکی' صلہ رحمی اور تقوی کا برملا اعلان کر رہا ہے۔ اور پھر ان کا سجدے کی حالت میں اپنے اللہ جل شانہ سے ملنا یہ واضح اشارہ کرتا ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کو کتنے محبوب تھے۔ الٰہی اپنی مخلوق کی یہ گواہیاں قبول فرما۔ ان کی قبر کو نور سے بھردے۔ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین جگہ دے اور ان کے اعمال صالحہ کو قبول فرما کر ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

تعزیتی خط

الحمد رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الامین وبعد

محترم و مکرم جناب بھائی نجیب الرحمٰن صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کے والد محترم کی وفات پر ہم تمام کارکنان مکتبہ دارالسلام آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون ○ اعظم اللہ اجرکم واحسن اللہ عزاکم وغفراللہ موتاکم۔

درحقیقت ایسی شاندار موت کی تمنا ہر مسلمان کو ہوتی ہے اور جس کو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نصیب ہوجائے اس کے متعلقین کو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اس لحاظ سے ہم سب آپ کو مبارکباد بھی دیتے ہیں۔ مجاہد صاحب آج کل امریکہ میں ہیں ان سے بات ہوئی تھی۔

اظہار افسوس کر رہے تھے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخوانکم

کارکنان مکتبہ دارالسلام (الریاض سعودی عرب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُستادِ محترم

محمد حنیف صابر

آج سے کوئی چالیس سال پہلے کی بات ہے جب میں نے میٹرک کا امتحان 1955ء میں پاس کیا تو میرے والد ماجد مجھے میرے استاد محترم جناب حاجی عبدالرحمٰن کیلانی صاحب' جو رشتے میں میرے خالو لگتے تھے' کے پاس بطور شاگرد چھوڑ گئے۔ مجھ سے پہلے کوئی آدھ درجن شاگرد پہلے موجود تھے جو سب کے سب گاؤں ہی سے آئے ہوئے تھے اور دور نزدیک کے رشتہ دار ہی تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہماری برادری کے سب سے پہلے شخص یہی تھے جنہوں نے لاہور آکر مستقل سکونت اختیار کی۔ ویسے تو ہمارے سب اباؤ اجداد کا دین اور فن خوشنویسی سے بہت زیادہ قریب کا تعلق تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ مدتوں پہلے آباؤ اجداد میں جس شخص نے پہلے مسلمان ہونے کی سعادت حاصل کی وہ موحد مسلمان ہوا اور آگے نسل در نسل الحمدللہ موحد ہی پیدا ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رہتی دنیا تک ہماری آئندہ آنے والی نسل کو بھی اسی عقیدہ پر قائم رکھے۔ آمین!

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ دین کے ساتھ ساتھ ہمارے آباؤ اجداد کا فن خوشنویسی کے ساتھ اتنا لگاؤ تھا کہ پیشہ کے طور پر ذریعہ معاش بنائے رکھتے تھے اور طرہ امتیاز یہ ہے کہ ساری ساری زندگی قرآن کی اور احادیث شریف کی کتابت کی اور دنیاوی کتابت یعنی اخبار' رسالے اور ناول جیسی لغویات سے مبرا ہی رہے۔

ابتدائی تعلیم : میرے استاد محترم کا آبائی گاؤں ضلع گوجرانوالہ کا ایک مشہور گاؤں حضرت کیلیانوالہ ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر سے حاصل کی۔ پرائمری کے سنٹر کے امتحان میں وظیفہ حاصل کیا اور یکے بعد دیگرے مڈل اور میٹرک کے امتحانات میں بھی وظائف حاصل کئے اور ساتھ ہی ساتھ دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اعلیٰ تعلیمی مدارج طے کرتے رہے۔

تلاش معاش : تلاش معاش کے سلسلے میں پہلے آپ نے فوج کی ملازمت اختیار کی۔ لیکن ایک درویش منش انسان کو یہ ملازمت راس نہ آئی۔ اس لئے ملازمت چھوڑ کر اپنے آبائی پیشہ فن خوشنویسی ہی کو مستقل طور پر ذریعہ معاش بنانے کا فیصلہ کرلیا اور لاہور آکر چوک دالگراں میں جو اس وقت فن خوشنویسی کا گڑھ ہوا کرتا تھا' رہائش اختیار کی اور کچھ ہی عرصہ بعد آپ نے اپنے استاد گرامی جناب مولوی محمد حسین صاحب عادل جو اس وقت کے مایہ ناز عربی کے خوشنویس تھے اور اپنا ایک ادارہ "مبارک کمپنی" کے نام سے کھول رکھا تھا' کے پاس ایک ذاتی مکان تعمیر کیا اور تقریباً 1954ء میں وسن پورہ کو اپنا مسکن بنالیا اور مکان کا نام "دارالسلام" رکھا اور اپنے اہل و عیال کو لاہور لے آئے۔ اب کیا تھا کہ اللہ کے اس نیک بندے سے فیوض کا در کھلا اور ہر کہہ و مہ کو اپنی خداداد صلاحیتیں بانٹنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی خدمت کے لئے جن خاص خاص بندوں کو اس کام پر مامور کیا ان میں سے میرے استاد محترم ایک تھے۔ آپ کسی لاگ لپٹ اور بغیر کسی استثناء کے ہر ایک کا کام کرتے تھے۔

ہاں تو جب آپ نے یہاں رہائش اختیار کرلی تو برادری کے ہر ہر فرد کو ان کے پاس آکر رہنے کا مواقع میسر آنے لگے۔ رہائش کا مسئلہ آیا تو اپنے پاس بیٹھک میں بٹھایا بلکہ ایک اور کمرہ صرف آنے جانے والوں اور شاگردوں کے لئے مختص تھا۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتے وقت اس سے کوئی جرح یا سرزنش نہ کرتے اور بغیر کسی توقف کے اس کی ضرورت پوری کرتے۔

شادی : فرماتے تھے کہ میری شادی بچپن میں ہی ہوگئی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس وقت چھٹی جماعت کا طالب علم تھا۔ جس عورت کو آپ جیسا نیک جیون ساتھی ملا اس کی عمر تقریباً 7 برس تھی۔ رشتہ میں راقم کی خالہ تھیں۔ ان کا نام حمیدہ بیگم تھا اور وہ بھی واقعی اسم بہ مسمی کے مصداق خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے اوصاف حمیدہ کی مرقع تھیں۔ جناب خالہ جی ابھی چند ماہ کی تھیں کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ چنانچہ ان کے چچا جان جناب مولوی عبدالعزیز صاحب جو ایک نیک سیرت اور جفاکش انسان تھے' پیشہ کے طور پر مدرس تھے اور ان کی بیوی دونوں نے مل کر راقم کی امی جی اور خالہ جی کی پرورش شروع کی اور ساتھ ہی ساتھ یہ خیال کرتے کہ ان پر ان دو بھتیجیوں اور ایک بھاوج کا بوجھ گراں نہ گزرے' اپنی بھاوج کو اپنے عقد میں لے لیا اور ان کی پرورش دل و جان سے شروع کی۔ ان دونوں میاں بیوی کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جن کا نام مظفر حسین رکھا۔ اب یہ تین بہن بھائی ہوگئے۔ جناب ماموں جان تاحال اپنے آبائی گاؤں شہر رسول نگر میں رہائش پذیر ہیں اور ایک بچی کے باپ ہیں۔' میرے خالہ جی کے چچا جان کی دوسری اولاد میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ اس زمانے میں معاشی طور پر اتنا بوجھ اٹھانا واقعی کٹھن کام تھا۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔

میری امی جان اور خالہ جی کی شادی ہوگئی اور وہ اپنے اپنے سسرال چلی گئیں اور ماموں جان آپ کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے۔ امی جی کے چچا جان تقریباً 5 سال ہوئے اس دار فانی کو چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے اور ان کی اہلیہ چند ماہ ہوئے اس دنیا سے سدھار گئیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

ہاں تو میری خالہ جی جب سسرال آئیں تو ایک ساتھ دونوں بہنیں بچھڑ گئیں۔ اس لئے کچھ بچھڑنے کی اداسی اور کچھ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ جانے کی وجہ سے غم و اندوہ میں گھری رہتی تھیں۔ وقت اپنے ساتھ ساتھ سب کو ڈھالتا رہتا ہے۔ جب آپ سسرال آئیں تو فرشتہ سیرت سسر جناب نورالٰہی صاحب اور ساس صاحبہ کی رفاقت میسر آئی تو ان نیک بندوں نے خالہ جی کی زندگی ہی بدل کر رکھ دی۔ دنیاوی کاموں سے بے نیاز کرکے جناب خالہ جی کو دینی تعلیم دینا شروع کی اور ساتھ ہی ساتھ اتنا پیار دیا کہ خالہ جی دنیا کا ہر غم بھول گئیں۔

دن رات اپنی کروٹیں بدلتے رہے۔ زیادہ دیر تک ان کا سایہ بھی سر پر نہ رہا۔ لیکن انہوں نے جو دین کا ایک چھوٹا سا پودا خالہ جی کے دل میں لگایا تھا اس کی آبیاری خالہ جی بعد میں کرتی رہیں۔ دینی کتابوں کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ خود قرآن مجید حفظ کیا یہ ان کا پہلا دین سے لگن کا شاہکار ہے۔

1954ء میں مکان کی تعمیر مکمل ہوئی تو خالہ جی یہاں آئیں اور درس و تدریس کا کام شروع کیا اور ایسی لگن سے اس دینی کام میں محو ہوئیں کہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اور اتنی نیک اولاد ان کے ہاں ہوئی کہ سب کے سب قرآن مجید کے حافظ اور دنیاوی تعلیم میں بھی ہر ایک اپنا اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ایسی اولاد عطا کرے۔ آمین!

خالہ جی نے جو دین کی طرف ایک قدم بڑھایا تو کامیابی و کامرانی نے ان کی طرف دس قدم بڑھائے اور دیکھتے ہی دیکھتے جناب خالہ صاحبہ دین کی تڑپ رکھنے والوں کا مرکز بن گئیں۔ والدین نے جوق در جوق اپنی بچیوں کو بھیجنا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ مکان' مکان سے ایک ادارہ کی شکل اختیار کر گیا۔ مدرسہ تدریس القرآن والحدیث کی صورت یہ شمع نور ہدایت پھیلاتی رہی۔ اب اس مکان کا کوئی کونہ ایسا نہ تھا جہاں سے قرآن پڑھنے کی آواز نہ آرہی ہو۔

دینی مدرسہ کا قیام: قرآن مجید کی کتابت کی کمائی سے پرورش پانے والا یہ خاندان اب دینی یونیورسٹی بن چکا تھا۔ اور ہر بچی جب تک سسرال نہیں گئی اس نے علم حاصل کرنے کے بعد خالہ جی کا ہاتھ بٹایا۔ اور طرہ امتیاز یہ کہ جب سسرال گئیں تو وہاں بھی اپنے اس مشن کو جاری رکھا۔ دینی طبقہ میں ان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم قرآن کا اچھوتا انداز: خالہ جی کا دینی تعلیم دینے کا اندازہ ہی کچھ اور تھا اور میرے خیال میں کسی شخص نے اس انداز سے قرآن مجید کی تعلیم دی بھی نہیں۔ حیرت ہے کہ انہیں ایسے انداز کس نے سکھائے۔

قرآن مجید کی تعلیم دینے کا طریقہ اور اس کی وضاحت فرماتے تھے کہ جس طرح بچہ اپنی مادری زبان بڑی جلدی اور سہل انداز میں سیکھ جاتا ہے اور کوئی مشکل پیش نہیں آتی ایسے ہی جب ہم قرآن مجید پڑھانا شروع کریں تو ساتھ ہی ساتھ ترجمہ بھی پڑھائیں۔ تو وہ اس کے معانی جلد اخذ کرے گا۔ خواہ ایک لفظ ہی پڑھاؤ اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی بتاؤ۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ رٹا رٹایا ترجمہ نہیں کرے گا۔ ان کی یہ ترکیب کارگر اور بار آور ہوئی۔ اس انداز تدریس کا یہ اثر ہوا کہ یہاں کی ہر فارغ التحصیل بچی اپنے گھر میں مدرسہ کھول لیتی ہے۔ اگر سسرال جاتی ہے تو وہاں یہ کام شروع کردیتی ہے۔ اسی طریقہ تدریس کا فیض یہ ہے کہ اختلاف رائے رکھنے والی عقائد کی لڑکیاں جب یہاں آئیں تو ان کی دینی فہم و فراست کی دنیا ہی بدل گئی اور جب سسرال گئیں تو اپنے سسرال والوں کی تقدیر بدل ڈالی۔

جب یہ مکان دینی علم کی پیاس بجھانے والی بچیوں کے لئے کم ہوگیا تو خالہ جی نے میرے استاد محترم سے التجا کی دینی درس کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر سنبھالے نہیں سنبھلتا اور یہ مکان اب بچیوں کی تعداد کے لحاظ سے کم ہوگیا لہٰذا اس کو مکمل طور پر جاری رکھنے کے لئے کچھ اور کرنا چاہیئے۔ چنانچہ استاد محترم نے اپنے مکان کے سامنے ایک مکان خریدا اور درس و تدریس کا کام شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد جناب استاد محترم نے اسے نئے سرے سے دو منزلہ تعمیر کیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے خالہ جی نے اپنی زندگی کے ہر ہر گوشہ کو اللہ کے لئے وقف کردیا ہوا ہے۔ سارا سارا دن قرآن مجید کی تعلیم دینے میں اور رات کو سوتے ہوئے قرآن مجید پڑھنے میں گزر جاتا۔ بعض دفعہ تو ایسا ہوتا کہ وہ سوتے میں قرآن مجید پڑھتے جاتے تھے۔ کبھی کوئی بات پوچھنے کی ضرورت پڑتی، جاکر بلایا تو جواب نہیں دیا، معلوم ہوا کہ وہ سوگئے تھے لیکن قرآن مجید زبان پر جاری تھا۔

فرمایا کرتی تھیں کہ اب میں دنیا کے ہر کام سے فارغ ہوگئی ہوں۔ دین کا کام تو کوئی بھی کرسکتا ہے اس لئے میں تیار بیٹھی ہوں جب چاہے اللہ تعالیٰ بلالے۔ اللہ تعالیٰ خالہ پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی ہر کاوش کو منظور فرمائے۔ 1988ء میں وہ ہمیں داغ مفارقت دے کر خالق حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خالہ جی کے اس دارفانی سے رخصت ہونے کے بعد اب پورے کا پورا بوجھ استاد محترم کے کندھوں پر آن پڑا۔ چنانچہ آپ نے کتابت کا سلسلہ چھوڑ چھاڑ کر خالہ جی کے اس مشن کو اور زیادہ شدومد سے جاری رکھنے کے لئے اپنی زندگی کی ساری مصروفیات اس کارخیر کے لئے وقف کردیں۔ ایک نیا مدرسہ اور تعمیر کیا اور خالہ جی کی جگہ کام کرنے لگے۔

خالہ جی کے اس دارفانی سے رخصت ہوجانے کے بعد جب پورے کا پورا بوجھ استاد محترم کے کندھوں پر آن پڑا اور مقدور بھر اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس دینی کام کو اور زیادہ تندہی سے کرنا شروع کیا اور اس کام کی انجام دہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا۔ اللہ کے کام بھی کیا نیارے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بوجھ کو کم کرنے کے لئے اور ان کے شانہ بشانہ کام کرکے خالہ جی کے اس کام کو بطریق احسن چلانے کے لئے استاد محترم کو معجزانہ طور پر ایک اور جیون ساتھی دیا جو اپنے زمانے کے ایک مایہ ناز عالم، حافظ قرآن، محقق، مراۃ القرآن کے خالق جناب حافظ عبدالحیٔ صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ نام ان کا عقیلہ ہے اور وہ بھی اسم بامسمی ہیں۔ سلیقہ شعار، ہونہار، ملنسار، اور دین کی روح کو گہرائی تک جاننے والی شخصیت ہیں۔ ان کے والد ماجد جناب استاد محترم کے چچا جان تھے۔ انہوں نے اس گھر میں آکر خالہ جی کے مشن کو اس قدر سنبھالا دیا کہ ان کے حسن سلوک اور لگن سے کام کرنے کی وجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خالہ جی کی روح بھی خوش ہوتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ میں انہیں آپا جی کے نام سے یاد کرتا ہوں۔ آپا جی کے آنے سے استاد محترم کا بوجھ کم ہوگیا۔

سلسلہ تصنیف: انہوں نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور تقریباً 15 کتابیں لکھیں اور ایسے ایسے موضوع پر کاوش کی جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اب قرآن مجید کی تفسیر مکمل کی ہی تھی اور تقریباً ایک چوتھائی کی کتابت بھی کرا چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔

نماز باجماعت کا التزام: باجماعت نماز کے اتنے پابند تھے کہ اوائل میں ایک دور کی مسجد میں جاتے تھے جو احاطہ تھانیدار میں نجم مسجد کے نام سے موسوم ہے۔ اس مسجد میں انتظامی امور میں بھی حصہ لیتے رہے۔ بعد میں اپنے مکان سے کچھ دور ایک تھوڑی سی جگہ پر مسجد آباد کروائی۔ استاد محترم کی کاوشوں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ مسجد اب بہت کشادہ ہو چکی ہے۔

وقت کے اتنے پابند تھے ہر نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ ان کے اوقات کار کا اگر کوئی وقت نوٹ کر لے تو شیڈول میں ایک منٹ کا بھی فرق نہیں پائے گا۔

رحلت: 18 دسمبر 1995ء کو پیر کے دن عشاء کی نماز کے لئے اپنے معمول کے مطابق لکھتے لکھتے قلم میز پر رکھا' عینک اتاری اور اللہ اکبر کہہ کر اٹھے۔ وضو کیا' چند لقمے لگا کر کہا دیر ہو رہی ہے۔ چنانچہ بغیر کسی توقف کے دوڑ پڑے۔ دوڑنے کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا کہ واقعی وہ ہر کام دوڑ کر کرنے کے عادی تھے۔ میں نے اپنی زندگی میں انہیں آہستہ آہستہ چلتے نہیں دیکھا۔ جیسے افکار میں گم لوگ چلتے ہیں۔ الحمدللہ وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دنیاوی سوچوں سے مبرا تھے۔ اگر کوئی سوچ تھی تو وہ دین کی خدمت کرنے کی اور نماز کی پابندی کی۔ کسی کے گھر جاتے نماز کا وقت ہو جاتا تو سب افراد خانہ کو دعوت دیتے کہ چلو بھئی جماعت کرا لیں۔

عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے دوڑے۔ اکثر اوقات جماعت بھی استاد محترم ہی کرایا کرتے تھے۔ مسجد میں داخل ہوئے تو تکبیر اولیٰ کی آواز آئی۔ جلدی سے مسجد میں داخل ہو کر پہلی صف میں جگہ بنائی۔ سجدے میں گئے تو اسی حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ایسی بھرپور زندگی اور ایسا قابل رشک سفر آخرت کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی زندگی اور ایسی موت ہر ایک کے نصیب کرے۔ آمین!

بچھڑا وہ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

بقیہ ◄ بچھڑ گیا تری صورت

گرم دم جستجو' چلنے میں سبک رفتار اور قوت کار میں مثال شباب تھے۔ ایک تو دراز قامت اور دبلے پتلے تھے۔ دوسرا 72 سال کی عمر کے باوجود متاثر کن صحت کے مالک تھے۔ چنانچہ اس تال میل سے ان کی جو رفتار وجود میں آتی تھی۔ نوجوان بھی مشکل سے ہی ان کا ساتھ دے سکتے۔ سبک رو اور ہر کام جلد از جلد نمٹا لینے والے۔

وفات والے دن حسب معمول پہلے کی طرح شگفتہ تھے۔ نماز عشاء سے قبل اہل خانہ کے ہمراہ کھانا نوش کیا ان کے چہرے پر آنے والے وصال کی پرچھائیں تک نہ تھیں۔ نسائی شریف کا "کتاب الوصایا" ملاحظہ کر رہے تھے۔ کتاب کھلی تھی اور پنسل اس پر دھری تھی۔ خیال تھا کہ نماز سے واپس آکر مطالعے کی ٹوٹی زنجیر کو دوبارہ جوڑتے ہیں۔ مگر نماز ادا کرنے اپنے قدموں پر چل کر گئے۔ تو چار کندھوں پر واپس لائے گئے۔ میں نے جب ان کے جسد خاکی کو دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ گویا کسی شدید تھکا دینے والے کام کے بعد کمر سیدھی کرنے کی لیٹے ہیں اور آرام و سکون کی گہری نیند سو گئے ہیں۔ "رہے نام باقی اللہ کا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور اقتدار میں ایک بار اسلام آباد میں خواتین کی سیرت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں بیگم شفیقہ ضیاء الحق صاحبہ بھی موجود تھیں۔

جنرل صاحب نے اپنے خطاب کے آخر میں فرمایا کہ کسی خاتون نے کوئی سوال پوچھنا ہو تو بخوشی مجھ سے سوال کیا جاسکتا ہے۔ تو ایم اے اسلامیات کی ایک طالبہ نے سوال کرنے کی جسارت یوں کی کہ

صدر صاحب! آپ اس مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے سربراہ ہیں اور قوم کے لئے باپ کی حیثیت میں ہیں، جب بیرون ملک دورے پر تشریف لے جاتے ہیں تو بیگم صاحبہ بھی ہمراہ ہوتی ہیں جن کا مرتبہ قوم کی ماں کا ہے۔ وہاں استقبالیہ قطار میں اکثر و بیشتر مرد و زن کا اختلاط ہوتا ہے اور محترمہ بیگم صاحبہ بھی آپ کے ساتھ غیر محرم مردوں سے ہاتھ ملاتی نظر آتی ہیں۔ ہمیں یہ منظر دیکھ کر بڑی ندامت و شرمندگی ہوتی ہے۔ جنرل ضیاء الحق صاحب اس کڑوے سوال کا جواب دینے کی بجائے دوسری باتوں کی طرف متوجہ ہوگئے۔ کیونکہ وہ موقعہ کی نزاکت کے بڑے ماہر تھے۔ صدر جنرل ضیاء الحق نے آخر میں دوبارہ کہا کوئی اور سوال کرنا ہو تو کرلیں۔

مذکورہ طالبہ نے وہی سوال دوبارہ جنرل ضیاء صاحب کے گوش گزار کیا۔ صدر صاحب نے جواب دیا کہ یہاں آپ کی ماں موجود ہے وہ خود اس کا جواب دیں گی۔ بیگم شفیقہ صاحبہ نے وقتی و غیر تسلی بخش جواب دیا۔ اب جنرل صاحب اور ان کی بیگم اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ چکے ہیں لہٰذا اب معاملہ مالک الملک کے ہاں حل ہوگا۔

یہ سوال کس طالبہ نے کیا تھا۔؟

اس کی تفصیل انہی ایام کے دوران "روزنامہ جنگ لاہور" نے جب اس کانفرنس کی روئیداد شائع کی تو پتہ چلا کہ سوال کرنے والی طالبہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم کی صاحبزادی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی حق گو اولاد ہر مسلمان کو عطا فرمائے۔ (آمین)

بعض تجدد پسند خواتین نے کیلانی صاحبؒ کی اس دختر نیک اختر کو یہ دینی جذبہ و حمیت سے سرشار ہوکر سوال کرنے پر طعن و طنز کا نشانہ بنایا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت بہترین انداز میں کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو زیادہ سے زیادہ دین حنیف کی خدمت کی توفیق دے۔ (آمین)

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۱ نومبر ۱۹۲۳ء بمطابق یکم ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ اتوار کے دن علی پور چٹھہ کے نزدیک حضرت کیلیانوالہ (ضلع گوجرانوالہ) مولانا نور الٰہی کے دینی و علمی گھرانہ میں ہوئی۔ کیلانی خاندان کے زیادہ افراد کا خاندانی پیشہ کتابت تھا۔ راقم کی ذاتی شناسائی اس خاندان کے روح رواں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا اکرام اللہ صاحب ساجد کیلانی اور ہارون الرشید کیلانی (بک بائنڈنگ) سے ہی ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ اہل علم و فضل خاندان سے تھے۔ دینی تعلیم کا آغاز اپنے والد محترم مولانا نور الٰہیؒ سے کیا۔ اس کے بعد وزیر آباد میں مولانا محمد رمضان سندھیؒ سے اکتساب علم کیا۔ آخر میں زیادہ تدریسی کتابیں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ (گوجرانوالہ) سے پڑھیں۔ عصری تعلیم بی اے تک تھی۔ لسانیات کا امتحان بھی پاس کیا تھا۔ نیز ملازمت کا آغاز آرمی کی سروس سے کیا۔ اس وقت برٹش آرمی کے قوانین کے تحت ڈاڑھی منڈوانی پڑتی تھی۔ جب کہ سنت رسول کے شیدائی کو یہ منظور نہ تھا۔ صرف اسی بناء پر فوج سے استعفیٰ دے دیا۔

فوج کی ملازمت سے سبکدوشی کے بعد اپنا خاندانی پیشہ کتابت شروع کر دیا۔ نہ صرف خود یہ کام جاری رکھا بلکہ اپنے خاندان کے متعدد بے روزگار نوجوانوں کو بھی کتابت سکھائی اور انہیں باعزت روزگار مہیا کرایا۔ نیکی کے کاموں میں سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ کسی کو باعزت روزگار فراہم کرنے میں مدد دینا۔

1954ء میں لاہور شہر میں رہائش اختیار کی اور وسن پورہ لاہور میں طالبات کے لئے "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث" قائم کیا جو کہ الحمدللہ ان کے اخلاص و للہیت کی وجہ سے آج بھی بڑی خوش اسلوبی سے رواں دواں ہے۔ آج کل اس ادارہ کی منتظمہ ان کی دختر ام عبدالرب ہیں۔ جو کہ طالبات کے مدرسہ کے انتظام والنصرام کے ساتھ ساتھ لاہور کے ایک مقامی کالج میں لیکچرار بھی ہیں مولانا مرحوم کی اولاد، تصانیف، مدرسہ اور دیگر علمی و اصلاحی کارنامے باقیات الصالحات کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ تاقیامت انہیں جاری و ساری رکھے۔

تصانیف

کتابت مولانا مرحوم کے روزگار کا پیشہ تھا۔ تصنیف و تالیف ان کا من پسند مشغلہ تھا۔ متعدد دینی مجلات میں علمی و تحقیقی مضامین لکھتے تھے۔ ان کے زیادہ مضامین "ماہنامہ محدث لاہور" میں شائع ہوتے تھے۔ امید ہے کہ ان کے سعادت مند اخلاف جلد ان مطبوعہ مضامین کو کتابی صورت میں طبع کرانے کی سعی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب جو کہ خاتم النبیین پر اتری۔ اس کے متعلق تحقیق و جستجو بچپنے سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عنایت سے ودیعت کر دی تھی۔ ان کی تصانیف میں سب سے زیادہ مواد کلام رب العالمین قرآن مجید کے بارے میں ہے۔ مثلاً: قرآن نافہمی کے اسباب، تدریسی قاعدہ برائے قرآنی الفاظ، مترادفات القرآن، تیسیر القرآن مفصل چھ جلدیں زیر طبع اور تیسیر القرآن مختصر ایک جلد زیر طبع وغیرہ۔

نیز زندگی میں پچاس کے قریب قرآن مجید کتابت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خادم الحرمین الشریفین فہد بن عبدالعزیز حفظہ اللہ تعالیٰ کے "فہد قرآن کمپلیکس مدینہ منورہ" نے مصحف المدینۃ النبویۃ کے لئے عربی نص کے سلسلہ میں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ کے خط کو منتخب کیا۔

این سعادت بزور بازو نیست

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور، شمارہ ۷ جلد ۲۷)

اسلام میں ضابطہ تجارت، اسلام میں فاضلہ دولت کا مقام، سعودی عرب میں نظام زکوٰۃ مترجم، خلافت و جمہوریت، مغربی جمہوریت۔ اور پاکستان میں انتخابات، شریعت و طریقت، آئینہ پرویزیت، عقل پرستی اور انکار معجزات، احکام ستر و حجاب، علم فلکیات پر الشمس والقمر بحسبان، روح، عذاب قبر اور سماع موتی وغیرہ۔

کیا ہی بہتر ہوتا کہ مولانا کیلانی مرحوم کی تصانیف کا مفصل تعارف بھی اس مضمون میں شامل ہوتا۔ اس سلسلہ میں اصل رکاوٹ ان کی جملہ تصانیف کا میرے ہاں نہ ہونا ہے۔ اور جلد حصول بھی ناممکن ہے۔ ان کی تصنیف روح، عذاب قبر و سماع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتی پر چند گذارشات پیش خدمت ہیں:

"ڈاکٹر مسعودالدین عثمانی اپنی تکفیری مہم سے قبل اپنا نام ڈاکٹر مسعود حسن رکھتے تھے۔ تشیع کے الزام کے ڈر کی وجہ سے حسن کے بجائے مسعود الدین نام رکھ لیا۔

پہلے آرمی میں سروس کرتے تھے۔ پھر جماعت اسلامی میں شامل ہوگئے۔ وہاں سے تبلیغی جماعت میں پہنچ گئے۔ اس سے آگے ڈاکٹر کمال الدین عثمانی کے ساتھ "حزب اللہ" میں چلے گئے۔ پھر خود جماعت بنالی۔

ائمہ مسلمین پہ تبرا و تکفیر شروع کردیا اور محدثین کی جماعت کو اپنے تیر ستم کا زیادہ نشانہ بنایا۔ ڈاکٹر عثمانی کی وفات کے بعد ان کی جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک کے سربراہ ڈاکٹر محمد حنیف اور دوسرے گروپ کے ڈاکٹر تسنیم بنے۔ جس طرح مذہبی جماعتوں میں اقتدار کی رسہ کشی کی خاطر گروپ در گروپ بنتے چلے جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح عثمانی جماعت بھی دو گروپوں میں تقسیم ہوگئی۔ اس سلسلہ میں خواجہ محمد قاسم (گوجرانوالہ) نے اپنی کتاب "کراچی کا عثمانی مذہب" اور کراچی کے ابوجابر عبداللہ دامانوی نے "الدین الخالص" میں ڈاکٹر عثمانی کے باطل عقائد و نظریات کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔

جنوبی پنجاب خاص ملتان میں ابوالخیر اسدی "مقدم دیشد ملتان" اور عثمانی کے پیروکاروں نے فتنہ انکار حدیث کو بڑی تقویت دے رکھی ہے۔ ملک عبدالعزیز ملتانی مرحوم کے بعد مسلک اہلحدیث کے دفاع کا کام ملتان میں قابل اطمینان نہیں ہے۔ دیو بندیوں سے بعض علماء مشرف بہ مسلک اہلحدیث ہوئے ہیں۔ جو علم حدیث کے بارہ میں سائل کو تسلی بخش جواب کم ہی دے سکتے ہیں۔

جنوبی پنجاب میں خانقاہی، جاگیرداری نظام، تقلید جامد اور تشیع کا غلبہ ہے۔ حاملین کتاب و سنت تعداد میں نہایت ہی کم ہیں۔

اقبال کا شعر:

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

مولانا کیلانی مرحوم نے ڈاکٹر عثمانی کے گرم گفتار عقیدت مند کے جواب میں پہلے مضامین ماہنامہ "محدث" لاہور ۸۵۔۱۹۸۴ء میں لکھے۔ بعد میں کتابی صورت میں کتاب منظر عام پر آئی۔ اس میں عثمانی لوگوں کے پھیلائے ہوئے باطل افکار کا مثبت و بادلائل جواب ہے۔

اب ڈاکٹر عثمانی کا "ڈاکٹر محمد حنیف گروپ" بدستور پہلے کی طرح جماعت محدثین پر طعن و تشنیع اور تبرا کرتا ہے، جبکہ دوسرا گروپ ڈاکٹر تسنیم "وھابی مرکز المسلمین" کے نام سے اپنی مطبوعات شائع کرتا رہتا ہے اور ماسوائے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے باقی انداز اور معیار گفتگو سارے کا سارا ڈاکٹر محمد حنیف جیسا ہے۔

بہر حال کوئی بھی فتنہ حدیث رسول (ﷺ) کے خلاف ہو اٹھتا کراچی سے ہے۔ بار آور جنوبی پنجاب ملتان میں ہوتا ہے۔

آہ اتنی عظیم الشان کتابوں کا مصنف، راسخ العلم، عالم دین اور گوناگوں خوبیوں کا حامل، ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۴ رجب ۱۴۱۶ھ بروز پیر نماز عشاء کی جماعت کے ساتھ ادائیگی کے دوران داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے، ان کی بشری خطاؤں کو معاف کرے اور ان کی اولاد کو ان کے مشن پر کاربند رہنے اور اس کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

مجھے یقین کامل ہے کہ مولانا کیلانی مرحوم کو موت کے بعد بارگاہ رب العالمین سے یہ مسرت انگیز ندا آئی ہوگی:

"یاایتھا النفس المطمئنہ" ارجعی الی ربک راضیہ" مرضیہ" فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی -- اللھم انی اسئلک نفسا بک مطمئنہ، تومن بلقائک، و ترضی بقضائک، و تقنع بعطائک۔ (ابن کثیر، جلد ۵، ص۱۳۵، سورۃ الفجر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدوۃ المصلحین والمبلغین

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک باعمل عالم اور اسکی مختصر سوانح حیات

مولانا محمد ادریس فاروقی
سوہدرہ، گوجرانوالہ

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم سے بندہ کے کوئی پچیس برس سے مراسم تھے۔ آپ بہت صاف دل، سادہ مزاج، مرنجاں مرنج، اور خوش خصال تھے۔ تکلف اور تصنع نام کو نہ تھا۔ نہایت ہمدرد، بہترین مشیر، اعلیٰ منتظم اور بڑے صاحب تدبیر تھے۔ خیالات پاکیزہ، جذبات حسین، ذہن رسا اور حافظہ بلا کا تھا۔ میں نے اس ربع صدی میں آپ پر کبھی گھبراہٹ و پریشانی کے آثار نہیں دیکھے۔ آپ حد درجہ قانع اور متوکل علی اللہ تھے۔

مولانا عبدالرحمٰن مشہور قصبہ کیلیانوالہ (ضلع گوجرانوالہ) کی طرف منسوب ہو کر کیلانی کہلائے۔ آپ کے خاندان کا تعلق کیلیانوالہ سے تھا۔ اب بھی آپ کے بہت سے عزیز وہاں قیام پذیر ہیں۔ مولانا حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ آپ کے حقیقی بھائی تھے وہ پوری زندگی کیلیانوالہ میں رہے۔ اور برابر دین کی خدمت کرتے رہے۔ آپ کے والد محترم مولانا نورالٰہی مرحوم اس اعتبار سے بہت خوش نصیب تھے کہ ان کے چاروں بیٹے مولانا محمد سلیمان، مولانا حافظ محمد ادریس، مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا عبدالغفور کیلانی بڑے نیک، شریف، علم دوست اور مسلک اہلحدیث کے شیدائی تھے۔ آخر الذکر بقید حیات ہیں اور ماشاء اللہ بڑی خوبیوں کے حامل ہیں۔ بہرحال ان سب نے اپنے اپنے حلقہ میں توحید و سنت کی بہت خدمت کی۔

میں نے جب شروع شروع میں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کو دیکھا تو مجھے یہ اندازہ نہ ہوا کہ آپ کثیر المطالعہ اور کثیر التصانیف ہیں، مگر جوں جوں قریب ہونے کا موقع ملا تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذوق مطالعہ کا حظ وافر عطا فرما رکھا ہے۔ آپ کے زیر مطالعہ ہر وقت کوئی نہ کوئی کتاب ہوتی۔ آپ زود مطالعہ بھی تھے اور زود نویس بھی۔ حافظہ بھی آپ نے خوب پایا تھا۔ جو کتاب ایک مرتبہ نظر سے گزر جاتی تھی قریب قریب ازبر ہو جاتی۔ اکثر کتب اور ان کا مواد آپ کے ذہن نشین ہوتا اور ایک صحیح مصنف کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ آپ کی نظر دین اور سیاست پر ایک جیسی تھی۔ آپ قرآن و سنت سے واقف تھے اور ملکی و ملی حالات سے بھی آگاہ۔ بیک وقت دونوں پر عمیق نگاہ تھی۔ آپ میں یہ وہ خوبی تھی جو بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے۔

آپ کو زبان و بیان پر عبور تھا۔ اگر لکھنے بیٹھے تو رہوار قلم یوں سرپٹ بھاگ رہا ہوتا جیسے کوئی رکاوٹ ہی نہیں۔ آپ کے فقرے بڑے مناسب الفاظ بڑے موزوں ہوتے، یوں لگتا جیسے کسی نے موتی جڑ دیئے ہوں۔ یہی حال تقریر کا تھا۔ طرز بیان عام مقررین سے ہٹ کر نہایت سادہ، زبان بے حد سلیس مگر استدلال نہایت قوی اور مضمون بڑا مدلل ہوتا۔ آپ بندہ کے قیام کوئٹہ کے دوران چند مرتبہ تشریف لائے، وہاں بندہ کی اپیل پر تقریر فرماتے۔ ایک مرتبہ تاج محل ہوٹل میں ملکی سطح پر علماء و ارباب سیاست کی موجودگی میں سیرت کنونشن کے موقعہ پر بہترین تقریر فرمائی۔ آپ میں بلا کی سلاست و طلاقت تھی اور آپ کے استدلال و استحضار پر حیرت ہو رہی تھی، بہرحال اس تقریر سے حاضرین بڑے محظوظ ہوئے۔

آپ اپنے محلّہ کی مسجد میں (جو آپ نے خود ہی تعمیر کروائی تھی اور آپ ہی اس کے متولی تھے) اکثر اوقات خطبہ جمعہ دیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ تقریر کے علاوہ آپ کو تدریس میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ اپنی درسگاہ میں لڑکیوں کو قرآن و حدیث باقاعدہ تیاری کر کے پڑھایا کرتے۔

آپ کی تصانیف مختصر اور ضخیم دونوں طرح کی ہیں۔ اور بیسیوں کی تعداد میں ہیں۔ ضخیم کتب میں "مترادفات القرآن" "آئینہ پرویزیت" شریعت و طریقت" "اسلام اور جمہوریت" وغیرہ کافی معتبر ہیں۔ آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کردیا۔ آپ کے مضامین اخبارات و رسائل میں بھی چھپتے رہے۔ ابنائے مطن اس علمی و اصلاحی کتب کی بناء پر آپ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کی کتاب "مترادفات القرآن" دور حاضر کا علمی شاہکار ہے۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ کی ذات میں دین و دنیا کا حسین امتزاج تھا۔ آپ عقائد و افکار اور عمل کے اعتبار سے خالص سلفی تھے، مگر علوم دنیویہ میں بھی کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ اگرچہ آپ دنیا کے علوم سے بخوبی واقف تھے مگر آپ نے اپنی اولاد کو مذہب کے ساتھ دنیا کی وہ تعلیم دلائی جو کم علماء کے حصہ میں آئی۔ آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں میں زیادہ تر حافظ قرآن اور تقریباً سب ہی ایم۔اے پاس ہیں۔ اس اعتبار سے آپ کا شمار پاکستان کے ان چند خوش نصیب گھرانوں میں ہوتا ہے جن کی اولاد کثیر، شریف، فرمانبردار، لائق، علوم دینیہ و دنیویہ میں ماہر اور اچھے عہدوں پر فائز ہے۔ آپ کے بیٹے حبیب الرحمٰن اور شفیق الرحمٰن ڈاکٹر، نجیب الرحمٰن لیکچرار اور عتیق الرحمٰن انجینئر ہیں جبکہ آپ کی مرحومہ اہلیہ محترمہ حافظہ قرآن تھیں۔ بیشک بچوں کی تربیت میں ان کی والدہ مرحومہ کا بڑا دخل تھا۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ ایک منفرد شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔ آپ میں دین کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ جوانی میں ملٹری میں ملازم تھے، اس وقت بھی آپ نے اپنے نورانی چہرہ پر سنت رسول سجا رکھی تھی۔ آپ کو ڈاڑھی منڈوا دینے کا حکم ہوا۔ آپ نے کہا میں اس نوکری کو ٹھکرا سکتا ہوں مگر سنت رسول نہیں چھوڑ سکتا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اس حب سنت اور احیائے سنت کی بدولت آپ کو دین و دنیا کے بلند مراتب عطا فرمائے کہ بڑے بڑے لوگ آپ کے پاس بیٹھنے اور آپ کی زیارت کرنے کو باعث سعادت سمجھتے تھے۔ یہ تو تھی آپ کی رسول ﷺ سے محبت اور اس کا صلہ، مگر اللہ کی محبت اور اس کا صلہ بھی دیکھیں۔ آپ گھر سے نماز ادا کرنے کے لئے اپنی مسجد میں گئے سر سجدہ میں تھا زبان پر "سبحان ربی الاعلی" کا پاکیزہ جملہ تھا کہ رب العالمین نے اپنے پاس بلا لیا۔ اس وقت ملائکہ یقیناً آپ کے پاس یہ نوید لے کر آئے ہوں گے۔ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیہ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

آپ نظم و ضبط کے بہت قائل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی بڑی منضبط تھی۔ ہر کام کو اپنے وقت پر سرانجام دیتے اور ان معمولات میں کبھی فرق نہ آیا۔ تدریس کے وقت تدریس، تصنیف کے وقت تصنیف، کاروبار کے وقت کاروبار کرتے، آپ نے زندگی میں بڑے اچھے اچھے کاروبار بھی کئے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں آپ کو بڑی برکت عطا فرمائی۔ آپ کے لوگوں سے طرح طرح کے روابط تھے۔ آپ کی نجی، کاروباری، دینی اور اصلاحی مجالس بھی ہوتی تھیں۔ مگر کیا مجال کہ آپ کا ایک کام دوسرے کام میں حائل ہوجائے۔ آپ وقت کی بہت قدر کرتے تھے یہی وجہ ہے جو وقت نے آپ کی قدر کی اور آپ ملک میں مینارۂ علم و عمل بن گئے، آپ کی بہت بڑی خوبی یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔ ہمیشہ باجماعت نماز ادا کرتے۔ اذان سن کر آپ کے لئے بیٹھے رہنا ممکن نہ تھا۔ یہی حال آپ کی اولاد کا ہے۔ آپ قائم اللیل اور صائم النھار تھے۔ قرآن مجید کی باقاعدگی سے تلاوت کرتے تھے اور تفسیری نکات سمجھ کر تلاوت کرتے تھے۔ قرآن مجید سے آپ کو والہانہ محبت تھی بلکہ زندگی کے آخری ایام میں آپ نے قرآن مجید کی ایک تفسیر شروع کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی جو تقریباً مکمل کر لی تھی۔

حق تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ عزت و عظمت عطا کر رکھی تھی۔ آپ کی اہلیہ مرحومہ باوفا' اولاد لائق' فرمانبردار اور داماد علم و عمل میں یگانہ روزگار ہیں۔ آپ دنیوی طور پر خوشحال تھے۔ اور اونچے طبقہ کے لوگ آپ کے ساتھی تھے۔ علم و تحقیق میں بھی آپ کا پایہ اونچا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک انعام نہیں' متعدد انعامات سے آپ کو نوازا تھا۔ اتنی بزرگی اور شان کے باوجود آپ کی طبیعت میں ذرا بڑائی نہ تھی' آپ ہر ایک سے ہمیشہ بے تکلفی اور خاکساری سے پیش آتے۔ یہ وہ عظیم خوبی ہے جو اس دور میں بڑے لوگوں میں بہت کم دکھائی دیتی ہے۔

آپ میں سادگی' بے تکلفی اور بے ساختہ پن پایا جاتا تھا۔ آپ اکثر گل خنداں کی طرح رہتے۔ مزاج میں شگفتگی اور ظرافت تھی۔ معمولی بات میں طنز و ظرافت پیدا کر لیتے جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوتے اور محفل زعفران زار بن جاتی۔ آپ کا یہ ہلکا پھلکا مزاح دوست و احباء کے ساتھ ہی نہ ہوتا بلکہ اپنے تلامذہ' اہل خانہ اور اولاد و احفاد کے ساتھ بھی ہوتا۔ آپ کسی بھی محفل میں شگفتگی و مزاح کے ذریعے چند لمحوں میں سکوت' تکلف اور یبوست ختم کر کے اسے پر بہار بنا دیتے تھے۔

اگرچہ آپ کے کارناموں کی فہرست طویل ہے جن میں سے کچھ عرض بھی کر دیئے گئے ہیں مثلاً اولاد کو علم و ہنر کی بلند اسٹیج پر پہنچانا' مساجد تعمیر کروانا' تصنیفات کا علمی ورثہ چھوڑنا' اس کے علاوہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے جس کے ذریعے آپ نے وسن پورہ لاہور کے جہالت کے ظلمت کدہ میں علم و عرفان کے چراغ روشن کئے۔ شرک و بدعت سے اٹے ہوئے دماغوں کو توحید و سنت کا والہ و شیدا بنا دیا۔ آپ کی یہ سوچ گہری اور پالیسی نہایت دانشمندانہ تھی کہ آپ نے لڑکیوں کی اصلاح و تربیت کی طرف زیادہ توجہ دی۔ دراصل آج کی بچی کل کی ماں ہوتی ہے۔ جب بچی کا عقیدہ و عمل درست ہو جاتا ہے تو وہ بڑی ہو کر اپنے بچوں کی اسلامی خطوط پر تعلیم و تربیت کر سکتی ہے۔ حضرت موصوف علیہ الرحمہ نے اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے محلہ میں لڑکیوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے عظیم درسگاہ قائم کی جہاں ہمہ وقت بیسیوں اندرونی و بیرونی طالبات قرآن و سنت کے نور سے اپنے قلب و نظر کو منور کرتی ہیں۔

مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات کا اجرا:

آپ کے علمی و دینی کارناموں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مرحوم نے کتنے بڑے بڑے کام شروع کئے تھے۔ بفضلہ الکریم آپ کی اولاد' آپ کی تصنیفات' آپ کی مسجد و مدرسہ آپ کا صدقہ جاریہ ہے ان کا اجر حشر تک آپ کو ملتا رہے گا۔

اب آپ کی اولاد و احفاد کا یہ کام ہے کہ آپ کے پاکیزہ مشن کو جاری رکھے۔ تصنیفات کی نشر و اشاعت کا کام ہوتا رہے۔ اور بقایا سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید یہی ہے کہ آپ کی اولاد کے تمام افراد علم عرفان کی اس کے اس سلسلہ کو ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رکھیں گے۔ صدقہ جاریہ کو بہر صورت جاری رکھیں گے۔

(واللہ تعالیٰ ولی التوفیق)

بقیہ > مولانا کیلانی -- غائبانہ تعارف

یہ وہ شواہد ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا کیلانی کی وسیع القلبی کس نوعیت کی تھی۔ وہ کتاب و سنت کے بے باک ترجمان تھے۔ تفسیر قرآن پر جب کام جاری تھا تو ان کے ایک رشتہ دار جو کہ مسلکاً "دیوبندی ہیں" نے پوچھا کہ آپ تفسیر میں اختلافی فقہی مسائل کا کیا کر رہے ہیں۔ مولانا نے برجستہ جواب دیا کہ بھئی ہم تو تفسیر بالحدیث کر رہے ہیں۔ آیات کی تفسیر میں جو صحیح احادیث مل سکی ہیں۔ میں نے ان کو من و عن مکمل حوالہ کے ساتھ درج کر دیا ہے۔ خواہ کسی فقہ کے موافق ہو یا مخالف۔

سچی بات یہی ہے کہ مولانا کیلانی مرحوم ایک پختہ کار سلفی العقیدہ اہلحدیث عالم تھے۔ اللہ ان کی آل و اولاد اور متعلقین کو بھی اس طرح کی پختہ روش پر قائم رکھے۔ آمین!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچھڑ گیا تری صورت بہار کا موسم

گھڑی کی سوئیاں رات کے سوا سات بجا رہی تھیں۔ ایک شخص اسی عالم میں اپنے گھر سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مسجد کی طرف روانہ ہوگیا۔ پیچھے اہل خانہ اس بات سے قطعاً بے خبر تھے کہ اس شخص کے ساتھ کیا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ گلی کا موڑ مڑتے ہوئے سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں اس شخص کا ناک و نقشہ اور سال و سن بخوبی ملاحظہ کیا جاسکتا تھا۔ یہ ایک دراز قد دبلے پتلے مگر ہر لحاظ سے صحت مند 70-72 برس کے سن رسیدہ بزرگ تھے۔ جو اپنے قریبی حلقہ تعارف میں حاجی صاحب اور ابا جی کے نام سے مشہور و معروف تھے۔ سر پر سفید عمامہ رکھے مدت مدید سے وہ انہی راہوں پر چل کر پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرنے مسجد تشریف لایا کرتے۔ نورانی شکل و صورت' لانبا بدن' گندمی رنگت' متناسب پیشانی' خمیرہ ابرو' ستواں ناک' پتلے ہونٹ' ابھرے رخسار اور سفید براق ریش سے مزین چہرہ رکھنے والے حاجی صاحب اپنی مسجد کے سرپرست بھی تھے اور مسجد کے مستقل امام صاحب کی غیر موجودگی میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دیا کرتے۔ آج بھی انہیں نماز عشاء میں یہ ذمہ داری نبھانا تھی' اسی لئے حسب عادت تیز تیز قدم اٹھاتے مسجد کی جانب بڑھ رہے تھے۔ مسجد پہنچے تو معمولی تاخیر ہونے کی بنا پر نماز کھڑی ہو چکی تھی۔ پہلی صف کے دائیں کونے میں تھوڑی سی جگہ خالی تھی۔ آپ وہاں کھڑے ہوگئے اور اپنے رب کے حضور نیت باندھ لی۔ گو کہ پوری نماز ہی خدا سے قرب حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ مگر سجدے کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔ اس حالت میں تو انسان اپنے خالق و مالک کے انتہائی قریب تر ہوجاتا ہے۔ حاجی صاحب موصوف انتہائی اطمینان اور سپردگی کے عالم میں سجدہ میں گئے اور اپنے رب سے سرگوشیاں کرنے لگے۔ لیکن یہ سجدہ دراز تر ہوگیا۔ امام نے تو سجدہ سے سر اٹھالیا۔ مگر حاجی صاحب نہ اٹھا سکے۔ سانس اکھڑنے کی آوازیں آنے لگی تھیں۔ جب امام دونوں سجدے مکمل کرکے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور حاجی صاحب اس کی اقتدا کرنے سے قاصر رہے۔ تو ساتھ والے نمازی کو حقیقتاً فکر دامن گیر ہوئی اس نے اپنی نماز موقوف کی' پیچھے آنے والے ایک اور نمازی کو اشارہ کیا دونوں نے مل کر حاجی صاحب کو سنبھالا دیا اور پیچھے لے آئے۔ حاجی صاحب اس وقت جان کنی کے عالم میں تھے۔ پانی پلانے کی کوشش کی گئی مگر یہ بارآور ثابت نہ ہوسکی۔ اسی عالم میں حاجی صاحب کے ہونٹوں سے اللہ اکبر کی صدائے خفیف بلند ہوئی اور انہوں نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

نماز کو مومن کی معراج کہا گیا ہے۔ دوران نماز سجدہ عبودیت کا ارفع ترین مظاہرہ ہے۔ جب انسان اللہ وحدہ لاشریک کے سامنے سجدہ ریز ہوکر اس سے ہمکلام ہوتا ہے تو وہ عروج کی انتہائی منزل پر ہوتا ہے اور پوری کائنات اس کے ہمرکاب ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجی صاحب مرحوم کی باجماعت نماز کی ادائیگی کے دوران عین حالت سجدہ میں اس جہان فانی سے رخصتی گویا اس بات کی علامت ہے کہ اس معبود حقیقی نے اپنے بندے کی مساعی جمیلہ اور جدوجہد جلیلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اور ان کو قابل رشک موت سے ہمکنار کرکے ان کے کاموں پر اپنی پسندیدگی کی مہر تصدیق کردی ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مومن کے واسطے ایسی موت کہاں

اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت سے معمور ہے بظاہر ایک معمولی سے واقعہ کی تہہ میں بسا اوقات ایسا رمز پوشیدہ ہوتا ہے جس کو پاکر انسان دنگ رہ جاتا ہے حاجی صاحب اگر دو ایک منٹ قبل مسجد میں پہنچ جاتے تو امامت کے فرائض ان کو سنبھالنا تھے۔ حق تعالیٰ شانہ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے وہ داعی اجل کو لبیک کہیں' جس طرح دوران حیات اپنی ذات کے لئے دوسروں کو کم سے کم تکلیف دینا ان کا شعار رہا۔ اسی طرح بوقت وصال بھی وہ خاموشی سے دوسروں کے معمولات کو متاثر کئے بغیر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ بصورت دیگر مسجد میں موجود تمام نمازیوں کو اس ناگہانی صورتحال کے پیش نظر اپنی نماز توڑ کر حاجی صاحب کی طرف طرز التفات کرنا پڑتا۔ مگر موجودہ صورتحال میں ایک دو کے سوا تمام نمازیوں نے نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ اپنی نماز کو مکمل کیا اور نماز پوری ادا کرلینے کے بعد ان پر منکشف ہوا کہ کیا حادثہ فاجعہ ان کا منتظر ہے۔ قیامت کی گھڑی تھی جو ان کی بے خبری میں گزر گئی تھی۔ جانے والا جاچکا تھا۔ نہ عمر بھر کسی کو زحمت دی اور نہ ہی سفر آخرت میں کسی کو تکلیف دینا پسند کیا۔

دل پگھل پگھل گیا' جاں بکھر بکھر گئی
اک خدنگ سی خبر روح میں اتر گئی
شمع بزم گل ہوئی' ظلمتوں کا رقص ہے
اک شہاب کی طرح روشنی گزر گئی

آپ کی اجازت سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جملہ معترضہ ہی سمجھ لیجئے:

حاجی صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر میں جب ان کے مسکن پر پہنچا تو وہاں پر موجود جناب یٰسین صاحب موقع محل کی مناسبت سے ایک واقعہ سامعین کے گوش گزار کر رہے تھے۔ بتاتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کا ایک شخص موٹر سائیکل پر سوار ریلوے پھاٹک کراس کرنے کی کوشش کرنے لگا تو عین ریل کی پٹڑی پر پہنچ کر اس کی موٹر سائیکل بند ہوگئی۔ ادھر گاڑی چیختی چنگھاڑتی اور وسل بجاتی ہوئی آرہی تھی۔ مگر مذکورہ شخص اس کی پروا کئے بغیر اپنی موٹر سائیکل کو سٹارٹ کرنے کی تگ و دو میں ہی لگا رہا۔ پیچھے سے لوگوں نے آوازیں دیں کہ دفعہ کرو موٹر سائیکل کو اور بھاگ کر اپنی جان بچاؤ مگر اس شخص پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا وہ بدستور اپنی موٹر سائیکل کے ساتھ ہی چمٹا رہا۔ نتیجہ صاف ظاہر تھا۔ گاڑی آئی اور اس شخص کے اوپر سے ہوتی ہوئی گزر گئی۔ وہ شخص اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور اس کی موٹر سائیکل بھی اللہ کو پیاری ہوگئی۔ ہر شخص اس دردناک واقعہ پر افسردہ تھا۔ انجن ڈرائیور تھوڑا آگے گاڑی کھڑی کرکے جب جائے وقوعہ پر پہنچا تو وہاں ایک ہی شخص کو خاک و خون میں غلطاں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پوچھنے لگا بقیہ دو لوگ کدھر ہیں؟ موقع پر موجود دوسرے لوگوں نے اسے بتایا کہ صرف ایک شخص ہی گاڑی کے نیچے آکر ہلاک ہوا ہے اور یہ آپ کے سامنے پڑا ہے۔ مگر ڈرائیور اس پر یقین کرنے کو تیار نہ تھا۔ کہنے لگا میں نے تو تین لوگوں کو گاڑی کے نیچے آتے دیکھا ہے۔

یہ سن کر آس پاس کے لوگ ہکا بکا رہ گئے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ بظاہر اس واقعہ کی یہی توجیہہ کی جاسکتی ہے کہ ڈرائیور نے بقیہ جن دو افراد کو دیکھا ہے ممکن ہے وہ موت کے فرشتے ہوں اور اس کی روح قبض کرنے اسے تھامے کھڑے ہوں۔ کیونکہ یہ تو انسان کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ موت کے منہ سے نکلنے کے لئے اپنا سب کچھ داؤ میں لگا دیتا ہے۔ جان ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو پیاری ہوتی ہے موت کو سامنے دیکھ کر انسان اپنی عزیز ترین شے کو تج کرکے اپنی جان کی فکر کرتا ہے چہ جائیکہ ایک موٹر سائیکل کے پیچھے موت کے گھاٹ اتر جائے۔ ضرور کسی غیبی طاقت نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کئے رکھا۔

اس واقعہ سے مجھے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ہر شخص نے وہیں مرنا ہے جہاں اس کی موت لکھی ہے۔ ایک انچ بھی بندہ ادھر سے ادھر نہیں ہوسکتا' موت چاہے ریل کی پٹڑی پر آئے یا پھولوں کی سیج پر۔ اس کا اللہ کے سوا اور کسی کو علم نہیں۔ وقت آنے پر انسان کسی مقناطیسی کشش کے زیر اثر کھنچ کر اس جگہ پہنچ جاتا ہے اور اپنے سفر آخرت پر روانہ ہوجاتا ہے۔ سورہ لقمان کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی بدیہی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

﴿ وما تدری نفس بای ارض تموت ﴾

"اور کوئی ذی نفس یہ نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں واقع ہوگی"

اس واقعہ کی حاجی صاحب کے سانحہ ارتحال کے ساتھ گہری مماثلت ہے۔ 18 دسمبر بروز سوموار جب وہ نماز عشاء ادا کرنے گھر سے نکلے تو کون اس بات کو جانتا تھا کہ حاجی صاحب کشاں کشاں اپنی اس منزل کی طرف چلے جارہے ہیں جہاں وہ اب سے چند ساعتوں بعد داعی اجل کو لبیک کہنے والے ہیں۔ مسجد پہنچے تو پہلی صف میں دائیں طرف ایک آدمی کی جگہ خالی تھی۔ ساتھ والے نمازی کا بیان ہے کہ حاجی صاحب سے قبل ایک نسبتاً فربہ شخص نے وہاں کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔ میں نے بھی تنگی محسوس کی اور اس شخص نے بھی اس جگہ کو اپنے لئے ناموزوں خیال کیا۔ چنانچہ وہ پیچھے ہٹ گیا۔ حاجی صاحب جب اس جگہ کھڑے ہوئے تو میں نے جانا کہ گویا یہ جگہ ان کے لئے ہی موزوں تھی وہ باآسانی اس جگہ سما گئے تھے۔

ساتھ والے نمازی نے ٹھیک سمجھا یہ جگہ آج حاجی صاحب کے لئے ہی ریزرو تھی۔ یہاں موت کے فرشتے ان کے استقبال کو تیار کھڑے تھے۔ اسی جگہ سے انہوں نے عالم آخرت کو کوچ کرنا تھا۔ چنانچہ ہوا بھی یہی۔ حاجی صاحب جب پہلی صف کے انتہائی دائیں کونے پر سجدہ ریز ہوئے تو مہلت عمل ختم ہوئی اور حاجی صاحب اس خاکدان تیرہ و تار سے منہ موڑ کر اپنے منعم حقیقی کے دربار میں حاضر ہوگئے:

"اے نفس مطمئن! چل اپنے رب کی طرف۔ اس حال میں کہ تو (اپنے نیک انجام سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہو۔ پس شامل ہوجا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہوجا میری جنت میں"

حاجی صاحب کی وفات سے چھ روز قبل ان کے دیرینہ دوست شیخ امین کا انتقال بھی حالت نماز میں ہوا۔ آپ نے ان کے جنازے میں شرکت اور رشک بھرے انداز میں کہا کہ یہ موت تو بہت اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسی ہی خوش بختی سے ہمکنار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سن لی اور چھ روز بعد ان کو بھی حالت نماز میں ہی اپنے پاس بلالیا۔ مگران کو فضیلت یہ عطا ہوئی کہ عین حالت سجدہ میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

"ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشا"

آخری دن ایک عجیب واقعہ بھی پیش آیا۔ مرحوم ایک خواتین کے مدرسہ کے سرپرست بھی تھے۔ نہ صرف اس کے انتظامی و مالی معاملات کی نگرانی کرتے بلکہ تمام بیرونی امور بھی خود ہی سرانجام دیا کرتے۔ یہ بوٹا بھی خود انہوں نے اور میری نانی جان نے مل کر لگایا۔ جو اب ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرچکا ہے اور ان کے لئے بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ حاجی صاحب کی مدرسہ کی ایک طالبہ سے مالی معاملات میں کچھ راہ و رسم تھی۔ چنانچہ آپ اس دن مدرسہ پہنچے اور اس طالبہ کو 300 روپے عنائت کرتے ہوئے کہا کہ یہ آپ کے پیسے میری طرف واجب الادا ہیں ان کو رکھ لیجئے۔ مدرسہ کی طالبہ نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کچھ پس و پیش کا اظہار کیا۔ تو آپ نے زبردستی یہ رقم اس کے حوالے کردی اور اعلان کروایا کہ مدرسہ کی کسی بھی لڑکی کو اگر مجھ سے کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصول کرنا ہے۔ تو کر لے۔ اپنے طور پر ایک استاد کو بلایا اور اسے یہ بتا کر ششدر کر دیا کہ میرے ذمہ تمہارا ایک روپیہ ہے اور یہ رکھ لو۔ جیب ٹٹولی تو ایک روپے کا نوٹ موجود نہ پایا واپس گھر آئے اور ایک روپے کا نوٹ لا کر اس کے حوالے کیا سب حیران تھے کہ حاجی صاحب آج ایک ایک پائی کا حساب کتاب کیوں اتار رہے ہیں۔ یہ تو بعد میں پتہ چلا کہ دراصل یہ سفر آخرت کی تیاری تھی اور انہوں نے فی الحقیقت اپنی یہ تیاری مکمل کر لی تھی۔

جنازے کا ماحول سوگوار تھا۔ قرب و جوار اور دور و پار سے ایک کثیر خلقت نے ان کے جنازے میں شرکت کی اور ان کو احسن طریقے سے رخصت کیا۔ جنازہ معروف عالم دین جناب حافظ محمد یحیٰی عزیز میرمحمدی صاحب نے پڑھایا اور انہیں گھر کے قریب ہی واقع قبرستان میں ان کی آخری آرام گاہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

تو یہ تذکرہ ہو رہا تھا جناب محترم مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کا جو اس وقت جنت میں یقیناً اعلیٰ علیین کے مقام پر فائز ہوں گے۔ مولانا مرحوم جناب عبدالوکیل علوی صاحب کے سسر اور راقم الحروف کے نانا جان تھے۔ نومبر 1923ء میں موضع کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک دینی علمی اور فن کتابت و خوشنویسی میں مسلم شہرت رکھنے والے معزز گھرانے میں آنکھ کھولی۔ 1941ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور دینی تعلیم کے حصول کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آبائی پیشہ فن کتابت تھا اور والد صاحب کا شمار اپنے دور کے بہترین کاتبوں میں ہوتا تھا۔ اوائل عمر سے ہی آپ اپنی طبع زاد ذہانت و قابلیت کی بنا پر اپنی عمر کے دوسرے تمام لڑکوں اور قرابت داروں سے ممتاز تھے۔ دوران تعلیم بارہا انعامات کے مستحق ٹھہرے اور مسلسل وظائف حاصل کرتے رہے۔ 1943ء میں والد صاحب کی وفات اور خانگی حالات کے پیش نظر تعلیم میں تسلسل برقرار نہ رہ سکا اور انہیں تعلیم کو ادھورا چھوڑ کر بامر مجبوری اپنی اقتصادیات کی راہیں متعین کرنے کے لئے عملی میدان میں نکلنا پڑا۔ 1944ء سے 1946ء تک آپ ملٹری میں اکاؤنٹس کے شعبے میں اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ دو ایک خلاف شرع واقعات پیش آنے کے بعد آپ کا دل اس ملازمت سے اچاٹ ہو گیا۔ چنانچہ اسے خیرباد کہہ کر لاہور تشریف لے آئے اور اپنے خاندانی پیشے کتابت و خوشنویسی کو مستقل ذریعہ معاش کے طور پر اپنا لیا۔

ٹھیک طرح سے یاد تو نہیں غالباً 9,8 سال قبل کا واقعہ ہے کہ وسن پورہ ان کے گھر سب لوگ جمع تھے ایک مصری باشندہ ان سے ملنے آیا وہ پاکستان میں فن کتابت کے چیدہ چیدہ لوگوں سے مل کر ان سے اس موضوع پر معلومات اکٹھی کر رہا تھا اور غالباً انہیں چند منتخب خطاطی کے نمونوں کے ساتھ طبع کرنے کا ارادہ بھی رکھتا تھا۔ مرحوم نانا جان سے اس کی تفصیلی بات چیت ہوئی۔ نانا جان نے اسے قرآن مجید کا ایک نادر قلمی نسخہ دکھایا جو ان کے دادا جان نے اپنے ہاتھوں سے رقم کیا تھا اور اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ہر سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ ایک مختلف سٹائل سے لکھی گئی تھی اور یوں 114 مرتبہ بسم اللہ کو ہر دفعہ ایک نئے اور جداگانہ انداز سے لکھا گیا تھا۔

فن کتابت کا جہاں بھی نام لیا جائے گا کیلانی خاندان کی خدمات سرفہرست شمار ہوں گی۔ حضرت کیلیانوالہ گو کہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ مگر کتابت اور کیلیانوالہ دونوں لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے ہیں۔ بڑے بڑے نامی گرامی استادان فن کے نام اس قصبہ سے وابستہ ہیں۔ خود مولانا مرحوم کے خاندان نے اس قصبہ کی درخشندہ روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے تاریخ کے گزرتے ادوار میں صفحہ قرطاس پر اپنی مشاقی' جولانی طبع' نیرنگی خیال اور خطاطی کے ان مٹ نقوش ثبت کئے ہیں۔ تفہیم القرآن جیسی شہرہ آفاق تفسیر کی کتابت کا کام اس خانوادے کے دو استادان فن جناب محمد یوسف صاحب اور ان کے بیٹے داؤد کے ہاتھوں ہی سرانجام پایا۔ ان کا انتخاب محترم مولانا مودودیؒ نے مختلف کاتبوں کی ہاتھ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفائی کو ملاحظہ کرنے کے بعد گہرے غور و خوض سے کیا تھا۔ یوسف صاحب آج بھی بقید حیات ہیں لیکن ان کے بیٹے محمد داؤد راہی ملک عدم ہوچکے ہیں۔ سیرت سرور عالم جیسی بلند پایہ سیرت کی کتابت کے فرائض جناب عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم کے چھوٹے بھائی عبدالغفور صاحب نے سرانجام دیئے۔ موصوف کو تدبر قرآن کی پوری کتابت کرنے کا شرف بھی حاصل ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی خود بھی اس فن میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ نے اپنی حیات مستعار کے گنے چنے لمحات میں کم وبیش پچاس کے قریب قرآن خود کتابت فرمائے۔ تاج کمپنی لیمٹڈ مرحوم کے بیشتر قرآن مجید آپ ہی کی محنت و عرق ریزی کا قابل فخر نمونہ ہیں۔ حفاظ کرام تاج کمپنی کے 15 لائنوں والے قرآن مجید سے بخوبی آگاہ ہوں گے۔ اس کی افادیت اور خوشخطی کے پیش نظر شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس نے اسے ظاہری و معنوی خوبیوں سے آراستہ کرکے اسے اس کے شایان شان طریقے سے شائع کرنا شروع کردیا ہے اور عالم اسلام کے طول و عرض میں اس کی فراہمی ممکن بنائی جارہی ہے اس قرآن مجید کی کتابت کا اعزاز بھی مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کو حاصل ہے اور یہ ان کے فن کے اعتراف کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

1971ء میں جب آپ کو حج کے لئے جانا ہوا تو آرزو تھی کہ وہاں بیٹھ کر پورا قرآن مجید رقم کریں جہاں یہ نازل ہوتا رہا۔ ان کے بڑے بیٹے اور میرے ماموں جان جناب حبیب الرحمٰن کیلانی نے جو اس وقت طائف میں جماعت کے امیر بھی تھے اور ایک عرصہ تک امارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے، انہوں نے اپنے والد ماجد کا حرمین شریفین میں قیام کا بندوبست کیا۔ چنانچہ آپ نے قرآن پاک کی مکی سورتیں مسجد الحرام میں رکن یمانی کے سامنے برآمدہ میں ایک مخصوص جگہ بیٹھ کر سپرد قلم کیں اور مدنی سورتیں مسجد نبوی میں اصحاب صفہ کے چبوترہ پر بیٹھ کر رقم کیں اور یوں آپ کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔

محترم نانا جان نہ صرف خط نسخ کے ماہر تھے بلکہ خط نستعلیق یعنی اردو کتابت میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے ان کی وفات کے ساتھ ہی کتابت و خوشنویسی کے فن میں ایک عہد زریں کا خاتمہ ہوگیا ہے اور ان کے بعد ایسی یکتائے فن عبقری شخصیت کا آسمان کتابت پر طلوع ہونا ایک امر مشکل نظر آتا ہے۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

یادوں کے دریچے واکروں تو محترم نانا جان کو ہمہ وقت کام میں مصروف دیکھتا ہوں۔ ایک پرانی وضع کا مربع ساخت میں کمرہ، ایک کونے میں زمین سے ڈیڑھ دو فٹ اونچا لکڑی کا تختہ، سامنے کاتبوں کی مخصوص ڈیسک دھری ہوئی، ساتھ چھوٹی سی کتابوں کی الماری، جس میں مختلف النوع چیزیں رکھی ہوتیں اور نانا جان کاغذ قلم ہاتھ میں لئے یا تو کتابت میں مشغول ہوتے یا پھر تصنیف و تالیف میں، سامنے دیوار پر آویزاں ایک قدیم طرز کا گھڑیال کبھی کبھار اونچی آواز میں مدھر سر بکھیرنے لگتا۔ وگرنہ عام طور پر کمرہ میں سکوت ہی رہتا۔ کبھی کبھار اس منظر میں ایک آدھ لڑکے کا بھی اضافہ ہوجاتا جو ان کے سامنے بیٹھا کاغذ قلم ہاتھ میں لئے فن کتابت کا زانوئے تلمذ طے کر رہا ہوتا۔ اب منظر بدل گیا ہے۔ یہ کتابت سکھانے والا رہا ہے اور نہ ہی کوئی اس کو سیکھنے کے لئے یہاں موجود ہے۔ گھڑیال بھی کب کا تھک ہار کر خاموش ہوچکا ہے اور اب مستقل طور پر سوا دو بجے کا اعلان کر رہا ہے۔ ڈیسک بھی وہیں موجود ہے۔ مگر اس کے سامنے بیٹھ کر تصنیف و تالیف میں مشغول یا کبھی کبھار خوش گپیوں میں مصروف نانا جان کا سراپا کہیں نظر نہیں آتا۔ وہ پورا نگر ہی اجڑ گیا ہے اور دلوں کو ویراں کر گیا ہے۔

ہم نے مشتاق یونہی کھولا تھا یادوں کی کتاب مقدس کو
کچھ کاغذ نکلے خستہ سے کچھ پھول ملے مرجھائے ہوئے

اللہ تعالیٰ مرحوم نانا جان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے ان کی زندگی کے بعض پہلو ہمارے لئے انتہائی سبق آموز ہیں۔

ان کی زندگی سے ہمیں پہلا سبق یہ ملتا ہے کہ ایک عالم دین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو تعریف و ستائش سے مبرا اور نمود و ریا کے احساسات سے بے پروا ہونا چاہیئے۔ خاموش خدمت دین وارثان انبیاء کی اصل متاع ہے اور یہ متاع بے بہا محترم نانا جان کی پہچان تھی۔ آپ نے عصر حاضر کے چند گمراہ کن نظریات کا نہایت مدلل اور بھرپور انداز میں محاکمہ کیا۔ مثلاً انکار حدیث' عقل پرستی' فتنہ پرویزیت' طریقت و تصوف اور انکار معجزات وغیرہ اس کے علاوہ اور بھی کئی منفرد اور اچھوتے موضوعات پر قلم کشائی کی مگر یہ سب کچھ رضائے خداوندی حاصل کرنے کے لئے تھا۔ دنیا کمانا مطلوب نہ تھا "مترادفات القرآن" ان کی ایک بلند پایہ کتاب ہے' اس مجموعہ کتاب میں قرآن پاک کے مختلف ایک جیسے مطالب رکھنے والے الفاظ کے درمیان لطیف فرق کو واضح کیا ہے۔

مثال کے طور پر "چلنا" کے لئے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر بارہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی مشی' دب' انطلق' سلک' سرب' سری' داب' مضیٰ' نقب' سار' قص' رجل۔ ان میں سے لغوی اعتبار سے ہر ایک کا مفہوم دوسرے سے مختلف ہے۔ اور جب تک قاری کے ذہن میں یہ باریک فرق واضح نہ ہو قرآنی الفاظ کا اصل منشا پالینے میں دشواری پیش آتی ہے۔ محولہ بالا کتاب میں قرآن پاک کے مختلف مترادف الفاظ کے درمیان اسی لطیف اور عمیق فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ اپنے موضوع پر اولین مبسوط کتاب ہے۔ جس کی نظیر اردو کجا عربی میں بھی ملنا مشکل ہے۔ چنانچہ اپنی اسی افادیت اور انفرادیت کے باعث یہ معرکہ آلاراء کتاب علمی و دینی حلقوں میں بے انتہا خراج عقیدت وصول کرچکی ہے۔

مولانا مرحوم نے اسی طرح چند دوسرے مفید موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی وہ اپنے حلقہ تعارف میں ایک بلند پایہ محقق' جید عالم دین اور شریعت پر گہری نظر رکھنے والے بزرگ کے طور پر معروف تھے۔ انہیں نہ پبلسٹی کی تمنا تھی' نہ لیڈر بننے کی' نہ دنیا کی خواہش تھی نہ جاہ کی طلب۔ جو کچھ بھی ان سے بن پڑی خاموشی سے دین کی خدمت سرانجام دی اور حقیقی قدر دان سے اجر کی توقع کے لئے اس کے دربار میں حاضر ہوگئے۔

دوسرا سبق ہمیں یہ ملتا ہے حلال رزق اور صاف ستھرا ذریعہ معاش ایک مومن کا خاصہ ہونا چاہیئے۔ مرحوم کے ملٹری سے الگ ہوجانے کی وجہ بھی صرف اور صرف یہی تھی کہ اس میں رشوت کا شائبہ محسوس ہوتا تھا۔ اپنی ذاتی توجہ سے کسی شخص کی رکی ہوئی تنخواہ دلوا دی۔ تو وہ شخص رات ان کے آشیانے پر مٹھائی لے کر حاضر ہوا۔ طبیعت نے سخت انقباض محسوس کیا اس شخص کو تو رخصت کردیا۔ لیکن دل میں خیال کیا کہ اب تو میں مجبور نہیں کیا عجب کل کلاں کو کوئی مجبوری پیش آجائے اور اس قسم کے تحفے تحائف قبول کرلینے کی طرف دل مائل ہوجائے۔ چنانچہ یہ خیال لاتے ہی نوکری کو لات ماری اور بوریا بستر سنبھال کر لاہور تشریف لے آئے۔ اور کتابت کا آغاز کردیا۔ پھر وہ دن اور وفات کا دن' کتابت اور تصنیف و تالیف جیسا ستھرا اور بے داغ ذریعہ معاش ہی زندگی بھر ان کا رفیق رہا۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے روزی میں برکت بھی عطا کی اور آپ ساری عمر کشادہ دست اور مالی اعتبار سے نہایت مستحکم پوزیشن میں رہے۔

محترم نانا جان کی زندگی کا تیسرا سبق آموز پہلو ان کی روا داری اور اتحاد و اتفاق کا جذبہ تھا مرحوم گو مسلکاً "اہلحدیث تھے" مگر تشدد یا تنگ نظری سے کوسوں دور تھے۔ دینی مسائل میں عام طور پر میانہ روی کی روش اختیار کرتے اور دوسروں کو بھی لچک اور حکمت و تدبر کا دامن تھامے رکھنے کی تلقین کرتے۔ ایک اور خوبی مولانا محترم کی یہ تھی کہ وہ ذاتی یا جماعتی عناد و تعصب سے بلند تر دوسروں کی خوبیوں کی تعریف کیا کرتے۔ وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل میری ان سے ملاقات ہوئی تو باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ نانا جان نے محترم مولانا مودودیؒ سے جزوی اختلاف کے باوجود ان کی حد درجہ تعریف کی۔ وہ ان کی دینی و ملی خدمات کے دل و جان سے معترف تھے اور اس کو بیان کرنے میں کسی بخل سے کام نہ لیتے تھے۔ اسی نشست میں انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ بلاواسطہ طور پر وہ مولانا مودودیؒ کے ہی شاگرد ہیں۔ تصنیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و تالیف کا جو کام انہوں نے سرانجام دیا۔ وہ بڑی حد تک انہی کے لٹریچر کے مطالعے اور پھر ان کی اپنی طبع زاد صلاحیت کا نتیجہ تھا۔ محترم نانا جان ترجمان القرآن کے ابتدائی مستقل قارئین میں سے ایک تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔

مرحوم حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے میں بھی پوری تندہی اور جانفشانی سے کام لیتے اور اس میں وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے' قرابت داروں سے ان کی صلہ رحمی مثالی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کشادہ دست اور دریا دل بنایا تھا چنانچہ ہر آڑے وقت ضرورت مندوں کی مدد کیا کرتے۔ برادری کے کئی نوجوانوں کو فن کتابت کے اسرار و رموز سے آشنا کیا۔ ان کی اخلاقی و دینی تربیت بھی کی۔ اور ان کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے میں مدد کی۔ وقتاً فوقتاً برادری والوں کی خبر گیری کرنے ان کے پاس جایا کرتے اور ان کے مالی مسائل کا بوجھ کم کرکے واپس لوٹتے۔ ضرورت کے وقت تمام نگاہیں انہی پر مرکوز ہوجاتیں اور وہ کسی کو مایوس نہیں لوٹاتے تھے۔ لین دین میں انتہائی کھرے تھے ہمیشہ ان کا ہاتھ اوپر ہی رہتا۔ کئی ایک آپ سے قرض لے کر کھا پی گئے۔ مگر آپ اس معاملے کو گول کرگئے۔ اور ایک دو دفعہ یاد دلانے کے بعد یہ صفحہ ہی کتاب ہستی سے پھاڑ دیا۔ ایسے کئی واقعات ان کی وفات کے بعد لوگوں کے علم میں آئے ہیں۔ دل کے انتہائی صاف اور دینے دلانے کو ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ ایک واقعہ میں نے بچشم خود ملاحظہ کیا۔ میری والدہ محترمہ اور بڑے ماموں جان کے درمیان کسی پرانے مالی مسئلے پر اختلاف رائے ہوگیا۔ میری والدہ کا موقف تھا کہ وہ ماموں جان کو رقم بوساطت نانا جان ادا کرچکی ہیں۔ مگر نانا جان کو یہ واقعہ یاد نہ تھا مگر انہوں نے بلا حیل و حجت اتنی رقم کا چیک کاٹا اور ماموں جان کے حوالے کرکے قضیہ نمٹا دیا اپنی یادداشت سے یہ واقعہ محو ہوجانے کے بعد بھی کسی کے محض کہہ دینے پر یہ خطیر رقم ادا کردینا یقیناً ان کی اعلیٰ ظرفی اور کشادہ دلی کی بین دلیل ہے۔ جس کی تعریف نہ کرنا شدید قسم کی ناانصافی ہے۔ نانا جان مرحوم نے اپنی آمدنی کا ایک مستقل حصہ اپنی برادری والوں کی اعانت کے لئے مختص کر رکھا تھا اور اپنی گرانقدر جائیداد کا بھی تیسرا حصہ برادری والوں کے لئے وقف کر گئے ہیں۔

مرحوم کی سیرت کا ایک اور درخشاں پہلو آپ کی دینداری' تقویٰ' پرہیز گاری اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں مضمر ہے۔ آپ عالم باعمل تھے۔ توحید خالص اور بے میل اتباع سنت ان کی پہچان تھی۔ خود بھی دینی تعلیم سے آراستہ تھے اور اولاد کو بھی دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ دنیاوی تعلیم اس پر مستزاد ہے۔ دو بیٹے اور بیٹیاں حافظ قرآن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آٹھ بیٹے بیٹیوں سے نوازا۔ سب بحمداللہ پابند صوم و صلوٰۃ 'دیندار بیٹیاں پردہ دار اور بیٹے متشرع شکل و صورت کے مالک ہیں۔ ان میں سے کسی کی بھی تعلیم ایم اے یا اس کی مساوی ڈگریوں سے کم نہیں۔ سب الحمدللہ راسخ العقیدہ باعمل مسلمان ہیں۔ نانا جان مرحوم نے خود بھی اتباع شریعت کا قابل تقلید نمونہ فراہم کیا۔ مجال ہے کہ کوئی نماز قضا ہوجائے چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں۔ ہمیشہ اول وقت باجماعت نماز ادا کرتے اور اس سلسلے میں کسی تساہل یا دون ہمتی سے ہرگز کام نہ لیتے۔

محترم نانا جان نے اپنی بیٹیوں کا رشتہ کرنے کے لئے دو شرائط رکھی تھیں۔ اول داماد پابند صوم و صلوٰۃ ہونا چاہیئے۔ دوم اس کا چہرہ سنت نبوی سے مزین ہو۔ بحمداللہ ان کے چاروں داماد متذکرہ بالا خصوصیات کے حامل ہیں اور ان کی اولادیں بھی ان پر صدق دل سے کاربند ہیں۔ الحمدللہ الذی ھدنا لھذا۔ وما کنا لنھتدی لولا ان ھدنا اللہ

محترم مولانا کی سیرت کے جس پہلو کی بھی خوشہ چینی کی جائے بے اختیار تعریف و ستائش کے جذبات دل میں موجزن ہوجاتے ہیں۔ انتہائی شگفتہ اور باغ و بہار شخصیت کے مالک' بچوں سے حد درجہ مشفق' معاملہ فہم' ذکی الحس' گرم و سرد چشیدہ' نرم دم گفتگو

بقیہ : صفحہ ۱۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے بڑے بھائی کی وفات پر تعزیتی مضمون

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ بروز منگل، مطابق ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء میرے بڑے بھائی اور محمد اقبال کیلانی کے والد محترم حافظ محمد ادریس صاحب کیلانی نے رات کے تقریباً ایک بجے عمر ہسپتال لاہور میں ۷۳ سال کی عمر میں اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ایک علمی اور دیندار گھرانہ کے چشم و چراغ تھے۔ جائے پیدائش کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ ہے۔ پرائمری تک مقامی سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کو آپ کے والد مرحوم مولوی نور الٰہی صاحب نے دینی تعلیم کے حصول کی غرض سے جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخل کیا۔ یہاں آپ نے چار پانچ سال تک دینی تعلیم حاصل کی اور مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفیؒ اور مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیفؒ جیسے شفیق استادوں کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ یہاں سے فراغت کے بعد اپنے آبائی گاؤں میں ہی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا اور تادم زیست اس سلسلہ کو پوری مستقل مزاجی سے نبھاتے رہے۔

آپ کے انداز بیان میں ایک قدرتی تاثیر تھی، جس کی وجہ سے لوگ آپ سے دلی لگاؤ رکھتے تھے۔ اس معروف قصبہ میں شیعہ بھی موجود ہیں اور بریلوی حضرات کا بھی خاصا زور ہے، مگر آپ کے علم و خلوص اور تقویٰ کا یہ اثر تھا کہ مخالفین بھی آپ کی ہمیشہ عزت ہی کرتے رہے۔ اس کی ایک دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کی تقریر کا انداز ہمیشہ مثبت ہوا کرتا تھا، جو مخالف کو برانگیختہ کرنے کے بجائے اسے غور و فکر کی دعوت دیتا تھا۔

ہمارا خاندانی پیشہ کتابت ہے۔ لہٰذا آپ نے بھی بطور پیشہ اسی فن کو اپنایا اور ایک اچھے خوشنویس کی حیثیت سے منظر عام پر آئے۔ شروع شروع میں اردو کتابیں لکھنا شروع کیں، بعد میں کئی عربی کتابیں بھی لکھیں۔ آپ ابتداء سے ہی ہفت روزہ الاعتصام اور مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور سے منسلک ہوگئے تھے، جن کے سرپرست حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب حنیفؒ تھے۔ مولانا مرحوم کو اپنے اس شاگرد خاص سے ویسے بھی گہری محبت تھی۔ ایک طویل عرصہ آپ "الاعتصام" کی کتابت کرتے رہے اور مکتبہ مذکور کی کئی مطبوعات کی کتابت کی، جن میں سے احسن التفاسیر، "نسائی شریف" اور "مرعاۃ المفاتیح" بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ فن کتابت میں بھی آپ کے شاگردوں کا سلسلہ بہت وسیع ہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

آپ کی ذات میں ایک اور خداداد صلاحیت موجود تھی، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ کوئی شخص آپ کے سامنے کوئی بھی آیت پڑھتا تو آپ حافظ قرآن نہ ہونے کے باوجود اسے بتلا دیتے تھے کہ یہ آیت فلاں پارہ اور فلاں سورت کے فلاں مقام پر ہے، بلکہ اس سے آگے بھی تھوڑی سی آیت پڑھ دیتے تھے۔ ہمارے والد مرحوم نے ایک دفعہ ہمیں بتلایا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفیؒ کہا کرتے تھے' میں نے دو آدمی ایسے دیکھے ہیں جو حافظ قرآن نہ ہونے کے باوجود حافظوں کی غلطیاں نکالتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہی ہمارے والد مرحوم (مولانا نورالٰہی صاحب) تھے اور دوسرے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ اور ہمارے والد مرحوم کی یہ صلاحیت ہم چاروں بھائیوں میں سے بالخصوص برادرم محمد ادریس صاحب مرحوم کو ودیعت ہوئی تھی۔ یہ اسی کا اثر تھا کہ جب آخری عمر میں آپ کی اولاد نے آپ کو فکر معاش سے آزاد کردیا تو آپ نے اپنی پہلی فرصت میں حفظ قرآن کی طرف توجہ دی اور ایک قلیل عرصہ میں پورا قرآن مجید حفظ کرلیا' اور غالباً یہ پہلی مثال ہے کہ ساٹھ سال کی عمر کے بعد کسی نے قرآن حفظ کیا ہو۔

پھر یہ بات فقط قرآن کریم تک محدود نہ تھی' بلکہ جب بھی کوئی مسئلہ زیر بحث آتا' آپ بتلا دیتے کہ یہ بحث فلاں کتاب میں فلاں مقام پر موجود ہے اور اکثر آپ کی یادداشت درست ثابت ہوا کرتی تھی۔

جب آپ کی اولاد نے آپ کو فکر معاش سے آزاد کیا تو آپ ہمہ تن دین کی خدمت میں مصروف ہوگئے اور اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کردیا۔ ہماری آبائی مسجد بہت پرانی اور خستہ حال ہوچکی تھی۔ اسے از سرنو تعمیر کرایا۔ اس میں خاصی توسیع کی اور اسے جملہ لوازمات سے مزین کرکے بڑا خوبصورت بنا دیا۔ نیز اس مسجد میں شعبہ حفظ قائم کیا جس میں چار قاری حضرات قرآن مجید کی خدمت پر مامور ہیں۔ گاؤں کے نزدیک لاری اڈہ پر ایک مسجد تیرہ مرلہ زمین پر تعمیر کرائی اور اس کا انتظام بھی سنبھالا۔ قریبی شہر علی پور چٹھہ میں ایک وسیع مسجد تعمیر کرائی اور اس کا انتظام و انصرام کیا۔ آج کل اس مسجد میں خطابت اور درس و تدریس کے فرائض برادرم اکرام اللہ ساجد کیلانی (مدیر حرمین) سرانجام دے رہے ہیں۔ اس مسجد کو اللہ تعالیٰ نے جو شرف قبولیت بخشا ہے' وہ ہماری توقعات سے بڑھ کر ہے۔

علاوہ ازیں گاؤں میں ہی ایک اور وسیع منصوبہ زیر تکمیل تھا۔ آپ ۳ کنال اراضی پر ایک وسیع مسجد اور لڑکوں کے لئے ایک جامعہ بنانا چاہتے تھے۔ ابھی مسجد مذکور کی تعمیر مکمل ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاں بلالیا۔

اس کے علاوہ آپ نے ایک اور بڑی ذمہ داری سنبھالی ہوئی تھی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد اقبال کیلانی صاحب (مقیم ریاض) نے حدیث پبلی کیشنز کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ مختلف موضوعات پر صحیح احادیث کو یکجا کرکے انہیں آسان پیرایہ میں عوام کے سامنے پیش کیا جائے' اور جہاں تک ممکن ہو ایسی کتابوں کو مفت تقسیم کیا جائے۔ مثلاً کتاب الصلوۃ' کتاب الزکوۃ' کتاب الصوم وغیرہ۔ اس سلسلہ کی آٹھ کتب اب تک شائع ہوچکی ہیں' بہت سے لوگ ان سے متعارف بھی ہیں' اور یہ سلسلہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ جہاں تک تصنیف و تالیف کا تعلق تھا تو یہ کام محمد اقبال کیلانی حفظہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اور مسودہ پر نظرثانی کا کام' کتابت شدہ کاپیوں کی پروف ریڈنگ' ان کی کتابوں کو طبع کرانا اور پھر ان کی تقسیم کا بیشتر کام برادرم محمد ادریس رحمہ اللہ برضا و رغبت خود سرانجام دیتے تھے۔ گویا کیلیانوالہ ہی اس ادارہ کا ہیڈ آفس تھا۔ آپ انتہائی متقی' متدین' عابد و زاہد' شب زندہ دار' عالم باعمل تھے۔ سنت رسول اللہ ﷺ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ نفلی روزے کبھی نہ چھوڑے' علی الصبح اٹھ کر تہجد کی اذان دینا' تہجد کی نماز ادا کرنا' پھر نماز فجر کے بعد درس' اس کے بعد طالب علموں کو ترجمہ قرآن و حدیث کا سبق دینا اور بعض دوسروں کو "مشکوۃ شریف" کا سبق دینا آپ کا معمول بن گیا تھا۔ علاوہ ازیں آپ کا یہ عام اعلان تھا کہ جس طالب علم کو جس وقت بھی فرصت ہو' میں اسے پڑھانے کے لئے حاضر ہوں۔

انہی گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے عوام کی آپ سے محبت اور آپ کے عزت و وقار میں بے پناہ اضافہ ہوگیا تھا۔ جب وفات ہوئی تو کیا بچے' کیا بوڑھے' کیا مرد' کیا عورتیں' کیا رشتہ دار' اور کیا دوسرے' سب اس طرح روتے تھے کہ ان کی سسکیاں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہچکیاں تھمنے میں نہ آتی تھیں۔ آپ کا جنازہ دوبار پڑھا گیا۔ پہلی بار مولانا خالد صاحب گھرجاکی اور دوسری بار حافظ عبدالرحمن صاحب مدنی نے پڑھایا۔ مقامی اور بیرونی حضرات کی ایک کثیر تعداد جنازہ میں شامل ہوئی' ان کے بڑے صاحبزادے محمد اقبال کیلانی بھی ریاض (سعودی عرب) سے آکر شامل جنازہ ہوگئے تھے۔ چھوٹے دو بیٹے پہلے سے گھر میں موجود تھے۔ جبکہ آپ کے چوتھے بیٹے خالد محمود کو چھٹی نہ مل سکی اور وہ وفات کے دوسرے روز سعودی عرب سے گھر پہنچ سکے۔ سب لوگ دل کی گہرائیوں سے آپ کے حق میں ان الفاظ کے ساتھ دعائے مغفرت کر رہے تھے:

اللھم اغفرلہ' وارحمہ و عافہ واعف عنہ وادخلہ جنہ الفردوس واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار۔ آمین یارب العالمین۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

رہا یہ سوال کہ یہ خلاء کیسے پر ہوگا؟ پر ہوگا بھی یا نہیں؟ اور اگر ہوگا تو کب' کیسے اور کس قدر؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بہرحال آپ کے بیٹے اس بات کے انتہائی آرزو مند ہیں کہ آپ کے ہاتھوں جاری شدہ کام اسی طرح جاری رہنے چاہئیں۔ وہ اس کے لئے بھرپور کوشش بھی کر رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ کام ہم سب کے لئے آسان بنا دے۔ آمین! واللہ ولی التوفیق!

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ رئیس التحریر "حرمین" جناب علامہ محمد مدنی' جنہیں آپ کی وفات کی کوئی اطلاع نہ تھی' اپنے بھائی حافظ عبدالحمید عامر مدیر جامعہ علوم اثریہ کے ہمراہ اسی روز مدیر "حرمین" برادرم اکرام اللہ ساجد صاحب سے ملاقات کے لئے کیلیانوالہ پہنچے۔ گو آپ کو دو تین گھنٹوں کی تاخیر ہوئی اور نماز جنازہ میں شرکت نہ کرسکے' تاہم آپ نے مرحوم کے صاحبزادہ محمد اقبال کیلانی صاحب سے تعزیت کی' مرحوم کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار بڑے اچھے لفظوں میں کیا اور انہیں ان کی بے لوث دینی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ایسی نادر روزگار ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوا کرتی ہیں۔

فرمان رسول ﷺ

علم اور عاجزی

اپنی غیر تعلیم یافتہ بہنوں کا مذاق اڑانے اور ان پر طنز کرنے سے مکمل پرہیز کریں۔ اور اپنے سے کم پڑھی لکھی عورتوں سے اپنے آپ کو بالا تر مت سمجھیں اور اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہی عاجزی و تواضع کو بھی بڑھائیں ورنہ آپ کا علم آپ کے لئے وبال جان و باعث عذاب بن سکتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"جس نے اس نیت سے علم حاصل کیا کہ علماء سے مناظرے کرے اور جہلاء کے سامنے بڑا بنے اور اپنے علم کے ذریعے لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف موڑ لے' اللہ اسے اس بدنیتی کے نتیجہ میں جہنم میں داخل کرے گا۔" (صحیح سنن' ترمذی)

تقاریر سننا اور مطالعہ کرنا

اپنی اسلامی معلومات میں اضافے کے ذریعے روح کو غذا مہیا کرتی رہیں اور اسلامی کانفرنسیں' دینی جلسے اور مواعظ و تقاریر سن کر مستفید ہوں یا ان کے کیسٹ سن کر استفادہ کریں اور مفید اسلامی جرائد و مجلات پابندی کے ساتھ پڑھتی رہا کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

میرے والد مخدوم کی سوانح حیات

اس دنیائے فانی میں جو بھی آیا ہے وہ راہی ملک عدم ہونے کے لئے ہی آیا ہے مگر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو دنیا کے اس مختصر قیام کے دوران ایک عالم کو فیضیاب کرجاتے ہیں۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو حسن توازن کے ساتھ بغیر کسی افراط تفریط کے بحسن و خوبی ادا کرتے ہوئے اپنے رب سے جا ملتے ہیں۔ والد مرحوم و مغفور بھی انہی خوش نصیبوں میں سے ایک تھے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافلہ واعف عنلہ وہ مسلک کے لحاظ سے اہلحدیث تھے۔ ساری زندگی شرک و بدعت اور رسم و رواج سے عملاً اور تحریراً بر سرپیکار رہے۔

آباؤ اجداد

مولانا مرحوم کے آبائی گاؤں کا نام حضرت کیلیانوالہ ہے۔ جو گوجرانوالہ کا ایک قدیم مضافاتی دیہات ہے۔ یہ فن خطاطی کا قدیم مشہور مرکز ہے۔ اسی گاؤں کی نسبت سے اس گاؤں کے لوگ کیلانی کہلاتے ہیں۔ ابا جان مرحوم کی آٹھویں پشت میں جد امجد قاضی حاجی محمد عارف صاحب تھے۔ وہ مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۵۵ تا ۱۷۰۵) کے عہد میں یہاں سرکار کی طرف سے قاضی مقرر ہوکر آئے تھے۔ بعد ازاں انہوں نے یہاں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ ان دنوں حضرت کیلیانوالہ ایک اچھا خاصا قصبہ تھا۔

حاجی قاضی محمد عارف صاحب عالم دین بھی تھے اور خوشنویس بھی۔ یہ دونوں چیزیں ان کے خاندان میں نسلاً بعد نسل چلتی رہیں۔ ان کی نسل میں سے چھٹی پشت میں ابا جان کے والد محترم جناب مولوی نورالٰہی مرحوم تھے' جو عالم باعمل بزرگ تھے اور فن کتابت میں یگانہ روزگار تھے۔ انہوں نے زیادہ تر قرآن پاک اور حدیث شریف ہی کی کتابت کی۔ بلکہ ان کا ترجمہ بھی خود ہی لکھتے تھے۔ ان کی کتابت کے نمونے لاہور کے عجائب گھر میں نمبر ۱۹۹ اور نمبر ۲۰۰ کے تحت اب بھی محفوظ ہیں۔

جناب مولوی نورالٰہی مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹوں سے نوازا تھا اور چاروں نے خاندانی روایت کے مطابق کتابت ہی کو ذریعہ معاش بنایا مگر جو مہارت اور طبع زاد ذہانت اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کو عطا کی تھی۔ وہ کسی دوسرے بھائی کے حصہ میں نہ آسکی۔

پیدائش اور بچپن

عبدالرحمٰن کیلانی ولد نورالٰہی حضرت کیلیانوالہ میں ۱۱ نومبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ذہانت سے نوازا تھا' لہٰذا اپنے سارے تعلیمی دور میں ہر کلاس میں نمایاں اور ممتاز رہے۔ نیز انعامات اور وظائف حاصل کرتے رہے۔

پرائمری اور مڈل دونوں بورڈ کے امتحانوں میں وظیفہ حاصل کیا۔ ساتویں کلاس میں "اتحاد و اتفاق میں برکت ہے" کے موضوع پر مضمون لکھ کر پورے پنجاب بورڈ میں سے اول انعام حاصل کیا۔ اس کے بعد انہوں نے گوجرانوالہ میں دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ یہ تعلیم عرصہ پانچ سال تک جاری رہی۔ ساتھ ہی ۱۹۴۱ء میں گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ سے میٹرک کا امتحان نمایاں پوزیشن میں پاس کرلیا۔ ۱۹۴۳ء میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا تو گھریلو حالات کی بنا پر انہیں جلد ہی کسب معاش کی طرف توجہ دینا پڑی۔

فوجی ملازمت

۱۹۴۴ء میں فوجی ملازمت کی خاطر ملٹری کا امتحان دیا۔ اس میں اول آئے تو ممتحن بریگیڈیئر نے کہا اگر داڑھی منڈوا دو تو تمہیں بریگیڈ میں بھیج دیا جائے گا۔ مگر آپ نے انکار کردیا۔ تو انہیں عام لوگوں کی طرح بطور کلرک حوالدار بھرتی کرکے راولپنڈی بھیج دیا گیا۔ وہاں ٹریننگ کے دوران مزید دو امتحانوں میں اول آئے مگر داڑھی نہ منڈوانے کی بنا پر اسی کمپنی میں بطور Pay Clerk ہی کام کرنا پڑا۔ دو سال پنڈی میں کام کرنے کے بعد ان کا تبادلہ پونا میں کردیا گیا۔ ۱۹۴۶ء کے آخر میں پونے تین سال کی سروس کے بعد آپ نے فوجی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ استعفیٰ کی دوسری وجہ اس سے بھی عجیب تھی۔ بطور حوالدار کلرک ایک شخص کی پچھلی پانچ چھ ماہ کی رکی ہوئی تنخواہ آپ نے اسے دلوا دی تو وہ بڑا خوش ہوا اور کچھ "ہدیہ" لے کر آگیا۔ آپ نے وہ لینے سے انکار کردیا' بلکہ بڑے دلگیر ہوئے کہ یہاں تو مجھے اس طرح رشوت سے سابقہ پڑتا رہے گا۔ کسی نے تسلی دی کہ آپ نے کون سا ہدیہ لے لیا ہے جو اتنے پریشان ہو رہے ہیں۔ تو والد محترم نے جواب دیا اس وقت تو بیشک نہیں لیا مگر کسی وقت انسان ذاتی طور پر ضرورت مند بھی ہوسکتا ہے۔ ایسے وقت میں اس طرح کی رشوت میرے لئے مسلسل فتنہ اور آزمائش بنتی رہے گی۔ لہٰذا استعفیٰ دے کر واپس آگئے۔

ملٹری کی ملازمت بے شک چھوڑ دی' مگر فوجی نظم و ضبط عمر بھر ابا جان کی زندگی کا لازمی جز بنا رہا' نظام الاوقات ایسا بنا لیا تھا کہ سارے کام نظم و ضبط سے پورے کرلیتے تھے۔ علاوہ ازیں یہ اکل حلال اور اس کے ساتھ صدق مقال بھی عمر بھر ان کا خصوصی وصف رہا۔

آبائی پیشہ

فوج کی ملازمت چھوڑنے کے بعد کچھ دیر آبائی قصبہ کیلیانوالہ میں دکان چلائی۔ بالآخر اپنے آبائی پیشہ کو ہی ذریعہ معاش بنا لیا۔ ۱۹۴۷ء کو لاہور آگئے اور ادارہ فیروز سنز لمیٹڈ سے وابستہ ہوگئے۔ یہاں اردو اور عربی دونوں طرح کی کتابت کی۔ ساتھ ساتھ اپنی تعلیم بھی پرائیویٹ طور پر جاری رکھی۔

۱۹۵۲ء میں منشی فاضل کا امتحان دیا۔ ساتھ ہی ایف اے انگلش کا امتحان بھی پاس کرلیا۔ بعد ازاں بی۔ اے کے لئے داخلہ بھیجا۔ مگر بعد میں ساری عمر فراغت نہ مل سکی۔

۱۹۸۵ء میں وفاق المدارس السلفیہ کا امتحان بھی فرسٹ ڈویژن میں پاس کرلیا تھا۔ کتابت میں موروثی قابلیت اور طبع زاد ذہانت ہونے کے باوجود اساتذہ فن سے بھی کسب فیض کیا۔ خط نسخ (عربی) میں مولانا عبدالغفار مرحوم کیلانی اور مولانا محمد حسین مرحوم سے اور خط نستعلیق (اردو) میں محمد صدیق الیاس رقم صاحب سے استفادہ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۵۴ء میں لاہور کے شمالی علاقہ وسن پورہ میں اپنا مکان تعمیر کرکے اہل و عیال کو بھی لاہور لے آئے۔ اس طرح لاہور میں مستقل طور پر قیام پذیر ہوگئے۔ اب ان کی رہائش گاہ (یعنی دارالسلام وسن پورہ لاہور) فن خطاطی کا ایک مستقل ادارہ بن چکی تھی۔ جہاں سے اپنے خاندان کے بھی تقریباً تمام نوجوان افراد نے کسب فیض کیا۔ کسی نے ان سے عربی کی مکمل کتابت سیکھی۔ کسی نے اردو کی مکمل خوشنویسی سیکھی اور کسی نے ان سے جزوی طور پر استفادہ کیا۔ اس طرح بے شمار لوگوں نے ان سے کتابت سیکھی۔ جن میں خاندان کے تقریباً بیس افراد شامل تھے۔ دوران قیام ان میں اکثر کا تمام خرچہ بھی برداشت کرتے' ان کی تربیت بھی کرتے ان کو نماز اور ترجمہ قرآن کی تعلیم بھی دیتے اور پھر روزگار بھی دلاتے۔ جب وہ برسر روزگار ہوجاتے تو واپس چلے جاتے۔

خود ان کے اپنے دونوں بڑے بھائیوں یعنی مولانا محمد سلیمان کیلانی نے اردو میں اور مولانا محمد ادریس کیلانی نے عربی میں ان سے استفادہ کیا تھا۔ آپ کی کتابت کے دو دور تھے: پہلا ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک ہے۔ اس دور میں ادارہ فیروز سنز لاہور سے وابستہ رہے۔ اس دوران زیادہ تر کام اردو کا اور تھوڑا بہت عربی کا کیا۔ دوسرے دور میں سارا کام عربی کا کیا۔ بلکہ ۱۹۶۱ء ہی سے ۱۹۸۱ء تک صرف قرآن پاک کی کتابت کی۔ تاج کمپنی کے کئی قرآن پاک ابا جان نے لکھے۔ ۱۹۸۵ء میں کتابت کا کام تقریباً ختم ہوگیا۔ اس دوران آپ تقریباً پچاس قرآن پاک اپنے دست مبارک سے لکھ چکے تھے۔ اور ایک قرآن تو انہوں نے اس طرح لکھا (۷۲-۱۹۷۱ء) کہ تمام مکی سورتیں حرم مکہ میں خانہ کعبہ کے سامنے رکن یمانی کے پاس بیٹھ کر لکھیں اور تمام مدنی سورتیں مدینہ منورہ میں' مسجد نبوی ﷺ میں چبوترہ صفہ پر بیٹھ کر لکھیں۔

تصنیف و تالیف کا دور

اللہ تعالیٰ نے تصنیف و تالیف کا ملکہ بھی عطا کر رکھا تھا جونہی بڑے صاحبزادے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی صاحب نے طائف میں ملازمت کے بعد مالی تعاون کرنا شروع کیا تو انہوں نے اسی ترتیب سے بتدریج کتابت کا کام کم کرکے اپنے علمی ذوق کی تسکین کے لئے تصنیف و تالیف کا کام شروع کردیا۔ ۱۹۸۵ء میں مکمل طور پر کتابت چھوڑ دی۔ اور تالیفی کام میں مکمل طور پر مصروف ہوگئے۔ دس سال کے قلیل عرصہ میں دس بارہ ضخیم کتابیں تیار کرلیں۔ اس کے علاوہ ان کے ایک سو کے لگ بھگ مضامین مختلف رسالوں مثلاً ماہنامہ محدث' ترجمان الحدیث' المعارف اور سہ ماہی مجلّہ المنہاج میں شائع ہوتے رہے۔

انعامات

۱۹۸۷ء میں قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد میں مضمون "اصلاح معاشرہ" پر ان کو میڈل ملا۔ پھر اسی سال جامع رحمانیہ (اہلحدیث) کورٹ روڈ کراچی میں مضمون "خلافت و جمہوریت" پر ان کو انعام ملا۔ ۱۹۸۴ء میں قومی سیرت کانفرنس منعقدہ کراچی میں ایک بار پھر انہوں نے مضمون "پیغمبر ﷺ اسلام داعی امن و اخوت" پر ۲۵۰۰/- روپے کا پہلا انعام حاصل کیا۔

حج کی ادائیگی

والد مرحوم نے زندگی میں تین بار حج کی سعادت حاصل کی تھی۔

پہلی بار ۱۹۵۲ء میں اکیلے حج کے لئے گئے۔ دوسری بار اہلیہ اور بہو کے ہمراہ ۷۲-۷۱ میں شرف حج سے بہرہ مند ہوئے۔ اسی موقع پر خانہ کعبہ کے سامنے رکن یمانی کے پاس بیٹھ کر تمام مکی سورتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھیں- اور تمام مدنی سورتیں مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ کے چبوترہ پر بیٹھ کر لکھیں- اس طرح اس مبارک سفر کے دوران پورے قرآن پاک کی کتابت کی سعادت حاصل کی-

تیسری بار ۱۹۸۱ء میں اپنی بیٹی کے ہمراہ حج کیا- چوتھی دفعہ ۱۹۹۳ء میں ہماری دوسری والدہ' ایک بیٹے اور دو بہوؤں کے ہمراہ کیا-

اولاد و اطفال اور گھر کا ماحول

شادی تعلیم کے دوران ہی والدین نے کردی تھی- اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا کیں- بچوں کی تعلیم و تربیت کی خاطر ہی والد صاحب اہل وعیال کو لاہور لائے تھے- امی جان مرحومہ خود حافظہ قرآن تھیں- وہ بھی بچوں کی تعلیم کا بڑا خیال رکھتی تھیں- دونوں نے مل کر اپنے بچوں کو بہترین دینی و عصری تعلیم دلائی- لہٰذا سب بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں- والدہ مرحومہ حافظہ قرآن ہونے کی بنا پر گھریلو کام کرتے ہوئے قرآن پاک پڑھتی رہتی تھیں- وہ یا تو خود پڑھ رہی ہوتیں یا پڑھا رہی ہوتیں- اپنے بچوں کو قرآن پاک کا ناظرہ خود پڑھایا- پھر سب کو قرآن پاک کا ترجمہ بھی پڑھایا- اپنے چار بچوں کو حافظ قرآن بھی بنایا- اس کے بعد سب بیٹوں بیٹیوں کو مزید دینی تعلیم بھی دلائی- علاوہ ازیں امی جان نے گھر میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا تھا' محلہ کی خواتین اور بچیاں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہر وقت آتی رہتی تھیں- والد صاحب نے بچوں کی تعلیم اور اس درس و تدریس کے سلسلے میں امی جان کے ساتھ پورا تعاون کیا- بعد میں اس درس و تدریس نے "مدرسہ تدریس القرآن و الحدیث" کی باقاعدہ شکل اختیار کرلی- اس مدرسہ کی تاعمر نظامت ابا جان نے سنبھالے رکھی- جب بچے جوان ہوئے تو ان کی شادیاں بھی دیندار گھرانوں میں کیں بلکہ رشتوں کے انتخاب میں صرف دین ہی کو مدنظر رکھا- ماشاء اللہ تمام داماد اور بہوئیں اسلامی شعائر کی پابند اور دینی و دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں-

۱۹۸۷ء میں آخری بیٹے اور بیٹی کی شادی اکٹھی کرکے اس بھاری ذمہ داری سے بھی بخوبی سبکدوش ہوگئے تھے- میں اپنے کو نجیب الطرفین کہنے میں فخر محسوس کرتی ہوں' ان معنوں میں نہیں جن میں یہ لفظ عام طور پر مستعمل ہے بلکہ ان معنوں میں کہ والد مرحوم نے ساری عمر قرآن پاک کی کتابت کرکے ہمیں حلال روزی کھلائی اور والدہ مرحومہ نے ساری عمر قرآن پاک پڑھتے پڑھاتے ہمیں کھانا پکا کر دیا اور اس طرح اپنی اولاد کی رگ و پے میں قرآن پاک کی محبت بھردی- جزاهما الله تعالى عنا خير الجزاء

۷ فروری ۱۹۸۸ء میں آپ کی اہلیہ اور ہماری والدہ حمیدہ بیگم رحمہا اللہ کا انتقال ہوگیا تو نومبر ۱۹۸۸ء میں شریعت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنی چچا زاد بہن سے (جو اس وقت طلاق ہوجانے کی بنا پر پریشان تھیں) نکاح ثانی کرلیا- مقصد یہ تھا کہ میرا گھر آباد رہے' عزیزوں کے لئے دروازہ کھلا رہے اور پہلے کی طرح ہی بچے اور بچیاں بے تکلف آتے جاتے رہیں نیز برادری کے افراد کو بھی کوئی دقت محسوس نہ ہو-

اور واقعی ابا جان مرحوم دوسری شادی کے بعد اپنی اولاد اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ عموماً اور سابقہ سسرال سے پہلے سے زیادہ حسن سلوک اور پیار و محبت سے پیش آئے- دوسری والدہ جنہیں ہم آپا جی کہتے ہیں - انہوں نے بھی ہمارے ساتھ پیار و محبت میں کوئی دریغ نہ کیا- ذرا ذرا سی بات پر ہم سب بھائی بہنوں کی دعوت کا اہتمام کرڈالتیں اور ہم سب کو وہاں اکٹھے دیکھ کر بہت خوش ہوتیں-

سفر آخرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والد محترم کی عمر ۷۲ سال تھی اس عمر میں بھی ماشاء اللہ صحت مند اور چاق و چوبند تھے۔ باقاعدہ مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے جاتے۔ تصنیف کا کام اور مدرسہ تدریس القرآن والحدیث کی نظامت ساتھ ساتھ نباہ رہے تھے۔ آخر عمر تک صحت بحال تھی' اس لئے کبھی گرمیوں میں کولر اور سردیوں میں ہیٹر کے استعمال سے بھی گریز کرتے' نہ کسی قسم کی تکلیف تھی نہ ان کو کسی پرہیز کی ضرورت تھی۔ لسی' دہی' دودھ جو چیز بھی مل گئی خوش ہو کر کھا لیتے' تاہم وہ سفر آخرت کے لئے تیار تھے اور اکثر اس کا تذکرہ بھی کرتے رہتے۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں دو تین بار ہم سب بھائی بہنوں کو بلایا اور اپنی وصیتیں یا قابل ذکر امور باقاعدہ نوٹ کروائے اور اس طرح ہمیں بھی ذہنی طور پر داغ مفارقت کے اس صدمہ کے لئے تیار کرتے رہے۔ بعد از وفات پتہ چلا کہ ابا جان مرحوم کو دراصل ڈھائی ماہ قبل ایک خواب آیا تھا کہ دو آدمی آئے انہوں نے کہا کہ اپنا سائیکل' کپڑے اور جوتی رکھ دو اور ہمارے ساتھ چلو۔ چنانچہ انہوں نے ساری چیزیں رکھ دیں۔ اور ان کے ساتھ چل دیئے۔

تاہم اپنے تمام کام معمول کے مطابق انجام دے رہے تھے۔ اپنے گھر اور مدرسہ دونوں کی کچھ ضرورت و مرمت کے کام تھے وہ مکمل کروائے' اپنے گھر میں قلعی بھی کروائی اور کمروں کے اندر رنگ و روغن وغیرہ بھی کروایا۔

آخری دن ۱۸ دسمبر کو بھی ہر کام معمول کے مطابق کیا۔ بعد نماز مغرب اپنا کام لے کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد اسی طرح کھلی کتابیں چھوڑ کر اٹھے اور وضو کر کے عشاء کی نماز کے لئے تیز قدموں سے حسب معمول چلتے ہوئے مسجد گئے' بلکہ گھر سے باہر نکلتے ہوئے اپنے ہمسائے کو کہا "بھئی ظفر مجھے تم سے کام ہے۔ نماز کے بعد میں آکر تمہیں بتاتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہی انہیں اپنے پاس بلالیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) 7:10 پر گھر سے نماز کے لئے روانہ ہوئے اور ۷:۳۵ پر گھر میں ان کے جسد خاکی کو چارپائی پر ڈال کر لایا گیا۔

اے اللہ! تو ان کی قبر کو نور سے بھر دے' ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے' ان کا حساب کتاب آسان فرما' ان کی سیئات سے درگزر فرما اور ان کی نیکیوں کو شرف قبولیت عطا فرما۔

ان کے پسماندگان میں ایک بیوہ' چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ داماد' بہوئیں' پوتے' پوتیاں اور نواسے' نواسیاں' بلکہ پورا خاندان ہی ان کی وفات پر بے حد مغموم ہے۔ سب محسوس کرتے ہیں کہ مشفق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ وہ سراپا محبت تھے۔ اب یہ محبت کا سائبان نہیں رہا۔

نماز جنازہ حافظ محمد یحییٰ میر محمدی حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ بلاشبہ ہزاروں نے ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ پھر تیزی سے جنازہ اپنی آخری آرام گاہ کی طرف روانہ ہوا اور تدفین کے مراحل آناً فاناً طے ہوگئے۔ اللھم اجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ آمین

سیرت و کردار

والد صاحب اپنی ذات میں کئی اداروں کا مجموعہ تھے۔ انہوں نے بہت سے کام تنہا سنبھال رکھے تھے۔ اور ہر کام کمال درجہ کا کیا۔ فوج کی ملازمت ہو یا دوکانداری' خطاطی کا کام ہو کہ تصنیف و تالیف کا' مدرسہ کی ذمہ داری ہو یا صلہ رحمی کا مسئلہ' ہر کام میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ ماشاء اللہ بڑے مستعد تھے۔ بیک وقت کئی کام نباہنے والے تھے۔ کام کو سرانجام دینے کے بعد ہی تذکرہ کرتے۔ پہلے کبھی بات نہ کرتے۔ حتیٰ کہ سفر آخرت میں بھی اپنے اس معمول کو برقرار رکھا۔ سارا دن معمول کے مطابق کام کیا' رات کو رب سے جا ملے تو ہمیں پتہ چلا کہ آہ! اب تو والد صاحب اس دنیا میں نہیں رہے' وہ تو اپنے رب کے پاس جا چکے ہیں۔ طبیعت میں توازن اس طرح کا تھا کہ ہمیشہ روا داری اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسعت قلب و نظر کا مظاہرہ کرتے' تشدد کے قائل نہ تھے' نہ کسی پر اپنی رائے ٹھونستے۔ اسی وجہ سے ذہنی طور پر جماعت اسلامی سے بھی متفق رہے۔ اوائل عمر میں ترجمان القرآن کے باقاعدہ قاری تھے۔

تمام شرعی امور کو ہر بات پر اولیت دی' نماز کا وقت ہوا تو کام یا باتیں کرتے ہوئے یکدم اٹھے اور وضو کرکے مسجد کو تیز قدموں سے چل دیئے۔ اس وقت کوئی ان کو روک نہ سکتا تھا۔ گھر میں کبھی ٹی' وی نہ رکھنے دیا۔ فوج کی ملازمت سے استعفیٰ دینا منظور کرلیا۔ مگر داڑھی نہ منڈوائی ان کے ہاں زہد و احسان' شریعت کی پابندی ہی کا نام تھا۔ تقویٰ اور اخلاص کا یہ عالم کہ کبھی اپنے کسی کام کی تشہیر نہ کی بلکہ کسی نے پوچھا بھی تو کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے گول مول بات کردی۔ کسی کے منہ سے اپنی تعریف بھی سننے کے روادار نہ تھے۔ سادگی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آخری عمر تک سائیکل پر ہی سفر کیا۔ حتیٰ کہ وفات کے دن بھی کم و بیش چار گھنٹے سائیکل پر اردو بازار میں سارے کام نمٹائے معمولی قلم استعمال کیا۔ ہمیشہ سفید شلوار قمیص استعمال کرتے۔ اکل حلال اور دیانتداری کا بڑا التزام تھا۔ فوج کی ملازمت چھوڑنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ کہیں کسی وقت میں رشوت میں ملوث نہ ہوجاؤں۔ تصنیف و تالیف کا کام بھی شروع کیا تو سب سے پہلے جو مستقل کتاب لکھی اس کا عنوان "اسلام کا ضابطہ تجارت" تھا۔ لین دین کے بے انتہا کھرے تھے۔ دوسروں کو اکثر قرض دیتے اور اگر کوئی نہ دے سکنے کی پوزیشن میں ہوتا تو اس کو اکثر معاف کردیا کرتے۔ کئی جگہ ویسے بھی رقم ماری گئی تو پرواہ نہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ہر وقت شکر گزار رہے۔ اپنا گھر بنایا تو اس کی پیشانی پر ﴿ لئن شکرتم لازیدنکم ﴾ کی آیت لکھی۔ محنتی اور جفاکش ایسے کہ آخر تک ورزش نہ چھوڑی۔ دوسری طرف عید کے دن بھی ذرا وقت ملتا' تو اپنا کام لے کر بیٹھ جاتے' ایک دفعہ ۱۰۲ درجہ کا بخار چڑھا ہوا تھا اور اسی حالت میں کام کر رہے تھے' امی جان نے آرام کرنے کو کہا تو فرمایا لیٹ کر کیا کروں۔ کام کیوں نہ ختم کرلوں؟ دوا بہت کم کھاتے تھے۔ جب بھی کسی نے حال احوال پوچھا تو فرمایا الحمدللہ میں بہت اچھا ہوں' تندرست و توانا ہوں۔

اتنا ہلکا جسم کہ ساری عمر صرف پچپن کلو وزن رہا۔ ۵ فٹ ۱۰ انچ قد کے دبلے پتلے جسم والے سادہ خوراک استعمال کرنے والے ابا جان مرحوم کام' کام اور صرف کام پر یقین رکھتے تھے۔ ان کی قوت ارادی اور ان کا عزم بالجزم ان کی بیماری میں بھی آرام نہ کرنے دیتا تھا' اس کے باوجود شگفتہ مزاج اور ظریف الطبع تھے' بات بات میں ہنسنے ہنسانے کا سامان کرلیتے۔ شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔

صلہ رحمی

آپ کی تمام زندگی میں ایک بہت ابھرا ہوا عنوان صلہ رحمی ہے وہ نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کا مصداق تھے کہ "میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جلوت و خلوت میں ہرحال میں اللہ تعالیٰ سے ڈروں خواہ کسی سے ناراض ہوں یا راضی' ہرحال میں انصاف کی بات کہوں۔ جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں۔ جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں اور جو مجھ پر زیادتی کرے میں اسے معاف کروں۔ میری خاموشی غور و فکر کی خاموشی ہو۔ میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہو۔ میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو اور میں لوگوں سے اچھی بات کہوں"

خاندان کی ہر غمی خوشی میں شرکت کرتے' بلکہ خاندان کا غمی یا خوشی کا کوئی موقع آپ کی شرکت کے بغیر نامکمل سمجھا جاتا۔ ہر مسئلہ کا فیصلہ آپ نے کرنا ہوتا تھا۔ رشتہ کا معاملہ ہو' کوئی لڑائی جھگڑا ہو' لین دین کی بات ہو' سب کا فیصلہ ابا جان مرحوم سے کروایا جاتا' برادری سے محبت بھرے معاملات تھے' بلکہ اس سلسلہ میں ان کی کچھ مخصوص اصطلاحات تھیں' مثلاً برادری فنڈ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ وہ بطور برادری فنڈ نکالتے۔ جس سے برادری کے ہر ضرورت مند کی مدد کرتے۔ ہر فرد خاندان سے ذاتی روابط رکھتے۔ اس کے حالات معلوم کرنے کے لئے خود ان کے گھر جاتے۔ کسی کا ماہانہ' کسی کا ششماہی' کسی کا سالانہ انہوں نے مقرر کر رکھا تھا' اسی طرح ان کی ایک اصطلاح "برادری ٹور" تھا یعنی دو تین دن کا برادری کا اس طرح چکر لگاتے کہ ہر ایک کو مل بھی آئیں۔ اس کے حالات کا پتہ بھی کر آئیں اور جس کی جیسی کچھ مدد کرنی ہو وہ بھی اس کے گھر جاکر اس کو دے آئیں۔ ان کے دیکھا دیکھی بعد میں ہم ساری اولاد بھی حسب توفیق اس "برادری فنڈ" میں اپنا حصہ ڈالنے لگے۔

مدرسہ کی نظامت

گھر والے خواتین کے درس و تدریس کے سلسلہ نے وسعت اختیار کی اور باقاعدہ مدرسے کی شکل اختیار کی' تو اس کے لئے الگ سے عمارت کا بندوبست کرنا' اس کے فنڈز' راشن' اخراجات کا اہتمام' اس کے تمام بیرونی کاموں کی ذمہ داری۔ بلکہ بوقت ضرورت پردہ میں طالبات کو پڑھانے کا کام بھی۔ یہ سارے امور آپ کے ذمہ تھے۔ ۱۹۸۰ء سے یہ کام آپ نے سنبھال رکھا تھا اور والدہ مرحومہ کے فوت ہوجانے کے بعد زیادہ مستعدی سے یہ کام سرانجام دیا۔ اس وقت مدرسہ کی بلڈنگ باہر سے اتنی خوبصورت لگتی ہے' کہ کسی نے دیکھ کر تبصرہ کیا یہ تو سٹیٹ بنک کی عمارت محسوس ہوتی ہے۔ مدرسہ کے اندر خواتین اساتذہ کے لئے تین رہائشی فلیٹ بھی تعمیر کروائے۔ مدرسے میں اس وقت ۷۰ کے قریب طالبات ہوسٹل میں رہتی ہیں اور تقریباً پونے دو سو طالبات پڑھ کر گھروں کو لوٹ جاتی ہیں۔ پڑھائی کا معیار بھی الحمدللہ لاہور کے تمام زنانہ مدارس میں سے بہتر ہے۔ دوسری طرف شرک وبدعت کے گڑھ میں خواتین کے حلقہ میں اصل دین کی اشاعت بھی کر رہا ہے۔

آپ نے پلاٹوں کا کام بھی کیا۔ یعنی لاہور کے انتہائی شمالی علاقہ بھگت نگر میں بہت سی زمین خریدی۔ اس کے کئی پلاٹ بنائے اور اپنے تمام بچوں' بچیوں بلکہ کچھ قریبی عزیزوں کو بھی ھبہ کئے۔ ایک علمی ذوق رکھنے والا آدمی کچہریوں کے چکر کہاں کاٹ سکتا ہے۔ مگر والد صاحب نے یہ کام بھی کیا۔ (رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ)

بقیہ > لئن شکر تم ------

گے' مگر اس سعادت کے کیا کہنے کہ تو نے ہماری آنکھیں دنیا ہی میں ٹھنڈی کر دی ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری اس نعمت پر تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔

تیرے وعدے لئن شکر تم لا زیدنکم کے تحت ہم امید کرتے ہیں کہ تو یہ نعمت ہماری نسل میں برقرار ہی نہیں اس میں اضافہ بھی کرے گا۔ اے اللہ! ہمارے والدین کے درجات بلند کر اور انہیں نبیوں' صدیقوں' شہداء اور صالحین کے درمیان ٹھکانہ دے۔

اے اللہ! آج ہم اس خواہش کا اظہار بلکہ اعادہ کرتے ہیں کہ ہم مرحوم کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ سفر لمبا اور مشکل ہے۔ ہم ناتواں اور کمزور ہیں۔ مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے ہم نے نہیں سیکھے تو غائب سے ہماری مدد فرما۔ ہمیں اس قابل بنا کہ ہم تیری توفیق سے اس مشن کو جاری ہی نہیں بلکہ آگے بھی بڑھا سکیں۔ آمین! ثم آمین!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۂ ایام

مولانا کیلانی اخلاص کے پیکر

دینی و سماجی خدمات کے حوالے سے

مولانا ابوبکر صدیق سلفی

یہ دور نفسا نفسی ذاتی مفادات اور مادہ پرستی کا دور ہے۔ اس صورت حال کی شدت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اہل علم اور دینی راہنما تک اپنا دامن اس سے بچانے میں مشکل محسوس کر رہے ہیں۔ ایسے دگر گوں حالات میں امانت و دیانت' شرافت و صداقت کی آئینہ دار اور سراپا اخلاص شخصیت مولانا عبدالرحمٰن کیلانی (نور اللہ مرقدہ) کا وجود نعمت غیر مترقبہ تھا وہ "الدین النصیحہ" کا عملی نمونہ تھے۔

میرے ان سے ذاتی تعلقات کا عرصہ چالیس سال سے زائد پر محیط ہے' مولانا مرحوم کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب جو کہ اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ لاہور میں طالب علم تھے اور میں اس وقت سکول میں عربی کا معلم تھا' کی وساطت سے ان کے والد محترم سے تعارف ہوا' اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تعلقات مزید گہرے ہوتے چلے گئے۔

۱۹۵۴ء میں جامع مسجد نجم اہلحدیث میں میرا تقرر ہوا' اس وقت مسجد بالکل مختصر تھی' جو الحمدللہ اب شمالی لاہور کی سب سے بڑی مرکزی اہلحدیث مسجد بن گئی ہے۔ یہ مسجد آغاز سے ہی عربی اور قرآن و سنت کی تعلیم کا مرکز رہی ہے' علاقے بھر کے تشنگان علم میرے پاس اس مسجد میں تعلیم پانے کے لئے آتے تھے۔ ان میں ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کے علاوہ ان کے دیگر اقرباء و احباب بھی تھے۔ چونکہ اس وقت اس علاقے میں کوئی اور اہلحدیث مسجد نہ تھی' اس لئے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ نہ صرف اس مسجد کے نمازی اور رکن انتظامیہ بنے' بلکہ کچھ عرصہ کے لئے انتظامیہ کے صدر اور بعد میں منتظم اعلیٰ کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ متعدد بار انہوں نے اس مسجد میں خطبات جمعۃ المبارک بھی ارشاد فرمائے' آپ کی بات سادہ مگر مدلل ہوتی تھی۔ انہی کی معرفت ان کے برادران مولانا محمد ادریس کیلانی اور مولانا محمد سلیمان کیلانی رحمہما اللہ بھی گاہے بگاہے تشریف لاتے اور خطبات جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے۔

یہ دور مولانا مرحوم کی خوشنویسی کا دور تھا۔ کچھ عرصہ بعد وسن پورہ لاہور میں میری شراکت سے صابن سازی کا کارخانہ لگایا جو بعض وجوہ کی بناء پر چل نہ سکا۔ پھر اینٹوں کا بھٹہ بنایا' جس میں' میں بھی حصہ دار تھا' مگر وہ بھی سیلاب کی نذر ہوگیا۔ کاروبار میں شراکت کے ذریعے مولانا مرحوم کی امانت و دیانت مجھ پر منکشف ہوئی۔ کیونکہ کسی بھی انسان کی صحیح جانچ پرکھ اس کے ساتھ کاروباری معاملات کرنے سے ہی ہوتی ہے۔ جس میں مرحوم سو فیصد کامیاب رہے اور اس حدیث پاک کا مصداق بنے "التاجر الامین الصدوق المسلم مع الشهداء يوم القيامه" (اوکما قال علیه الصلاة والسلام)

شاید یہ مشیت ایزدی تھی کہ ان کا کوئی بھی کاروبار تسلی بخش نہ چل سکا۔ اگر یہ کاروبار دنیوی اعتبار سے انہیں مطمئن کر دیتے تو پھر شاید وہ اسی مال و متاع میں ہی پھنس کر رہ جاتے' اور تصنیف و تالیف اور دیگر علمی و دینی کام انجام نہ دے پاتے۔ اسی بات کا اظہار ایک مرتبہ عصر حاضر کے ایک معتبر عالم دین اور معروف شخصیت حضرت مولانا محمد عطا اللہ حنیف بھوجیانی (قدس الله تعالى ضريحه) نے بھی کیا تھا' انہوں نے مولانا مرحوم کو جب کہ دیگر لوگ ان کے بھٹہ کا نقصان ہوجانے پر اظہار افسوس کر رہے تھے' ببانگ دھل فرمایا: کہ میں چونکہ ایک عرصہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ گوناگوں صلاحیتوں کو دیکھ رہا تھا' لیکن ساتھ ہی ساتھ حیران بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو بے شمار صلاحیتوں اور روحانی قوتوں سے نوازا ہے' مگر ان کا رخ ہنوز کسی اور جانب ہے۔ لیکن اب میرا یہ اندازہ ایک حقیقت بن کر ابھرا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے جس کی تقدیم و تاخیر میں حکمت و مصلحت وہ خود علیم و حکیم ہی جانتا ہے' لہٰذا میں اس عارضی اور ظاہری دنیوی نقصان پر اظہار تاسف کے ساتھ ساتھ آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے علمی و دینی سرگرمیوں میں منہمک ہو جائیں۔

وقت کے ایک زاہد و متورع اور صاحب علم و فضل شخصیت کے ان کلمات نے مولانا مرحوم کی ذات پر "سونے پر سہاگہ" کا سا کام کیا اور آپ نے اسی دن سے دنیوی بکھیڑوں اور کاروباری معاملات سے کنارہ کش ہو کر کتابت وحی (یعنی قرآن مجید کی کتابت) کو اپنا ذریعہ معاش بنایا اور ساتھ ساتھ علمی و دینی امور کی انجام دہی کے لئے ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

دینی کتب کی اشاعت کا سلسلہ بھی کچھ نہ کچھ جاری رہا' اور اس سلسلہ کی سب سے پہلی کتاب شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی "تقویۃ الایمان" تھی جس کے ذریعے لاکھوں افراد کو راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ مولانا مرحوم چاہتے تھے کہ کتاب کے شروع میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کے حالات شامل کئے جائیں اور یہ کام انہوں نے میرے سپرد کیا۔ پھر بعد میں میرے تحریر کردہ اس مضمون میں انہوں نے حسب ضرورت ترمیم و اضافہ کرکے کتاب کے شروع میں شامل کردیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ عنا خیر الجزاء۔

مولانا مرحوم کے ساتھ میرے قریبی تعلقات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی ساری اولاد میری شاگرد ہے اور یہ سب کچھ محض لوجہ تعالیٰ تھا اس میں کوئی دنیاوی یا ذاتی غرض مضمر نہ تھی۔ افغانستان کی جنگ کے زمانے میں احباب کا ایک وفد "نورستان" گیا جس میں مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ بھی شریک تھے۔ انہوں نے مجھے بھی بڑے اصرار کے ساتھ اس مبارک سفر پر ساتھ چلنے کو کہا مگر میں اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا۔ مولانا مرحوم نے "قرآن نافہمی کے اسباب" پر ایک مفید رسالہ لکھا جسے راقم نے شائع کرکے مفت تقسیم کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو ذہانت' بصیرت' قوت حافظہ اور قوت ارادی جیسی نعمتوں سے خوب نوازا تھا۔ جن سے انہوں نے اس مستعار زندگی میں بھرپور فائدہ اٹھایا' آخری عمر میں تو تصنیف و تالیف اور علمی کاموں میں ایسے منہمک ہوئے کہ باقی سب کام چھوڑ دیئے اور تھوڑے ہی عرصے میں نہایت وقیع و دقیق اور جدید موضوعات پر بہت سی کتب لکھ کر شائع بھی کردیں۔ چاہتے تھے کہ دیگر خاندانی اور مدرسہ کے تنظیمی امور سے بھی الگ ہو کر ہمہ وقت علمی مشاغل میں مصروف رہوں' اس بات کا اظہار انہوں نے بارہا مجھ سے کیا۔

مولانا کیلانی مرحوم نے "تدریس القرآن والحدیث" کے نام سے اپنے گھر میں ایک مدرسہ کا اجراء کیا' جو اب ماشاء اللہ ایک عظیم دارالعلوم کی حیثیت رکھتا ہے' اس مدرسہ میں ہر مکتب فکر کے مقامی بچے اور بچیاں ترجمہ قرآن اور حدیث کا علم حاصل کرتے ہیں۔ جس کے دینی و علمی اثرات ان کے والدین نے اپنے گھروں میں محسوس کئے۔ اور اس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ وسن پورہ لاہور میں ایک غیرآباد مسجد جس پر بدعتیوں اور خرافیوں کا قبضہ تھا' کو مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ نے اپنے احباب کے تعاون سے آباد کرنے کی سعی کی۔ اس سلسلہ میں انہیں مخالفین کی طرف سے شدید مخالفت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا' آخر کار اپنے غیر معمولی عزم و ہمت اور استقلال سے اس مسجد کو آباد کرنے میں سرخرو ہو گئے۔ اس میں مزید اللہ تعالیٰ کی توفیق یہ شامل حال ہوئی کہ متولی مسجد کے بچوں نے "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث" میں ترجمہ قرآن اور حدیث رسول ﷺ کا اکتساب کیا' جس کی

بقیہ : صفحہ ۱۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ خط کچھ یادیں

خواتین و حضرات کے تعزیتی خطوط

بخدمت جناب
محترم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب
محترم ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب
محترم پروفیسر نجیب الرحمٰن صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

محترم چچا جان کی وفات کی خبر رات ہی مل گئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مرحوم کی تمام دینی کاوشیں اور حسنات کو شرف قبولیت عطا فرمائے ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرماکر جنت الفردوس کے اعلیٰ ترین درجات سے نوازے۔ وفات کے بعد کے تمام مراحل آسان فرمائے۔ ان کو قبر میں سوال و جواب میں ثابت قدم فرمائے ان کی قبر حد نظر تک فراخ کرکے نور سے بھر دے۔ (آمین)

مرحوم کی زندگی بھی قابل رشک تھی اور موت، زندگی سے بھی زیادہ قابل رشک ہے۔ موت اگرچہ چند لمحوں یا ساعتوں کا معاملہ ہے لیکن لگتا ہے کہ انسان کی ساری زندگی کا حاصل اور نچوڑ ہوتا ہے۔ جس شخص نے ساری زندگی بڑے خلوص اور ایثار کے ساتھ اللہ کی عبادت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی حالت میں اسے اپنے پاس واپس بلالیا اور قیامت کے دن انشاء اللہ جہاں شہید اپنا خون لے کر اٹھے گا، حاجی اپنے احرام میں اٹھے گا، مرحوم سجدہ کرتے ہوئے اپنی قبر سے اٹھیں گے۔ سبحانہ اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

موت ایک عظیم سانحہ ہے خاص طور پر والدین کی موت۔ والدین کی موت کے بعد آدمی ان کی دعاؤں، ان کی محبت اور ان کی نظر شفقت سے محروم ہوجاتا ہے، اسی لئے موت پر تعزیت کرنا مسنون ہے۔ لیکن مرحوم کی موت جس طرح آئی ہے وہ ان کی جدائی کے صدمے کے اعتبار سے واقعی لائق تعزیت ہے لیکن جس طرح آئی ہے وہ اس قدر قابل رشک اور لائق مبارک ہے۔ جب سے سنا ہے دعا کر رہا ہوں کہ اللہ مجھے بھی ایسی ہی موت عطا فرمائے۔ آمین

بحیثیت والد، مرحوم نے اپنی اولاد کو جو کچھ دیا وہ بھی ساری برادری میں الحمدللہ منفرد اور قابل فخر ہے۔ بحیثیت ایک مسلمان انہوں نے جس طرح زندگی بسر کی، سادہ اور عملی وہ بھی انتہائی منفرد اور بحیثیت ایک مبلغ، مفسر، مؤلف اور محقق جو علمی خزانہ انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ سارے خاندان کے لئے الحمدللہ قابل فخر اور قابل رشک ہے، والدین کی زندگی کو جس قدر قریب سے اولاد دیکھتی ہے اس قدر قریب سے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا، ممکن ہی نہیں، اگر آپ میں سے کوئی بھائی ان کی جدوجہد سے بھرپور زندگی کو قلم بند کرکے شائع کر دے تو یہ مجھ جیسے ہزاروں بے فیض اور ناکارہ لوگوں کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوگی۔ یہ محض اپنے اسلاف یا آباء و اجداد پر فخر کرنے والی بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ آنے والی نسلوں میں دینی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے یہ کام بہت ضروری ہے۔ میری ناقص رائے میں یہ آپ سب بھائیوں پر قرض ہے جسے آپ کو اپنی پہلی فرصت میں اتارنا چاہیئے۔ وباللہ التوفیق۔

عمر کے آخری حصہ میں قرآن پاک کی تفسیر کا جو کام اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا ہے وہ ایک عظیم سعادت ہے جو عام و خاص تو کیا علماء میں سے بھی شاید کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کی عنایت' توفیق فضل اور کرم ہے۔ امید ہے آپ حضرات مرحوم کی تمام بہبود کے تسلسل کو بھی انشاء اللہ قائم رکھیں گے اور اس میں تعطل یا انقطاع پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ آپ کا گھرانہ الحمدللہ اس سلسلہ میں بہت آگے ہے۔ اللہ اس روایت کو قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

گھر کے دیگر تمام حضرات تک اور میری بیگم کی طرف سے بھی اظہار تعزیت کر دیجئے۔ آج صبح نماز فجر کے بعد مسلسل ٹیلیفون ملانے کی کوشش کرتا رہا ہوں لیکن لائن نہیں مل سکی۔ گھر میں موجود تمام حضرات کو درجہ بدرجہ سلام اور دعا۔

امید ہے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ شکریہ!

والسلام شریک غم

محمد اقبال کیلانی

مکرم و محترم برادرم جناب ڈاکٹر حبیب الرحمن کیلانی۔
ڈاکٹر شفیق الرحمن کیلانی۔ پروفیسر نجیب الرحمن کیلانی۔ حافظ عتیق الرحمن کیلانی صاحبان و محترمہ ہمشیرگان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم کے سانحہ ارتحال کی خبر اس عالم میں موصول ہوئی کہ میں آپ سے ہزاروں میل دور دعائے مغفرت اور آپ تمام کے ساتھ ساتھ اپنے لئے صبر جمیل کی دعا کے سوا کچھ نہیں کرسکتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تعزیت ایک اسلامی طریقہ اور ہمارے معاشرے کی ریت ہے۔ لیکن تعزیت کن الفاظ اور کس سے کروں کہ میں خود محسوس کرتا ہوں جیسے میرا اپنا باپ اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جناب عبدالرحمن کیلانی اس دنیا سے چلے گئے۔ وہ تو انشاء اللہ جنت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے والوں میں شامل ہوگئے۔ لیکن ایک ایسا سدا بہار چشمہ جس سے ایک عالم سیراب ہو رہا تھا' دیکھتا رہ گیا۔ یہ سب کچھ حکم خداوندی کے تابع ہے۔ اس لئے ہمیں اس موقع پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا بلکہ جس رب العالمین کے حکم سے وہ ہم کو چھوڑ کر گئے اس سے دعا کرنا ہے کہ ہمیں ان جیسی صالح' متین' شفیق' عالم اور جہاندیدہ ہستی سے بہرہ ور فرمائے جو ہماری ہر قدم پر رہنمائی کرتی رہے۔ آمین ثم آمین۔

مرحوم و مغفور ہر کسی سے اتنی ہی محبت' شفقت اور بھرپور توجہ سے ملتے کہ میں ہی کیا' ملاقات کرنے والا ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ شاید میں ہی ان کا سب سے زیادہ عزیز بھائی' بھتیجا' بھانجا اور شاگرد ہوں۔ ماشاء اللہ مرحوم کے سینکڑوں رشتہ دار اور شاگرد دعا مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں' جن میں مجھے بھی شامل جانیں اور شاید ہی کوئی بدنصیب ہوگا جو ان کے لئے جنت الفردوس کی دعا نہ کر رہا ہو۔

"کل من علیہا فان" ارشاد باری تعالیٰ ہے اور اس حقیقت پر ہمارا اتنا ہی پختہ یقین ہے جیسے آج ہم مرحوم کو اپنے درمیان نہیں پاتے۔ وہ اپنی زندگی کا سفر تمام کرکے جاچکے لیکن یقیناً ہمارے لئے اتنے واضح نشان منزل چھوڑ گئے کہ ہم اس پر چلتے ہوئے اپنی اخروی اور دنیاوی کامیابی کا راستہ متعین کرسکتے ہیں۔

ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر ایک ایسا کرشمہ دکھایا جو ہم سب کے لئے باعث اطمینان' باعث نصیحت اور واضح اشارہ ہے۔ اس مرد قلندر نے جس خاموشی سے زندگی کا سفر طے کرتے ہوئے بنی نوع انسان کے لئے جو عظیم کام سرانجام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیئے' ہدایت و رہنمائی اور علم و عمل کے جو چراغ روشن کئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی قبولیت اور ان کے صلہ کی ایک جھلک اس دنیا نے بھی دیکھی۔ دنیا سے رخصتی کا آخری لمحہ جو اپنے اندر بہت سی ہولناکیاں رکھتا ہے اور ہم جیسے گنہگاروں کو بہت کٹھن نظر آتا ہے' انہوں نے اللہ کے گھر میں' سجدہ کی حالت میں نہایت اطمینان اور سکون سے طے کیا۔ یہ بڑے نصیبے کی بات ہے۔

"ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"

میں سمجھتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو وہ یہ کہ ہم ان کی دعاؤں سے محروم ہوگئے ہیں' جو ہمارے لئے بہت بڑا نقصان ہے اور آج جو ہم غمزدہ ہیں وہ صرف اسی بات پر ہیں۔

خاندانی لحاظ سے اور معاشرتی طور پر بھی جو ذمہ داریاں انہوں نے سنبھال رکھی تھیں وہ اب آپ تمام بھائیوں پر ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ تمام کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ ان سے اسی لگن' محنت' محبت اور احساس ذمہ داری سے عہدہ برا ہوں جو مرحوم کا شعار تھا اور جو باغ انہوں نے بڑی محنت اور انتھک جدوجہد سے لگائے ان کی کوئی پتی سوکھنے نہ پائے۔ وہ سرسبز و شاداب رہیں اور ایک عالم ان سے فیض یاب ہوتا رہے۔

میں اپنی طرف سے اور اپنی بیگم نصرت ایوب اور اپنے تمام بچوں سمیت اس غم میں شریک اپنی پھوپھی جان عقیلہ صاحبہ سے بھی اسی طرح تعزیت کا اظہار کرتا ہوں جن کے لئے آزمائش کا ایک اور در کھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے لئے آسانیاں فرمائے۔ آمین

مجھے امید ہے کہ میرے یہ تعزیتی الفاظ آپ چچا جناب عبدالغفور صاحب کیلانی اور تمام دوسرے اعزاء تک پہنچا دیں گے جو اس سانحہ سے متاثر ہوئے ہیں۔

ان تعزیتی الفاظ کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

فقط والسلام' آپ کا بھائی

محمد ایوب کیلانی

الریاض' سعودی عرب

محترمی و پیاری خالہ جان

محترمی بھائی جان ابو اسامہ و پیاری بھابی ام اسامہ

محترمی و پیاری باجی ام حسن و پیاری باجی ام حسین

محترمی بھائی جان ابو عبداللہ و پیاری باجی بشریٰ

باجی عطیہ صاحبہ و پیاری بہن فوزیہ صاحبہ

محترمی بھائی جان ابو رضوان و پیاری بھابھی ام رضوان صاحبہ

و دیگر تمام احباب صاحبان و پیارے پیارے بچے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

ابا جان کی رحلت (اناللہ وانا الیہ راجعون) پر شدید غم والم کے باوجود اطمینان قلبی محسوس ہوتا ہے جبکہ یہ خیال آتا ہے کل نفس ذائقۃ الموت کہ اللہ رب العزت نے بحالت سجدہ اور چند منٹ کے اندر آپ کی روح قبض کروائی۔ یہ تو خیال کی بات لگا کرتی تھی مگر اپنوں کو اگر اللہ چن لے تو بے اختیار اللہ تعالیٰ کے حضور سر سجدے میں جھک جاتا ہے۔ ان کے جانے کے بعد جدائی کا غم اور تڑپ دل کو لگی ہی رہے گی۔ اپنے باپ کو جدا کرنا آسان کام تو نہیں ہے۔ اس موقع پر چونکہ ہر بہن بھائی و بھابھی کا غم ایک جیسا ہے اس لئے مشترکہ خط لکھ رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب بہن بھائیوں کے دل پر صبر کا مرہم رکھے (آمین) ابا جان بے شمار یادیں ہمارے درمیان چھوڑ گئے ہیں۔ ان میں ان کا جان سے عزیز علمی سرمایہ بھی ہے۔ ان کے رخصت ہو جانے کے بعد جو خلا محسوس ہو رہا ہے بلکہ ہر کوئی محسوس کر رہا ہوگا اسے پر کرنا ناممکن ہے۔ جو رحمت اور جو برکت اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی وجہ سے رکھی ہوتی ہے اب ہمیں میسر نہیں آسکتی۔ مگر پھر بھی چونکہ سب اولاد ذمہ دار ہے اس لئے کسی ایک کو بڑا تو سمجھنا پڑے گا تاکہ وہی ابا جان کا طریق مشاورت' ان کے علمی سرمائے کی حفاظت اور اس سے اچھی طرح مستفید ہونا' ان کے طریق علمی کو آئندہ نسل میں چلانا اور ان کے مشن کو لے کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے بڑھنا' سب بہن بھائیوں کو حسن یگانگت سے آگے بڑھنا چاہئے کہ ایک مثال بن جائیں۔ وقت آج ان اہم امور کا تقاضا کرتا ہے۔ جس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم سے جس طرح کا بھی تعاون ممکن ہے ہم کرنے کو تیار ہیں۔ ہم ہر ممکن تعاون کریں گے۔ (انشاء اللہ) ابھی ابا جان کی رحلت سے دو ہفتے قبل یہ الفاظ عتیق صاحب کی زبان سے نکلے تھے کہ اب میں اپنے ابا جان کے مشن پر چل نکلا ہوں۔ لگتا ہے اب عمر اسی نہج پر گزرے گی۔ (اللہ کرے) اور اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے۔ (ثم آمین)

خالہ جان کے لئے ہم تہہ دل سے دعا گو ہیں ہر ممکن تعاون کو تیار ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دل پر صبر کا مرہم رکھے۔(آمین) ابا جان کی وجہ سے جو رشتے کی گہرائیاں جنم لے چکی ہیں۔ جو رشتے ہمارے اور ان کے درمیان ہیں' گہرے ہیں۔ ہم ان کی وجہ سے ہمیشہ ان کی قدر کریں گے (انشاء اللہ)

خالہ جان کی قدر و منزلت اور بھی زیادہ ہو چکی ہے کیونکہ ان کی ہم سے محبت' بے لوث' پیار' ایثار' باہم دوستانہ' ماحول سبھی کچھ یادگار ہے۔ لگتا ہے صبح ہی سے فرشتے ابا جان کی نمازیں پوری ہونے کے منتظر تھے۔ جونہی آخری نماز کا سجدہ ہوا پانچ نمازوں کی حاضری مکمل شمار کر کے روح لینے حاضر ہو گئے۔ بہرحال ہر کام کا وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے۔ ہم پابند ہیں اسی کے فیصلوں کے۔ اس صدمے کے وقت (بڑی) باجی کے الفاظ "ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں" مجھے بے حد اچھے لگے۔ مگر میرا ذہن ایک دم چکرا گیا تھا کہ میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی؟ کیا حقیقت میں یہ سب کچھ ہو چکا ہے؟ مگر جو مقدر تھا ہو چکا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو ابا جان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

ان کے علمی سرمایہ اور علمی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ (ثم آمین) مقام علیین میں بلند مرتبہ نصیب فرمائے (آمین) ان کے درجات تا قیامت بلند کرتا رہے۔ (ثم آمین) اور بھی ڈھیروں دعائیں ہیں جو ہم رات دن مانگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے۔ (آمین) ہم انہیں دیکھ نہ پائے آخری سفر میں۔ میں امید لگائے بیٹھی ہوں آپ سب مجھے بتایئے آخری سفر میں کس قدر طمانیت ہو گی ان کے چہرے پر۔ کیسے لگ رہے تھے؟ جب مسجد کے لئے گھر سے نکلے تھے کوئی غیر معمولی بات کسی نے محسوس کی؟ یا معمول کے مطابق چہرہ تھا۔؟ میری بے حد کوشش تھی عتیق صاحب کے ساتھ آنے کی مگر عتیق صاحب جب اپنا خروج دخول لگوا آئے تو میرے لئے مزید رکنا نہ چاہ رہے تھے۔ خیر میں نے بھی یہی مصلحت سمجھی کہ ان کا جانا زیادہ ضروری ہے۔

سب بہن بھائیوں کو علی الدرجات سلام و دعا۔ بچوں کو پیار

والسلام

آپ کی بہن

مسز عطیہ یاسمین

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نقلیں اتارنا

خبردار! دوسروں کے بات کرنے کے انداز و طریقہ (کی نقلیں اتار کر ان) کا مذاق نہیں اڑائیں جیسے دوران گفتگو ہکلانے یا تتلانے والوں کی نقلیں اتارنا وغیرہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! ٹھٹھا نہ کریں ایک قوم کے لوگ دوسروں سے شاید کہ وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا (مذاق) کریں' شاید کہ وہ بہتر ہوں ان سے۔" (سورۃ الحجرات' 11:)

اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے' نہ اسے ذلیل کرتا ہے' اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔ کسی کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔" (صحیح مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ! میرے مشفق و شفیق نانا جان

خدیجہ طاہرہ

ہر انسان عمر کی تسبیح میں لمحوں' دنوں اور سالوں کے دانے پروتا ہے تاآنکہ تسبیح مکمل ہوجاتی ہے اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جاملتا ہے لیکن کچھ عظیم لوگ اپنے ان لمحوں اور دنوں کو اپنے حسن عمل سے ایسی یادگار بنا دیتے ہیں جن سے آنے والے لوگ اپنے لئے راہ عمل متعین کرتے ہیں۔ کچھ ایسے ہی نابغۂ روزگار حضرات میں' میرے نانا جان "محترم عبدالرحمٰن کیلانی صاحب" بھی شامل ہیں میں ان کی ایک نواسی ہونے کی حیثیت سے اپنے تاثرات بیان کرتی ہوں۔ میری جزوی یادیں' میرے جذبات اور ان سے وابستہ خیالات تسلسل کے بغیر آتے ہی جارہے ہیں۔ ذہن میں ان کا عکس حسین محفوظ ہے۔ میں نے ہمیشہ ان کو گھر میں سفید بنیان اور سفید شلوار پہنے دیکھا اور جب باہر جاتے۔ خواہ مسجد میں' خواہ شادی پر' ہمیشہ سفید قمیض شلوار' سفید رومال اور کالے بوٹ پہنتے اور سر پر جناح کیپ رکھتے تھے۔ ہمارے گھر آتے تو میں دیکھتی کہ بغیر جھکے لمبے لمبے قدم اٹھاتے' شگفتہ چہرے کے ساتھ ہنستے مسکراتے آتے اور سب سے پہلے سلام کرتے پھر حال چال دریافت کرتے' ان کا اپنے نواسیوں اور پوتیوں سے ملنے کا طریقہ بہت منفرد تھا وہ فرط محبت سے ہماری گردن کی پشت پکڑ کر جھٹکا دیتے پھر پوچھتے' ہاں! تو بتاؤ کیا حال چال ہے؟ تو مجھے یاد ہے ہم میں سے اکثر بچیاں کہتی تھیں "ابا جان! پہلے تو ٹھیک تھا اب کا کچھ پتہ نہیں" وہ مسکرا دیتے اور جب کبھی زیادہ پیار آتا تھا ماتھے پر بوسہ لیتے تھے۔ اگر ہم کہتے کہ ہم بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں تو وہ نصیحت کرتے تھے کہ بیٹے! ٹھیک ٹھاک کہنے کی بجائے "الحمدللہ" کہا کرو۔ وہ خود بھی ہمیشہ انہی الفاظ میں حال چال بتایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے ان کو ہمیشہ عمدہ صحت سے نوازا۔

میرے نانا جان ہماری کامیابیوں پر بہت خوش ہوتے تھے۔ جب میں نے ان کو اپنی میٹرک اور ایف۔ اے میں نمایاں کامیابی کی خوشخبری سنائی تو مجھے فوراً انعام دیا اور جب تھرڈ ایئر میں اول آنے کی خوشخبری سنی تو مجھے انعام دینے میرے گھر آئے اسی طرح ہر موقع پر سب کو انعام دے کر خوب حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ اچھی نظمیں بہت شوق سے سنتے تھے۔ اکثر اوقات کسی رات ہم سب کو (نواسے نواسیاں' پوتے پوتیاں) لے کر بیٹھ جاتے اور پھر خشک میوہ دے کر ہم سے نظمیں' لطیفے' غزلیں اور مزاحیہ آپ بیتیاں سنا کرتے تھے پھر ہماری فرمائش پر خود بھی کچھ سنایا کرتے تھے۔ میں اپنے ذہن پر زور ڈالوں تو مجھے یاد آتا ہے کہ آج سے چار سال پہلے جب میں' میٹرک کے پیپرز دینے کے بعد مدرسے گئی تھی تو انہوں نے ایک روز ہمیں (مجھے اور میری کزن) خصوصاً گھر بلایا اور رات کو ہم سے بیت بازی کا مقابلہ کروایا۔ ہمارے اصرار پر نانا جان اور بڑے ماموں جان (اللہ ان کا سایہ ہمارے سروں پر رکھے) بھی مقابلے میں شریک ہوئے۔ نانا جان میرے والے گروپ میں تھے اور ماموں جان مقابل گروپ میں تھے۔ ہم سب اردو اور پنجابی کے شعر سناتے جاتے اور جب کہیں اٹکتے تو نانا جان فوراً عربی شعر سنا کر مقابلہ کو جاری رکھتے بالآخر ہم نے نانا جان کی بدولت مقابلہ جیت لیا۔ اس روز میں نے اپنے نانا جان مرحوم کا بچوں سے پیار کا ایک نیا ہی رخ دیکھا۔

موصوف ایک مثالی باپ بھی تھے۔ انہوں نے حدیث پاک اللہ "حرم اللہ علیک عقوق الامھات" پر اپنی اولاد کو ایسا عمل کرایا کہ آج ایک زمانہ گواہ ہے کہ "تربیت ہو تو ایسی ہو" ان کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے لاہور کے مختلف کالجز میں پروفیسر ہیں' دو بیٹے ڈاکٹر ہیں' ایک بیٹا انجینئر ہے' ایک بٹی اسلامک ٹرسٹ آف پاکستان کی منتظمہ ہے تو دوسری "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات' وسن پورہ" کی ناظمہ اعلیٰ ہے۔ ان میں سے چار بچے حافظ قرآن بھی ہیں۔ علاوہ ازیں آج کل سارے بچے دینی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ میرے نانا جان کے ماشاء اللہ تقریباً 30 پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں حافظ قرآن ہیں۔ بیک وقت دینی و دنیاوی تعلیم کا ایک حسین امتزاج ہیں۔

ان کی زندگی کا جو بہت اہم پہلو ہمیشہ میرے سامنے رہا ہے اور میرے لئے سبق آموز بھی ہے وہ ان کی وقت کی پابندی ہے۔ جو ماشاء اللہ زندگی کے آخری دن کیا' آخری گھڑی تک برقرار رہی ہے۔ صبح ساڑھے سات بجے ناشتہ' دوپہر ڈیڑھ بجے کھانا اور رات سات بجے کھانا' علاوہ ازیں رات گیارہ بجے سونا' دوپہر کو کھانے کے بعد قیلولہ کے لئے ایک آدھ گھنٹہ سونا' یہ ان کی زندگی کا معمول تھا۔ نماز مسجد میں باجماعت پڑھتے تھے۔ آخری وقت میں بھی اللہ کے گھر حاضری دینے گئے ہوئے تھے کہ اللہ نے انہیں اپنے پاس بلالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کتاب اللہ' بیت اللہ اور سنت رسول ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اپنی زندگی میں تقریباً پچاس قرآن پاک اپنے مبارک ہاتھ سے کتابت کئے۔ ایک قرآن پاک کی مکی سورتیں خانہ کعبہ کے باہر رکن یمانی کے پاس بیٹھ کر لکھیں' جبکہ مدنی سورتیں مسجد نبوی کے چبوترہ پر بیٹھ کر لکھیں یہ تو خالصتاً ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ہے۔

آخری دس سالوں میں تصنیف و تالیف کی طرف توجہ کی تو وفات سے قبل بارہ ضخیم کتابیں لکھ لیں جن میں سے بیشتر منظرعام پر آچکی ہیں۔ ان کی ذہانت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے تمام ایسے موضوعات کا انتخاب کیا جن پر اس سے پیشتر قلم نہیں اٹھایا گیا تھا آیت قرآنی "الشمس والقمر بحسبان" کی تشریح ایسے دلکش انداز میں کی کہ ہزاروں کتابیں قربان کی جائیں تو بھی پلڑا بھاری رہے۔

میرے نانا جان بڑے زندہ دل' پرمزاج' سادگی پسند اور محبت و شفقت کا حسین نمونہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کی وفات کی خبر سنی تو "کل نفس ذائقہ الموت" کے سوا کوئی چیز یقین دلانے والی نہ تھی۔ جب آنکھوں نے جسد خاکی دیکھ لیا تو بے اختیار آنسو جاری ہوگئے اور زبان سے یہ دعا نکلی "اللھم اغفرلہ وارحمہ واعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ" موت جیسی تلخ حقیقت پر یقین کرنے کے باوجود لگتا ہے کہ ابھی میرے نانا جان آجائیں گے اور اپنی زندہ دلی اور بذلہ سنجی سے چمن کی رونق دوبالا کریں گے لیکن میرا یہ خیال اس وقت میرے دل کو باغ و بہار کردیتا ہے جب میں یہ سوچتی ہوں کہ اب وہ انشاء اللہ صدیقین و صالحین کی جماعت میں شامل ہوکر خوش ہو رہے ہوں گے۔

یہ تو ان کے بارے میں ایک نہایت مختصر سا جائزہ ہے اول تو میں ان کے بارے میں بہت زیادہ جانتی ہی نہیں کیونکہ مجھے ان کی رفاقت بہت ہی کم عرصہ ملی ہے - دوئم وہ ایسی عظیم ہستی ہیں جن کی خوبیوں پر قلم اٹھانے کی جسارت کریں تو صفحات بھرتے چلے جائیں لیکن خوبیاں ختم نہ ہوں دراصل وہ چاند کی طرح سب اہل محلہ و خاندان کی نظروں کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ شریانوں میں بہنے والے اس خون کی طرح تھے جس کے بغیر زندگی کا تصور ادھورا لگتا ہے لیکن دل غمزدہ اور آنکھیں اشکبار ہونے کے باوجود ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ ہر حال میں اللہ کی مشیت پر راضی رہیں اور اللہ کی مشیت یہی ہے کہ "کل من علیھا فان"

"میری اللہ تعالیٰ سے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ دعا ہے کہ جس طرح میرے نانا جان نے دنیا میں کتاب اللہ کو اپنا ہمہ وقت ساتھی بنایا اللہ تبارک تعالیٰ اسی سے ان کی قبر کو منور کرے۔ بیت اللہ اور سنت رسول سے شغف کی بدولت ان کو جنت میں اعلیٰ مقام پر فائز کرے' ہم سب کو ان کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بنائے اور صبر جمیل عطا کرے اور ان کے بعد جو پریشانیاں اور مصیبتیں ہم پر آپڑی ہیں ان کو اپنے فضل خاص سے دور کرے اور جو ذمہ داریاں ہمیں ملی ہیں ان کو دیانتداری سے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا کی قابلِ رشک مراجعت الی اللہ

عبدالرزاق

مولانا کیلانی مرحوم کی زندگی جہاں ہمارے لئے بہت سی نصیحتیں سمیٹے ہوئے ہے وہاں آپ کی وفات کا سفر بھی معمول سے جدا اور بصیرت افروز ہے۔ اسی امر کو مدنظر رکھتے ہوئے ذیل میں مولانا کے ساتھ کھڑے ہونے والے نمازی' آپ کی زندگی کے آخری ساتھی کی زبانی مولانا کے سفر آخرت کو احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کا مشکل مرحلہ بھی کس طرح اللہ عزوجل نے آپ کی ذات پر آسان فرما دیا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گناہوں کی مغفرت فرمائے اور آپ کی خدمات جلیلہ کو قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء پیر کے روز میں نماز عشاء سے کچھ دیر قبل دفتر سے گھر لوٹا' آتے ہی وضو کرکے مسجد پہنچا تو عشاء کی نماز کے لئے اقامت ہو رہی تھی۔ پہلی صف میں ابھی جگہ باقی تھی۔ میں پہلی صف میں دائیں جانب جماعت میں شامل ہوگیا۔ کچھ جگہ ابھی بھی باقی تھی۔ لیکن اتنی نہیں کہ کوئی توانا آدمی وہاں کھڑا ہو سکتا۔ مگر چند ہی لمحوں بعد مولانا مرحوم مسجد میں داخل ہوئے اور پہلی صف کی اس تھوڑی سی بچی ہوئی جگہ پر آکر کھڑے ہوگئے۔ میرا خیال تھا کہ اس جگہ کسی بھی آدمی کے کھڑا ہونے سے مجھے تنگی کا احساس ہوگا' لیکن مولانا کے دبلے پتلے جسم کے باعث ایسا محسوس ہوا کہ وہ جگہ ان کے لئے کافی تھی اور وہ اس جگہ میں بالکل فٹ ہوگئے۔ نماز کی امامت خواجہ سلیم الدین صاحب کروا رہے تھے۔ انہوں نے پہلی رکعت میں "سورۃ التین" کی قراءت کی اور پھر رکوع کے بعد ہم بھی ان کی اقتدا میں سجدے میں چلے گئے۔ پہلے سجدے ہی میں مولانا مرحوم نے دو لمبے لمبے سانس لئے اور ان کا جسم سکڑ کر ڈھیلا پڑ گیا۔ میں سجدے سے اٹھا لیکن مولانا سجدے سے نہ اٹھ سکے۔ تو میں سمجھا کہ شاید مولانا مرحوم کا بلڈ پریشر بہت زیادہ بڑھ گیا ہے یا انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ میں نے فوراً نماز کو توڑا اور مولانا مرحوم کو کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا۔ جسم بالکل ڈھیلا پڑ چکا تھا۔ اسی وقت ایک اور صاحب مسجد میں آئے۔ میں نے ان کی مدد سے مولانا مرحوم کو اٹھا کر صفوں کے پیچھے خالی جگہ پر لٹایا اور ان کی ہتھیلیوں اور تلوؤں کو ملنے کی کوشش کی۔ ان کے منہ میں پانی ڈالا تو مولانا مرحوم نے دوبارہ دو لمبے سانس لئے اور اس کے بعد روح جسم سے الگ ہوگئی۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

میرے ساتھ جو دوسرے صاحب تھے انہوں نے محسوس کیا کہ آخری سانس لیتے ہوئے مولانا مرحوم کے منہ سے اللہ کی آواز آرہی تھی۔ میں چونکہ بہت پریشان تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا کروں۔ اسی لئے میں اللہ کا لفظ نہیں سن سکا۔ قریب کے کلینک کے ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ بھی جماعت میں شریک تھے۔ جیسے ہی جماعت ختم ہوئی میں نے فوراً انہیں متوجہ کیا' انہوں نے مخصوص انداز میں مولانا مرحوم کے دل' نبض اور آنکھوں کا معائنہ کیا' سینے پر مخصوص انداز میں دباؤ ڈال کر دل کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن ناکامی ہوئی۔ پھر انہوں نے مولانا مرحوم کے انتقال کی تصدیق کردی۔

میں لگ بھگ ڈھائی ماہ قبل ہی قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن سے دس پورہ منتقل ہوا تھا اور قریب ترین مساجد میں سے ایک مسجد "جامع مسجد رحمانی" ہے جہاں میں وقتاً فوقتاً نماز کے لئے جاتا ہوں مسجد میں امام صاحب کے بعد میرا پہلا تعارف ہمارے دوست آفتاب الرحمٰن صاحب کے توسط سے مولانا مرحوم سے ہی ہوا۔ انتقال سے قریباً ایک ہفتہ قبل ہی مولانا مرحوم ہماری دعوت پر ہمارے گھر تشریف لائے۔ کافی دیر "منہج انقلاب نبویؐ" پر گفتگو ہوتی رہی۔ انہیں بھائی آفتاب الرحمٰن نے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دس خطبات پر مشتمل کتاب "منہج انقلاب نبویؐ" مطالعہ کے لئے دے رکھی تھی۔ جو انہوں نے شدید علمی مصروفیات کے باوجود مطالعہ فرما لی تھی۔ اسی کے حوالے سے انہوں نے چند سوالات بھی کئے جن کے جواب میں نے عرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اک چراغ اور بجھا محفل دانائی کا

بیگم حافظ عبدالرحمن نعیم
مدیرۃ التعلیم دارالاصلاح، لاہور

سانس آنے جانے کا نام ہی زندگی نہیں بلکہ ترقی و کامرانی کی بلندیوں تک پہنچنا ہی مقصد حیات ہے۔ انسانیت کی اعلیٰ قدروں کو جاوداں کرنے، انسان کی اعلیٰ صلاحیتوں کو نمایاں کرنے کے لئے مسلسل جدوجہد کرنے کا نام زندگی ہے۔

ایسے بے شمار نام تاریخ انسانی میں روشن ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں جو اونچے اونچے گھرانوں میں پیدا نہیں ہوئے، مگر وہ اپنی ذہانت خداداد، اپنے شعور اور قابلیت سے بلند ہوئے اور اتنی بلندی پر پہنچے کہ جہاں بڑے سے بڑا دولت مند بھی نہیں پہنچ سکتا۔ انہوں نے ثابت کر دیا کہ انسان کو صرف علم و شعور اور جدوجہد ہی بلندی پر پہنچا سکتی ہے علم و شعور کے بغیر آدمی انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا۔ علم تو ایک ایسا بیش بہا سرمایہ ہے جس کے حصول کے لئے انسانوں نے دکھ جھیلے اور اذیتوں کے تپتے ہوئے ریگستان، ننگے پاؤں اور بھوکے پیٹوں عبور کئے۔ ان کے وجود سختیاں جھیلتے جھیلتے ہڈیوں کے ڈھانچے بن گئے، مگر وہ لوگ علم کے راستے پر چلتے نہ تھکے۔ ایسے لوگ اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر انسانی تاریخ کے سٹیج پر نمایاں انداز میں کھڑے نظر آتے ہیں تو آخرت کے نقطہ نظر سے بھی ان کا مقام قابل رشک نظر آتا ہے۔ ان عظیم لوگوں کا مقصد حیات علم کی ترویج و اشاعت ہوتا ہے اور بحیثیت استاد وہ کائنات میں نبیوں کے وارث ہوتے ہیں۔

میں سمجھتی ہوں کہ استاد انسان کو وہ کچھ بنانے میں مدد دیتا ہے جو فطرت اسے بنانا چاہتی ہے اس اعتبار سے استاد فطرت کے تخلیقی عمل کا معاون ہوتا ہے۔ فطرت انسان کو ہاتھ پاؤں اور دل و دماغ عطا کرتی ہے اور پھر استاد سے کام لیتی ہے جو انسان کو بتاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی اس طرح بسر کرے کہ وہ اپنی ذات، مذہب اور معاشرے کے لئے مفید ثابت ہو سکے۔ استاد انسانی صلاحیتوں کو بیداری عطا کرتا اور انہیں جلا بخشتا ہے۔ اس خلا کو پر کرتا ہے جو موجود اور مطلوب کے درمیان ہوتا ہے۔ اس طرح استاد انسانی شکل و صورت کو صحیح معنوں میں انسان بناتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں سب سے مشکل کام یہی ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو پیار و محبت اور کردار و سیرت کے نمونے پیش کر کے لوگوں کو انسانیت کی عظمتوں سے مالا مال کرتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں میں میرے استاد محترم، میرے روحانی باپ، حضرت محترم عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ مجھے روحانی اور قلبی لگاؤ ہے۔ اس عظیم ہستی اور ان کے خاندان سے میرے تعلقات کی بنیاد الحب للہ ہے۔ میں ان کے کردار اور سیرت سے بہت متاثر ہوں۔

بہت کم دیکھتے ہیں آیا ہے کہ علماء علم کے ساتھ ساتھ عمل کے جوہر سے بھی مالا مال ہوں لیکن یہ گھرانہ جہاں علم کی رفعتوں کو چھوتا ہے، وہاں بہت بڑی عظمت اس کا عالم باعمل ہوتا ہے یہ ماں باپ کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ والدین عظیم تھے تو اب اولاد بھی اسی عظیم راستے پر گامزن ہے۔

میرے اس تعلق کا آغاز ستمبر 1976ء میں ہوا جب میں دین کی تعلیم سے بہرہ ور ہونے کے لئے ان کے گھر میں واقع چھوٹے سے مدرسے (جو اب شاندار مدرسہ بن چکا ہے) میں داخل ہوئی۔ یہ تعلق دن بدن گہرا ہوتا رہا۔ ان کے ساتھ میرا تعلق صرف علمی ہی نہیں عملی بھی ہو گیا اور میں نے عملی میدان میں ان سے بہت کچھ سیکھا۔ عملی زندگی میں اسے آزمایا اور کامیاب رہی۔

دوران تعلیم جب بھی والد محترم (کیلانی صاحب) امتحان لیتے تو کہا کرتے "منور! لگ دا اے توں کج کریں گی۔" ان کی یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہش اور دعا اللہ کے فضل و کرم سے پوری ہوئی اور اب میں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کی سعی کر رہی ہوں۔

ان کا پیار مثالی تھا' کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ ہم ان کی روحانی اولاد ہیں یا نسبی۔ ہمیں ایسا لگتا جیسے یہ ہمارا اپنا ہی گھر ہو۔ خوشیوں کے موقع پر ہمیں اپنے گھرانے کی طرح شریک کرتے اسی طرح جب 1983ء میں میری شادی کا موقع آیا تو انہوں نے میرے وداعیہ کے اشعار خود ترتیب دیئے اور خود کتابت کر کے مجھے تحفے میں دیئے۔ یہ پیار ہمیشہ ہمارے ساتھ رہا۔

شادی کے بعد گھریلو اور اپنے مدرسہ کی مصروفیات کی وجہ سے کبھی مدت بعد ملنے جاتی یا صرف مدرسہ سے ہی واپس آ جاتی تو اس بات کو ذہن میں رکھتے اور جب میرے شوہر حافظ عبدالرحمن نعیم صاحب سے ملاقات ہوتی تو شکوہ کرتے "منور! کبھی کبھار مدرسہ آتی ہے تو مجھے مل کر بھی نہیں جاتی۔ مجھے اس کے نہ ملنے کا دکھ ہوتا ہے۔" ایک دفعہ میرے شوہر خاص طور پر مجھے ان کے پاس لے گئے تو بہت خوش ہوئے اور آپا جی (جن سے والدہ محترمہ کی وفات کے بعد نکاح کیا) سے خود تفصیلی تعارف کرایا اور خوب میزبانی کی۔

حج پر جاتے یا عید کا موقع ہوتا تو ہم لوگوں کا خیال رکھتے اور تحفے بھجواتے۔ میں سوچتی ہوں کہ ایسے ہی لوگ دوسروں کے دکھ سکھ کے ساجھی اور پیار محبت بانٹنے والے ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی ان کے اپنے اور اس پورے عہد کے لئے جس میں وہ خود بھی بس رہے ہوں' باعث رحمت ہوتی ہے۔

ان کا اٹھنا' بیٹھنا' بولنا اور لکھنا گلستان کھلاتا' پھول مہکا اور قریہ قریہ روشن کرتا ہے پھر وہ نور کا مینار' بن جاتے ہیں۔ ایک دنیا ان کے لئے دعاگو ہو جاتی ہے۔

"اے ہمارے رب! ہماری سانسیں' ہماری زندگی کے دن تھوڑے کر دے' مگر یہ سایہ ہمارے عہد میں برقرار رہنے دے۔"
لیکن ہوتا تو وہی ہے جو رب العزت کو منظور ہو۔

انہوں نے زندگی بھر مذہب و ملت کے مفاد کا حقیقی نصب العین ہی اپنے سامنے رکھا۔ لوگوں کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر دل و جان سے اس کے حصول کے لئے کوشاں رہے نہ کسی کی ناجائز طرف داری کی اور نہ کسی کو دھوکہ دیا۔ اپنے کام میں مسلسل لگے رہے' نہ انہوں نے اپنی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع کیا اور نہ ہی اللہ رب العزت نے ان کا وقت اور کام ضائع ہونے دیا۔ انہوں نے جدوجہد اور دین کی محبت سے سرشار ہو کر بارگاہ ایزدی میں انتہائی قرب کی حالت میں رب سے سرگوشیاں کرتے ہوئے اپنی جان' جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

بقیہ > تذکرۂ ایام

برکات سے اہل خانہ بھی متاثر ہوئے نہ رہ سکے۔ انہوں نے اپنے بچوں میں قرآن فہمی اور دینی تربیت کے اثرات ایک بڑی تبدیلی کی صورت میں دیکھے تو وہ بھی آپؒ کے شانہ بشانہ مذکورہ مسجد کی آباد کاری کے لئے تعاون پر آمادہ ہوگئے اور اس طرح مخالفین کے تمام ہتھکنڈے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اس مسجد کا نام آپؒ کے نام کی نسبت سے "جامع مسجد رحمانی" رکھا گیا۔ جو آج بھی الحمدللہ تعالیٰ پہلے سے کہیں زیادہ آن بان کے ساتھ آباد ہے اور یہی وہ مسجد ہے جس میں آپؒ نماز باجماعت کے دوران بحالت سجدہ واصل بحق ہوئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

قحط الرجال کے اس دور میں ایسے مخلص' صاحب علم اور علم پرور شخصیت سے محرومی ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ جل شانہ کے اس فرمان کے مصداق ﴿ منهم من قضى نحبه و منهم من ينتظر ﴾ اور اس کی لامحدود رحمت سے آپ اپنی دینی اور علمی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھا کر اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں میں شامل ہوگئے جن کے بارے میں حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے: ﴿ فادخلي في عبادي وادخلي جنتي ﴾

اللهم اغفرله وارحمه و عافه واعف عنه آمين يا اله العالمين:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئن شکرتم لازیدنکم

حافظ عتیق الرحمن کیلانی
کنگ سعود یونیورسٹی، ریاض

والد محترم خطاطی اور ڈیزائننگ کے استاد تھے۔ ہم نے جیسے ہی ہوش سنبھالا اپنے گھر کے برآمدے میں ایک بہت بڑا کنکریٹ کا بورڈ دیکھا جو ڈیڑھ دو میٹر لمبا اور لگ بھگ ایک میٹر چوڑا اور جس کی موٹائی 6/5 سینٹی میٹر ہوگی اس پر یہی آیت لکھی ہوئی تھی جو آرٹ کا ایک زبردست شاہکار تھا۔

لئن شکرتم لازیدنکم

خطاطی 5/4 سینٹی میٹر ابھرے ہوئے حروف سے کی گئی تھی جو خطاط بھی اسے دیکھتا داد دیئے بغیر نہ رہتا۔ والد صاحب نے انتہائی محنت اور شوق سے یہ بورڈ تیار کروا کے آویزاں کیا تھا۔ وہ ہم سب کو شکر کی تلقین کرتے رہتے۔ ویسے "شکر" کہنے کو تو صرف تین حروف کا مجموعہ ہے، مگر اس میں بڑی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں جو شکر کے راز کو پا گیا وہ کائنات میں کامیابی کے راز کو پا گیا۔

"شکر" کفر کا متضاد ہے اور کفر، اسلام اور ایمان کا بھی متضاد ہے۔ گویا شکر کسی درجہ میں اسلام اور ایمان کے مترادف بھی ہے۔

شکر کی خاصیت اللہ تعالیٰ نے والد محترم کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہی خاصیت والدہ محترمہ مرحومہ اور پھر ان کی ساری اولاد میں بھی ہے۔ مرحوم اور ان کے سارے کنبہ کی عادت یہ رہی کہ کسی بیماری وغیرہ کے موقع پر پریشان نہ ہوتے، بلکہ حوصلہ بہت بلند رکھتے۔ ہمارے گھر میں "دوا" بہت ہی کم داخل ہوئی ہے۔ اکثر درد یا تکلیف ہوتی تو اللہ کے ذکر کے ساتھ برداشت کر لی جاتی۔ ڈاکٹروں کے ہاں بہت ہی کم جانا ہوتا۔ ہمارے والد محترم مرحوم اور خاص طور پر والدہ مرحومہ نے ہم ۸ بہن بھائیوں کے رشتوں کے اختیار کے لئے کبھی دولت کو معیار نہیں بنایا، صرف دین ہی کو معیار بنایا یا برادری کو ترجیح دی۔

مجھے اپنی والدہ کا آخری وقت یاد آ رہا ہے۔ آج سے آٹھ برس قبل انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ تکلیف کی شدت کا اندازہ کرتے ہوئے تیمارداری کرنے والوں نے افسوس کا اظہار کیا تو کہنے لگیں کیا ہوا چند لمحوں کی تکلیف ہے۔ اللہ نے ساری عمر صحت کی نعمت دی ہے۔ چند لمحوں کی تکلیف میں وہ ساری نعمتیں بھول جاؤں؟ میں اس اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ جس نے ہمیں صحت سے نوازا ہے۔

والد محترم کہا کرتے تھے کہ آج کل کے نوجوان ۸ گھنٹے کام کرتے ہیں میں ۱۶ گھنٹے کام کرتا ہوں۔ خود میرے اندازے کے مطابق جتنے کام انہوں نے سنبھالے ہوئے تھے شائد وہ کئی ادارے مل کر بھی نہ کر سکتے ہوں۔ صرف کہنے کی بات نہیں ہے۔ ۵۰ مرتبہ کلام پاک کی مکمل کتابت کی۔ لڑکیوں کا تین منزلہ مدرسہ ہوسٹل سمیت خود تعمیر کروایا۔ نہ صرف ایک بلکہ دو تین کیمپس خود بنوائے اور ان کا انتظام کئے رکھا۔ اکاؤنٹ اس قدر صاف، واضح اور مکمل بناتے کہ چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ دنگ رہ جائیں۔ مدرسہ کا مستقل اکاؤنٹ بنائے رکھا۔

مسجد رحمانی اہلحدیث، جو ایک زمانہ سے بے آباد پڑی ہوئی تھی، کو خود آباد کیا۔ کئی دفعہ اس کی تعمیر کی نگرانی کی اور آخری عمر تک مسجد کا انتظام سنبھالے رکھا۔

پندرہ سال سے کم عرصہ میں ۲۰ سے زیادہ کتابیں تصنیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیں۔ کئی چھوٹے پمفلٹ اس کے علاوہ ہیں۔ ان ۲۰ کتابوں میں مترادفات القرآن' الشمس والقمر بحسبان اور تیسیر القرآن جیسی تحقیقی کتابیں بھی شامل ہیں۔ تفسیر تیسیر القرآن 6 / 5 بڑی جلدوں پر مشتمل تفسیر ہے۔ کتاب کی ڈیزائنگ خود کرواتے اور تقسیم بھی خود کرواتے۔ مرحوم چلنے میں اتنے سبک رفتار تھے کہ ان کے ساتھ چلتے ہوئے کافی دقت ہوئی۔ چلتے ہوئے ہم سے آگے نکل جاتے پھر دوڑتے ہوئے ساتھ ملنا پڑتا تو پھر تھوڑی دیر بعد ہم سے آگے نکل جاتے اور یہ سلسلہ برقرار رہتا۔ اتنی جرأت نہ ہوتی تھی کہ کہتے ابا جان ذرا آہستہ چل لیں۔

ایک واقعہ یاد آیا ہے۔ طبیعت میں خوش مزاجی تو بہت تھی۔ ایک نوجوان سے پوچھا کیا کرتے ہے؟ روایتی انداز میں اس نے جواب دیا کہ ٹائم پاس کرتا ہوں۔ کہنے لگے کہ ٹائم ہمیشہ پاس ہی ہوتا ہے کبھی فیل نہیں ہوتا وقت کی قدر نہیں کرو گے تو خود فیل ہو جاؤ گے۔

جس دن والد صاحب خالق حقیقی سے ملے اس دن بھی معمول کے کام انتہائی سبک رفتاری سے ختم کئے۔ جن لوگوں سے آخری دن ابا جان ملے وہ کہتے ہیں کہ طبیعت میں کسی قسم کا ضعف یا بے چینی نہ تھی۔ تالیف کا کام ایسے ہی کرتے کرتے اٹھے جیسے روزانہ کا پروگرام ہوتا۔ حدیث کی کتاب کھلی ہوئی تھی اور باب الوصایا سامنے تھا۔ پن کتاب کے اندر ہی رکھ کر نماز عشاء کے لئے دوڑے۔ صحت کی درستگی کا اندازہ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ عشاء کی نماز کے لئے گھر کی بجائے مسجد میں تشریف لے گئے۔ پھر مسجد میں نماز بھی بیٹھ کر نہیں بلکہ کھڑے ہو کر پڑھی۔ جب ابا جان مسجد میں پہنچے تو دائیں جانب پہلی صف میں تھوڑی سی جگہ بچی ہوئی تھی اور دوسری صف بھی شروع ہو چکی تھی۔ اباجان کا جسم چونکہ انتہائی چست تھا اس تھوڑی سی جگہ میں فٹ ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا جسم بائیں جانب والے نمازی عبدالرزاق صاحب سے مکمل طور پر چھو رہا تھا۔ عبدالرزاق صاحب نے بتایا نماز میں قطعاً کوئی بے چینی یا کسی قسم کا ضعف محسوس نہیں ہو رہا

تھا۔ حتیٰ کہ سجدہ میں گئے بھی تو انتہائی نارمل انداز میں۔ یہ محسوس ہوتا تھا کہ جسم پر کنٹرول مکمل ہے۔ سجدے میں گئے تو نارمل انداز میں' مگر سجدہ ہی میں پڑے رہے وہاں سے نہ اٹھ سکے گویا اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آگئی ہو کہ کہہ دیا کہ بندے! میرے پاس آنے سے پہلے جی بھر کر سجدے میں رہ لو۔ جب ان کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ روح کب سے پرواز کر چکی ہے۔ "اناللہ وانا الیہ راجعون"

آخری وقت تک مرحوم کا تین وقت کھانے کا معمول تھا۔ کھانے میں کسی قسم کا کوئی پرہیز نہ تھی۔ شوگر' بلڈ پریشر' امراض قلب' جوڑوں کے امراض غرض کسی بھی مرض نے الحمدللہ انہیں ایک لحظہ کے لئے پریشان نہیں کیا۔

مرحوم کا سب سے چھوٹا اور لاڈلا بیٹا ہونے کے ناطے میں نے اس واقعہ پر بار بار اور مسلسل کئی دن غور کیا تو ایک نتیجے پر پہنچا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک واضح نشانی ہے۔ اس کے وسیع پروگرام کی ایک کڑی ہے۔ وہ لوگوں کو نشانیاں دکھاتا رہتا ہے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر غوروتدبر کر کے ہدایت پکڑیں۔

والد محترم وقت ضائع نہ ہونے دیتے۔ ان کی زندگی پر نگاہ ڈالیں تو زندگی بہت ہی بھرپور نظر آتی ہے۔ ہر کسی کی خوشی یا غم میں شریک ہوتے۔ طبیعت میں حد درجہ سادگی اور بے تکلفی تھی۔ بات کرتے تو معلوم ہوتا قولوا قولا سدیدا کی تفسیر یہی ہے۔ ان کی تحریر میں منکرین حدیث اور گمراہ فرقوں کے لئے طنز کی کاٹ موجود تھی' مگر کلام میں طنز کا شائبہ نہ ہوتا۔ اگر ہم سب بھائی اور بہنیں مل کر کوئی ایسا فرد ڈھونڈھنے کی کوشش کریں جس سے مرحوم کو نفرت ہو یا اسے ناپسند کرتے ہوں تو شاید نہ ڈھونڈ سکیں۔ برادری کے دور پار کے رشتہ داروں سے واقفیت رہتی۔ انہیں معلوم ہوتا تھا کہ کس بیوہ کی کیا ضروریات ہیں' کس گھر میں کیا پریشانی ہے' لوگ بلا جھجک کہہ دیتے۔ ایک صاحب ذکر کر رہے تھے۔ ہم لوگ غریب تھے ہمارے ہاں اتنی جمع پونجی ہو جاتی کہ دارالسلام وسن پور (مرحوم کی رہائش گاہ) تک پہنچنے کے لئے کرایہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی ہو تو ہم گاؤں سے چل پڑے۔ مولانا کے ہاں سے ہمیں کھانا بھی ملتا' رہائش بھی ملتی' واپسی کے کرایہ کے علاوہ جیب خرچ بھی اور گزر اوقات کے لئے کام بھی مل جاتا۔

ایک اور صاحب بتانے لگے کہ مرحوم نے ہم گھر والوں کو ایسے سنبھالا ہوا تھا جیسے مرغی چوزوں کو سنبھالتی ہے۔ انہوں نے ہماری شادی کی غرض ہر طرح ہماری سرپرستی کی۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ مولانا کے ساتھ باتوں ہی باتوں میں یہ تذکرہ ہو گیا کہ گھر میں کھانے کے لئے خوراک ختم ہو چکی ہے۔ مولانا ناراض ہو گئے کہ پہلے کیوں ذکر نہیں کیا۔ بازار سے اجناس خرید کر ساتھ بھجوائیں کہ جاؤ بچوں کو کھلاؤ۔

وفات سے چار پانچ دن بعد تک بھی لوگوں کو دھاڑیں مار کر روتے دیکھا گیا۔ مصری شاہ سے مولانا سلیمان انصاری لاٹھی ٹیکتے ہوئے آ رہے تھے۔ فالج کا حملہ ہونے کے بعد مولانا انصاری صاحب بہت ضعیف ہو چکے ہیں۔ مولانا انصاری کسی وقت بہت پراثر مقرر تھے سٹیج پر کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا کہ پھول جھڑ رہے ہیں۔ بیماری نے طبیعت میں بہت ہی رقت پیدا کر دی تھی۔ وہ باتیں کرتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بہہ نکلتی اور رقت طاری ہو جاتی۔ کہنے لگے مولانا کیلانی مرحوم کے جنازے میں شرکت سے کیسے محروم رہ جاتا؟ ولی اللہ کے جنازے روز روز نہیں ملتے۔ اگر کوئی ان سے زیادتی کر دیتا تو اس سے صرف نظر کرتے اور معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے۔

کاروباری معاملات میں لین دین کے سلسلے میں اکثر لوگ انہیں فریب دے جاتے۔ آپ جھگڑوں سے کنارہ کش رہتے اور کہتے یہ بھی ہمارا ذخیرہ آخرت ہے اور اس بے معنی بھاگ دوڑ میں وقت ضائع نہ کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے مطابق جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کر کے چھوڑتا ہے۔ مرحوم اتنے متواضع تھے کہ کوئی غریب شخص بھی آپ سے بات کرتے ہوئے جھجک یا مشکل محسوس نہ کرتا۔ کبھی علمی برتری کا رعب نہیں جمایا اور نہ کبھی علمی اور دینی مسائل دقیق انداز میں سمجھاتے کہ سائل کے پلے ہی کچھ نہ پڑے بشروا ولا تنفروا کے تحت آسانی کا پہلو سامنے لاتے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے عزت بخشی کہ سجدے میں وفات کا واقعہ مسجد میں اور جماعت کی نماز میں وقوع پذیر ہوا۔ جس کے بے شمار لوگ گواہ تھے۔ ابھی اولاد کو علم بھی نہ تھا کہ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ اگر گھر میں یہ واقعہ ہوتا تو شائد لوگ یہ محسوس کرتے کہ اولاد نے کچھ مبالغہ ہی کیا ہو گا۔ والدین تو ہر ایک کو پیارے ہوتے ہیں۔ 90 فیصد لوگ مبارکیں دے رہے تھے۔ عام لوگوں کا کیا ذکر ہو محلے میں ریڑھی لگانے والے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو وہ دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! ان کے والد جیسی موت ہمیں بھی عطا کرنا۔ گھروں میں کام کرنے والی ایک خاتون کہہ رہی تھی کہ اے اللہ! سب مسلمانوں کو ایسی ہی موت عطا فرما!

اے اللہ! تو گواہ رہنا--- تیری مخلوق گواہ ہے--- آسمان اور زمین گواہ ہیں۔

ہمارے ہاتھوں سے یہ ہیرا نکل گیا--- مگر صدمے کی پہلی چوٹ پڑنے پر میں اور میرے سب بھائی اور بہنوں نے صبر کیا۔ لوگ یہ مشاہدہ ۸ سال قبل بھی کر چکے تھے جب ہماری والدہ کی وفات ہوئی تھی۔ آنکھوں سے برکھا برس رہی ہے' مگر زبان پر یہی الفاظ ہیں اے اللہ! ہم سب تیرے فیصلہ کو بڑی عاجزی سے تسلیم کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم ہر حال میں تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری سے پناہ مانگتے ہیں--- یا اللہ! تو گواہ رہ کہ ہم نے تیری اس نعمت کو پہچانتے ہوئے نہ صرف صبر کیا بلکہ شکر ادا کیا ہے۔ اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ یہ ابدی سجدہ جسے تو نے شرف قبولیت بخشا مرحوم کے علاوہ ہمارے لئے بھی باعث سعادت ہے۔

اے اللہ! کچھ لوگوں کی آنکھیں' تو موت کے بعد ٹھنڈی کرے گا جب وہ اپنے عزیز واقارب کو علیین یا جنت میں پائیں

بقیہ : صفحہ ۱۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ کیلانی رحمۃ اللہ علیہ 'مایہ ناز محقق و مفسر

تحریر: چوہدری عبدالرحمن ایڈووکیٹ

قدرت کاملہ کی یہ سنت متداولہ ہے کہ جب بھی امتداد زمانہ کے نتیجے میں قرآن و سنت کی خیرہ کن تعلیمات پر جانے انجانے غلط تعبیرات کے سائے پڑنے لگتے ہیں اور اس کی ضیا باریوں کو دھندلانے کی کوشش کرتی ہیں تو حقانیت اور وحدانیت سے سرشار ایسی نابغہ ء روزگار ہستیوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے جن کی تحقیقی نظریں ان غلط تعبیرات کو چھانٹ چھانٹ کر اس قرینے سے الگ کرتی ہیں کہ دھند لکے چھٹ جاتے ہیں اور قرآن و سنت کی اصلی تعلیمات کی چکا چوند روشنی ایک بار پھر ماحول کو منور اور صراط مستقیم کو درخشاں کر دیتی ہے۔ نتیجۃً جویان حق کے قافلے صراط مستقیم پر پھر سے نئے عزم بالجزم کے ساتھ رواں دواں ہو جاتے ہیں۔ حضرت علامہ عبدالرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بھی انہی رہنما ہستیوں سے ہے جو گوجرانوالہ کے ایک قصبہ حضرت کیلیانوالہ میں تولد ہوئے۔ قرآن و سنت کے شیدائی سلفی خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے ناطے سے علوم متداولہ میں ید طولیٰ حاصل کیا۔ انہوں نے اپنی بلند پایہ علمی تحقیق کی ضوفشانیوں کے لئے لاہور جیسے مرکز علوم و فنون کو منتخب کیا اور اس کے مشرقی گوشے کے ایک محلّہ وسن پورہ میں براجمان ہو کر اپنے تحقیقی' اصلاحی اور تدریسی مشن کا آغاز بے سروسامانی کی حالت میں ہی کر دیا۔ بارگاہ ایزدی نے ان کے اس جذبہ صادق کو شرف قبولیت بخشا۔ تھوڑے عرصے میں ہی ان کی تدریسی' اصلاحی اور دعوت و ارشاد کی لوث خدمات نے اپنا رنگ دکھایا اور قرب و جوار اور دور دراز سے لاتعداد تشنگان حق ان کے جاری کردہ چشمہ ء فیض سے سیراب ہونے لگے۔

حضرت علامہ موصوف کی یہ تمام خدمات بجا اور لائق صد افتخار! مگر میرے نزدیک ان کی اعلیٰ علمی نگارشات اور تحقیقی مقالات نے انہیں لازوال مقام بلند پر جلوہ افروز کر دیا ہے۔ جو مختلف بلند پایہ کتب کی شکل میں مزین ہو کر ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جن کے جواہر ریزوں سے نہ صرف ہم بلکہ آنے والی نسلیں بھی خوشہ چینی کرتی رہیں گی۔ یہ اطلاع ایک خوشخبری سے کم نہیں کہ حضرت علامہ کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ تفسیر "تیسیر القرآن" کے عنوان سے عنقریب منصہ ء شہود میں آنے والی ہے جو کمپیوٹر کے جدید ترین زیور طبع سے آراستہ کی جا رہی ہے۔ انشاء اللہ علامہ موصوف کی یہ تفسیر ان کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ' تحفہ اور خزینہ ثابت ہو گی۔ جو غالباً تین چار جلدوں پر محیط ہو گی۔ قرآن و سنت کی روشن تعلیمات پر ان کی دستگاہ اور امعان نظر کے پیش نظر میری یہ رائے انشاء اللہ درست ثابت ہو گی کہ یہ تفسیر اپنے پر زور طرز استدلال کے ذریعے تمام شکوک و شبہات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی جو اس دور میں مختلف لبادوں میں انسانی عقل و ضمیر کو گھیرے بلکہ مسموم کئے ہوئے ہیں۔ کہیں یہ لبادے عقلیت اور جدیدیت کی شکل میں محیط ہیں اور کہیں مذہبی تنگنائیوں اور فرقہ بندیوں کی صورت میں خیمہ زن ہیں۔

علامہ موصوف کی محققانہ نگارشات کے اہم محاسن میرے نزدیک یہ ہیں کہ وہ براہ راست قرآن اور احادیث صحیحہ سے استدلال کا آغاز کرتے ہیں۔ دیگر اکابرین کی تشریحات و تعبیرات کو قاری کے ذہن پر سوار کئے بغیر آیات اور صحیح احادیث کے متن اور معانی تک رسائی کے مواقع بہم پہنچاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر قرآن و سنت کے چشمہ صافی سے قاری کو براہ راست سیراب کرتے ہیں۔ معانی و مطالب نہایت سلیس اور سادہ اردو میں بیان کرتے ہیں۔ مشکل اور پرشکوہ الفاظ کے استعمال سے نہ تو قاری کو مرعوب کرتے ہیں اور نہ ہی مطالب میں گنجلک پیدا کرتے ہیں۔ انداز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان سادہ، دل نشیں اور جامع اختیار کرتے ہیں حتیٰ کہ قاری مسئلہ زیر بحث کو براہ راست قرآن اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں بخوبی اخذ کرلیتا ہے۔ علامہ موصوف کی تحریریں مناظرانہ بلکہ جنگ وجدل کے رنگ سے یکسر مبرا ہوتی ہیں۔ ان کا طرز تحریر خالصتاً عالمانہ اور محققانہ ہے وہ کج بحثی سے مکمل اجتناب برتتے ہوئے اپنے آپ کو اصل نفس مضمون کی توضیح تک محدود رکھتے ہیں۔ سائل یا فریق مخالف کے اشتعال انگیز لب و لہجہ اور طرز تخاطب سے ہرگز برافروختہ نہیں ہوتے اور جوئے نغمہ خواں کی طرح مسلسل اپنی لے میں اپنے محکم دلائل کی روانی اور فراوانی کا تسلسل قائم رکھتے ہیں۔ ان کی محققانہ شان کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ وہ کبھی غلط بات پر اڑتے نہیں ہیں۔ اگر کسی نے ان کے کسی حوالہ میں کسی موضوع حدیث کا ثبوت فراہم کر دیا تو بے جھجک اسے تسلیم کر کے اس کا شکریہ بھی ادا کیا۔ علامہ موصوف کی یہ صفت ان کی سنت حقہ سے شیفتگی اور وارفتگی کا اظہار اور اتباع رسول کا والہانہ اقرار ہے۔ اپنی مختصر مگر نہایت وقیع کتاب "روح، عذاب قبر اور سماع موتیٰ" میں ایک ایسی ضعیف حدیث کے حوالہ کی نشاندہی کو بطیب خاطر تسلیم کرتے ہوئے سائل کا کھلے دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور یہ وضاحت بھی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بغیر بھی دیگر مسلمہ دلائل کی موجودگی سے مطلب میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ مختصر سا مضمون ان کی تمام کتب پر تبصرے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے تو دفتر چاہئیں۔ میں ان کی صرف ایک معرکۃ الآراء تصنیف "شریعت و طریقت" کا ذکر کروں گا وہ اس لئے کہ اس میں انہوں نے شریعت حقہ یعنی قرآن و سنت کے درخشاں چہرہ پر مختلف لبادوں میں پھیلائے گئے شرک و بدعات کے دھند لکے اور گرد و غبار کو اپنے دلنشین، عالمانہ اور محققانہ دلائل کی کاٹ سے یکسر کافور کر دیا ہے جس کے نتیجے میں قرآن و سنت کا حسین و جمیل چہرہ گویا صیقل ہو کر خیرہ کناں ہو گیا ہے اور اس کے جلوۂ بے حجاب سے طبع زمانہ ایک بار پھر تازہ ہو گئی ہے میری یہ پختہ رائے ہے کہ اس کتاب کے قاری کے دل میں شرک و بدعت کا شائبہ تک نہیں رہ سکتا۔ یہ کتاب نہیں شرک و بدعات کے خلاف تیغ براں ہے جس کی کاٹ نے شرک و بدعت کو تہس نہس کر کے توحید و رسالت کا بول بالا کر دیا ہے اور اس کی فرماں روائی کے لئے گویا بدستور لہرا رہی ہے۔ مجھے یہ تسلیم ہے کہ میرا یہ مضمون علامہ موصوف کی محققانہ وسعتوں اور پہنائیوں کا قطعاً احاطہ نہیں کرتا۔ یہ تو صرف محض ایک ابتدائیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی گرانقدر تحقیقی کاوشوں اور ان کی سیرت و کردار کے ہمہ گیر پہلوؤں کو بذریعہ تحریر اجاگر کرنا محققین، ان کے ورثاء رفقاء اور تلامذہ کا کام بلکہ فرض ہے۔ میں تو علمی طور پر بے بضاعت محض ایک خوشہ چین ہوں۔

میرے نزدیک حضرت علامہ موصوف کی تدریسی، اصلاحی اور محققانہ مساعی کو خدائے عزو جل نے یوں شرف قبولیت بخشا کہ انہیں نماز میں بحالت سجدہ مسجد کے اندر اس دار فانی سے اپنے دامان رحمت میں سمو لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ایسے ہی برگزیدہ بندوں کی رحلت کے بارے میں یہ آیات صادق آتی ہیں۔

فادخلی فی عبدی ○ واد خلی جنتی ○ الفجر۔ (30،31)

شامل ہو جا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔ موت تو اٹل ہے ہر ایک ذی روح کی آنی ہے۔

مگر ایسی قابل رشک موت ہر کسی کو کہاں نصیب۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بقول شاعر

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

علامہ کیلانی مرحوم ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر افق کے اس پار جا چکے ہیں جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں لوٹا۔ انہیں مرحوم لکھتے ہوئے دل دہل جاتا ہے۔ ان کی وقیع اور رفیع الشان کتب انہیں ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔ جن کی ضوفشانی ہمیں اور آنے والی نسلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے صراط مستقیم کی نشاندہی کرتی رہے گی۔ علامہ کیلانی رحمہ اللہ جیسی نابغہ روزگار ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ ان کی رحلت سے ایک خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ فی الحال ان کے اعزہ و تلامذہ میں کوئی ان کا مثیل یا متبادل نظر نہیں آتا۔ ان کے ذکر خیر سے یہ شعر وردِ زبان ہو گیا ہے۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے پا نہ سکو گے

ایسے ہی نایاب ہستیوں کی یاد آنے پر میر تقی میر حال دل کا نقشہ یوں کھینچتا ہے۔

یارب! وہ صورتیں اب کس دیس بستیاں ہیں
کہ دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

علامہ مرحوم جیسے مایہ ناز محقق اور مفسر عرصہ دراز کے بعد جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ٹھیک کہا شاعر نے

من سہل ہمیں جانوں پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

صاحبو! ٹھیک ہے ہم علامہ موصوف کو یاد کر کے انتہائی افسردہ ہیں مگر یہ وقت نالہ و شیون اور جزع و فزع کا نہیں بلکہ از سرنو عزم و ہمت کو استوار کرنے اور راہوار عمل کو مہمیز دینے کا وقت ہے۔ بے شک وہ جسمانی لحاظ سے ہم میں موجود نہیں رہے مگر ان کا مقدس مشن تو بدستور موجود اور قائم ہے اور ہمیں بہ بانگ دہل پکار رہا ہے کہ اسے جاری و ساری رکھو ہمت نہ ہارو۔ اللہ تمہیں توفیق ارزانی عطا فرمائے گا۔ اس میں شک نہیں کہ ان جیسی واہبی قابلیت و صلاحیت، فہم و ادراک اور محققانہ نقد و نظر ہم کہاں سے لائیں لیکن ہم کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ ان کی وقیع تصانیف سے بالعموم اور ان کی عنقریب زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منصہ شہود میں آنے والی معرکتہ الآراء تفسیر "تیسیر القرآن" کے گہرے مطالعے سے بالخصوص، دور حاضر کے ذہنی و عقلی فتنوں سے نبرد آزما ہو سکتے ہیں اور قرآن و سنت کی خیرہ کن روشنی سے ظلمتوں کو منور کر سکتے ہیں۔

حضرت علامہ مرحوم کی مذکورہ تفسیر انشاء اللہ علوم و فنون، موضوعات و مضامین اور ہمہ جہت تحقیق و تدقیق کا ایک جہان سموئے ہوئے ہو گی۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ان کے اس شاہکار سے کما حقہ استفادہ کیا جا سکے۔ مجھے توقع ہے کہ اس تفسیر بے نظیر سے ان کے ورثاء، اعزہ، رفقاء تلامذہ اور خوشہ چین سب کے سب بہ توفیق ایزدی حسب دلخواہ متمتع ہوں گے۔ مذکورہ پس منظر میں راقم کی یہ تجویز ہے کہ علامہ کیلانی رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک مجلس تحقیق قائم کی جائے تاکہ انفرادی کی بجائے اجتماعی کاوشوں کے ذریعے ان کے گراں مایہ اور محققانہ کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔ آخر میں میری یہ دعا ہے اللہ تعالیٰ علامہ کیلانی مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد
آمین! ثم آمین!

وما علینا الا البلاغ المبین

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

دوسروں کو بھی مطلع کرنا

اگر آپ کے ہاتھ کوئی ایسی کتاب لگے جو آپ کو بہت پسند آئے اور فائدہ مند ہو تو آپ کو چاہئے کہ اپنی دوسری بہنوں کو بھی اس کتاب کے بارے میں مطلع کریں اور انہیں اس کا مطالعہ کرنے پر آمادہ کریں۔ بھلائی کا پتہ دینے والا بھی بھلائی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔

اور اگر کوئی ایسی کتاب آپ کے ہاتھ لگ جائے جو نقصان دہ ہو یا کسی خطرے کا باعث ہو تو آپ کو چاہئے کہ دوسری بہنوں کو بھی اس کے نقصان کے بارے میں اطلاع کر دیں اور انہیں خبردار کر دیں کہ اس میں غلط باتیں مذکور ہیں تاکہ وہ اس سے دور رہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ یادیں کچھ باتیں

محمد ایوب کیلانی

رب العزت کا فرمان کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ آدم و حوا کے ہر بیٹے کو یہ نوید سنا رہا ہے کہ وقت کا منہ زور گھوڑا اس کے قابو میں آنے والا نہیں۔ مکافات کی چکی اپنی رفتار سے چل رہی ہے اور عالم ارواح میں کطی السجل للکتب کی طرح یہ طے پاگیا تھا کہ زندگی کی یہ چند ساعتیں مستعار ہیں' مستقل نہیں۔ اللہ رب العزت خالق و مالک ہے لیکن اس کے باوجود اس نے والعصر کی قسم کھا کر بنی نوع انسان کو اس امر سے آگاہ کیا تھا کہ "میں اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کروں گا" اور پھر یہاں آکر بات ختم ہو جاتی ہے کہ سرور دو عالمؐ اس دنیا کی صرف ۶۳ بہاریں ہی دیکھ کر امتی امتی پکارتے ہوئے رخصت ہو گئے تو اس نفسا نفسی اور مادی دور کا عام انسان کس شمار و قطار میں ہے کہ وہ اپنی زندگی کا چند ساعتوں کی بھی یقین دہانی کرا سکے۔ یہ تو خالق کی مرضی ہے کہ وہ اپنے بندے کو کب اور کہاں تک مہلت کار عطا فرماتا ہے اور اقبال نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا:

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دما دم صدا کن فیکون

اور اسی "صدا کن فیکون" میں میرے محترم چچا مولانا عبدالرحمان کیلانی نے اپنی باری پر اپنی جان' جان آفریں کے حضور پیش کر دی۔ میں انسان پرست نہیں ہوں لیکن انسانیت کی قدر میرے ایمان کا حصہ ہے اسی لئے اظہار عقیدت کے یہ چند حروف سپرد قلم کر رہا ہوں کہ میں اسے اپنے اوپر قرض سمجھتا ہوں۔ قرض ادا تو نہیں ہو گا' سند ضرور مل جائے گی کہ خالق و مالک کے محبوب بندوں کا تذکرہ بھی بہت ساروں کو حق کی راہ سمجھا دیتا ہے۔

مرحوم و مغفور سے میرا خاندانی رشتہ تیسری پشت سے چچا بھتیجے کا ہے اور روحانی رشتہ استاد شاگرد ہونے کی حیثیت سے باپ بیٹے کا' لیکن میرے لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ کس رشتہ کو پہلے بیان کروں۔ ایک شفیق و مہربان چچا' خاندان کا سربراہ' قناعت پسند' متقی' معروف عالم دین' جفاکش اور محنت کا دلدادہ' ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑنے والا' جلال و جمال کی متلاشی دنیا میں اپنے آپ کو چھپا کر رکھنے والا' مفسر قرآن' محقق' عظیم مصنف' علم دوست' ممتاز خطاط اور روشنی کے چراغ روشن کرنے والا' میں کیا کیا خوبیاں یان کروں کہ میرا علم محدود اور قلم ضعیف ہے۔

ان تمام خوبیوں کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ صرف تصنیفات پر ایک نظر ڈالنے کے لئے ہی ایک کتاب درکار ہے' ایک مختصر مضمون لکھنا قرین انصاف نہیں۔ میں صرف اپنی چند یادیں ذہن میں تازہ کر کے اپنے دکھی دل کو سکون پہنچانا چاہتا ہوں اور قارئین کے سامنے وہ راز کھولنا چاہتا ہوں جس کی بنا پر آج "مطلع الفجر" نے ایسے ہی خاص نمبر شائع کرنے کی نہیں ٹھانی بلکہ تہہ میں بہت کچھ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ "مطلع الفجر" کے مدیر شخصیت پرستی سے بہت دور محقق' عالم دین اور عالم دوست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بزرگ ہیں لیکن اس کے باوجود مولانا کیلانی کی سیرت و افکار پر خاص نمبر شائع کر کے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ قحط الرجال کے اس دور میں جب کوئی محقق اس دنیا کو خیر آباد کہتا ہے تو ایک عالم اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے کس طرح تڑپ اٹھتا ہے۔

میں نے ایک استاد محترم سے پوچھا کہ بڑا آدمی کسے کہتے ہیں تو وہ گویا ہوئے۔ مکافات عمل صدیوں سے جاری و ساری ہے۔ ہر کوئی اپنی باری پر اس دنیا میں آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ اس مختصر مہلت کار میں جو انسان جتنا بڑا کام سرانجام دیتا ہے' وہ اتنا ہی عظیم ہوتا ہے۔ زمانے کی گردشیں تمہیں اسے دباتی رہتی ہیں۔ ہر انسان اپنے خداداد علم و فن اور فلسفہ کی نوعیت اور استعداد کے مطابق زندہ رہتا ہے۔" کسی انسان کا تذکرہ چند یوم' کسی کا چند ماہ اور کسی کا چند سال جاری رہتا ہے اور کوئی علم کے ایسے چراغ روشن کرتا ہے کہ اس کی یہ زندگی صدیوں پر محیط ہو جاتی ہے اور اس کی مثال محسن انسانیت ﷺ' ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم محدثین' ائمہ رحمہم اللہ تو ہیں ہی جن کے نام قیامت تک زندہ رہیں گے لیکن دنیاوی علم رکھنے والے بڑے بڑے سائنسدان' ڈاکٹرز اور شاعر بھی اپنے علم و فن اور عمرانی فلسفہ کے ماہرین بغیر کسی سرکاری سرپرستی کے صدیوں زندہ رہتے ہیں اور آنے والی نسلیں ان کے فن سے استفادہ کرتی ہیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ بھی ایک ایسے ہی لازوال خطیب تھے جنہوں نے عظمت کے فلسفہ کا تذکرہ ایک دوسرے رنگ میں کیا۔

انہوں نے کہا کہ "جو انسان دنیاوی مصلحتوں سے جتنا بلند ہوتا ہے وہ اتنا ہی عظیم ہوتا ہے" اور اس میں کوئی شک نہیں۔

مجھے مولانا مرحوم کی زندگی پر ایک بھتیجا ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ ان کے علم و فن اور ان کی مصلحتوں سے ماورائی زندگی ہونے کی حیثیت سے نظر ڈالنی ہے کہ شخصیت کے بڑے پن کی میرے نزدیک یہی کسوٹی ہے۔

۰ے ء سے ۷۷ ء تک میرا لاہور میں قیام رہا اور زیادہ تر وقت وسن پورہ میں ہی گزرا۔ اس دوران مرحوم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے' فن خطاطی میں اصلاح لینے اور تقریباً دو ڈھائی سال مرحوم کے پاس قرآن پاک کا اردو ترجمہ و تفسیر کی کتابت کرنے کا موقع میسر آیا۔ ان کی معاملہ فہمی اور دیانت داری کے بارے میں تو مجھے اتنا یاد ہے کہ میں کیا ان کے پاس کام کرنے والے اکثر لوگ کام مکمل کر کے ان کے حوالے کر دیتے اور جب' جتنے پیسوں کی ضرورت ہوتی لے جاتے' حساب کتاب رکھنا انہی کے سپرد تھا۔ اپنے تمام شاگردوں کو فن کتابت بھی سکھایا اور پھر اس بات کی بھی فکر رہی کہ ان کو روزگار بھی میسر آئے۔ مرحوم کے شاگردوں میں سے چند ایک عصر حاضر کے نامور خطاط ہیں۔

یہ وہ دور تھا جب مرحوم کے پاس اینٹوں کا بھٹہ اور درجنوں کام کرنے والے افراد ہوتے تھے' شاگردوں اور کرایہ داروں کا ایک جمگھٹا سا لگا رہتا تھا۔ یہ عموماً تنگ دستی کا دور تھا۔ جس زمانے میں لوگوں کے پاس سائیکل نہیں ہوتی تھی مرحوم کے ٹرک چلتے تھے لیکن اس انکساری اور محنت شعاری کے کیا کہنے کہ اس عالم میں بھی وہ اکثر اپنی بیٹھک کے ایک کونے میں کھڑکی کے ساتھ بیٹھے کتابت کرتے اور پھر نماز کے وقت تیز تیز مسجد کی طرف جاتے نظر آتے تھے۔ مرحوم نے اپنی زندگی میں پچاس سے زائد مرتبہ قرآن پاک کی کتابت کی جن میں ایک مرتبہ سفر حج کے دوران مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر مکی سورتوں کی کتابت اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے سائے میں مدنی سورتوں کی کتابت بھی شامل ہے۔

یہ انہی دنوں کی بات ہے کہ ایک مرتبہ ان کے ایک صاحب زادے جو قرآن پاک کے حافظ ہیں' رمضان کے مہینے میں قاری صاحب کی آمد میں تاخیر ہو جانے پر نماز تراویح کی خاطر آگے کھڑے ہو گئے' دو رکعتوں کے بعد قاری صاحب تشریف لے آئے تو انہوں نے کہا کہ چونکہ میں یہاں امامت کرواتا ہوں' اس لئے یہ میرا حق ہے۔ نمازیوں نے کہا کہ چونکہ حافظ شفیق صاحب نماز پڑھا رہے ہیں اس لئے وہی نماز پڑھائیں گے۔ مرحوم نے اپنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ محفوظ رکھا لیکن جوں ہی حافظ شفیق الرحمٰن صاحب نے تلاوت میں غلطی کی دوسری ہی رکعت کے بعد اپنے صاحبزادے سے کہا کہ بھائی تمہارا حق بنتا ہے چونکہ تم پہلے آئے ہو لیکن قاری صاحب کی قرات پختہ ہے اس لئے تم ان کے حق میں دستبردار ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے وہ اعزاز جو لوگوں نے ان کے صاحبزادے کو دیا ہوا تھا خود اپنے ہاتھوں ایک دوسرے حافظ صاحب کو دے کر یہ ثابت کیا کہ قرآن پاک کی صحیح قراءت اور خوش الحانی رکھنے والا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔

خاندانی فہم و فراست کا یہ عالم تھا کہ جب میرے گاؤں میں میرے والد گرامی نے پہلے پہل اہلحدیث مسلک اختیار کیا تو گاؤں میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ گاؤں والوں نے والد صاحب کو وہابی' وہابی کہتے ہوئے مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا اور گاؤں کی واحد حنفی مسلک کی مسجد سے نکال دیا اور کہا کہ اگر تم نے یہ مسلک اپنانا ہے تو اپنی الگ مسجد بناؤ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ حالانکہ گاؤں میں خاندان کے اور بھی کئی گھرانے تھے لیکن والد صاحب اپنے شاگردوں اور اپنے ساتھ مسلک اہلحدیث قبول کرنے والوں کے ساتھ گاؤں سے باہر تشریف لائے اور گاؤں والوں کے ساتھ خاندان والوں کو بھی سمجھایا کہ صرف قرآن و حدیث اور اتباع سنت سے ثابت معاملات کی پیروی کرنے میں ہی نجات ہے۔ چنانچہ ان کی معاملہ فہمی اور علمی فراست کے نتیجے میں گاؤں میں جو ایک بہت بڑا تفرقہ پیدا ہونے والا تھا' ختم ہو گیا۔

مرحوم کی زندگی میرے سامنے ہے۔ بچپن سے ہی ہر امتحان میں اول آتے رہے۔ پرائمری میں وظیفہ حاصل کیا۔ میٹرک میں پہلی پوزیشن لے کر وظیفہ حاصل کیا اور جب ۱۹۴۴ء میں فوج میں بھرتی ہونے کے لئے امتحان دیا تو وہاں بھی پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ممتحن بریگیڈیئر نے کہا کہ داڑھی منڈا دو تو میں تمہیں بریگیڈ بھیج دوں گا لیکن اسلامی گھرانے میں پرورش پانے والے اس ہونہار نوجوان کو یہ کب گوارا تھا' صاف انکار کر دیا اور ایک عام کلرک کی حیثیت سے فوج میں ملازمت شروع کی لیکن اللہ تعالیٰ نے مرحوم سے جو عظیم کام لینا تھے ان کے لئے وہ ماحول سازگار نہ تھا چنانچہ دو سال ہی گورنمنٹ کی سروس کر کے گاؤں چلے آئے۔

ایک مرتبہ انہوں نے خود مجھے بتایا کہ میری زندگی میں بہت سے نشیب و فراز آئے ہیں اور کتابت کے حوالے سے بھی تین چار واضح دور آئے۔ ایک لیتھو کا زمانہ تھا۔ جب کاتب کم اور کام بہت زیادہ ہوتا تھا لیکن جب موی کاغذ (بٹر پیپر) کا زمانہ آیا تو یہ سمجھا جانے لگا کہ اب یہ فن ختم ہونے کو ہے لیکن کچھ ہی عرصے میں یہ بات پھر واضح ہو گئی کہ نہیں' علم حاصل کرنے والوں اور علم پھیلانے والوں میں کمی نہیں' اضافہ ہوا ہے اور ایک دوسرا مزید بہتر اور جدید دور شروع ہوا ہے۔ آفسٹ کتابت اور جدید پرنٹنگ مشینوں کی بدولت ایک ہی کتاب مختلف سائزوں اور صورتوں میں شائع کرنا آسان ہو گئی ہے اور پھر ایک وہ دور آیا جس میں کتابت کمپیوٹر ہونے لگی اور انسان نے مشین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے لیکن فن کی قدر کرنے والوں میں کمی نہیں آئی۔

۸۰ کی دہائی کے شروع میں' میں کراچی آ گیا تو اس دوران دو تین مرتبہ کراچی تشریف لائے۔ کراچی میں ان کی ایک صاحبزادی رہتی تھیں۔ اس دوران ملاقات ہوئی۔ مجھ جیسے نادار نے جب ان سے اپنے غریب خانے پر تشریف لائے کی درخواست کی تو اپنی تمام تر مصروفیات اور پروگرام کو سمیٹتے ہوئے تشریف لائے اور دعوت شیراز سے محظوظ ہوئے--- بہت دیر تک باتیں کرتے رہے اور خاندانی پس منظر بیان کرتے ہوئے مجھے اپنے محلے میں مسجد بنانے کا مشورہ دیا اور ہر طرح کے تعاون کی بھی یقین دہانی کرائی۔

ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے سعودی عرب جانے کے لئے ویزا لگوانے کے سلسلہ میں کراچی تشریف لائے تو انہوں نے ایک موٹی سی کتاب میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا کہ یہ ایک تحفہ ہے جو والد صاحب نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔ کتاب کے غلاف پر جو نظری پڑی تو "مترادفات قرآن" کے نیچے تالیف عبدالرحمٰن کیلانی پڑھ کر حیرت ہوئی اتنی موٹی کتاب لکھ دی۔ لیکن جب اس

بقیہ : صفحہ ۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت العالم موت العالم

ام سیف اللہ

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر مغرب کی آذان کے الفاظ فضاؤں میں گونج رہے تھے۔

کچھ عرصہ قبل ابا جان اپنی تفسیر مکمل کر چکے تھے اب انڈکس کی تیاری میں حد درجہ منہمک تھے، مگر جونہی آذان کی آواز کانوں میں پڑی تمام مصروفیات ایک طرف چھوڑ کر یوں نماز کی تیاری میں مشغول ہو گئے گویا دنیا اور متاع زیست سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ وضو کر کے تولیے سے ہاتھ منہ صاف کرتے ہوئے چار سالہ پوتے سیف اللہ کی طرف نظر اشتیاق سے مخاطب ہوئے۔

"ہوں! چلو گے نماز پڑھنے۔"

دادا جان کی پر رعب آواز آئی۔

"جی! دادا جان" پوتے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

سیف اللہ اپنے والدین کے ساتھ سعودیہ سے اپنے دادا جان مولانا عبدالرحمان کیلانی کو ملنے آیا ہوا تھا۔ ننھے پوتے کے لئے دادا جان کی شخصیت میں حد درجہ دلکشی تھی۔ تمام وقت دادا جان کی حرکات نوٹ کرنے اور نقل کرنے میں مشغول رہتا یا پھر تقریر کا دھنی ہونے کی وجہ سے ہر آنے جانے والے کو تقریر سناتا تو دادا جان مسکراتے ہوئے اپنے لاڈلے پوتے کو دیکھنے میں محو ہو جاتے، معصوم صورت، بلند آواز جس میں ہلکا ہلکا بھاری پن تھا سب کو بھلی معلوم ہوتی ہر کوئی اس کی تقریر سن کر محظوظ ہوتا۔

سیف اللہ دادا جان کے ساتھ مسجد جانے کے لئے مچلنے لگا۔ فوراً جوتی پہنی اور تیار ہو گیا۔

"پکڑو! میری انگلی"

دادا جان نے دائیں ہاتھ کی انگشت بڑھاتے ہوئے کہا۔

ابا جان اس قدر سبک رفتار تھے گویا وقت کی گھڑیاں پر پاؤں ہوں۔ جس تیزی سے وقت بڑھتا جاتا، اسی تناسب سے ابا جان کے قدم آگے بڑھتے جاتے میں بیٹے کو منع کرنا چاہتی تھی بھلا تم دادا جان کے ساتھ کیسے جا سکتے ہو؟ پیچھے رہ جاؤ گے اور کہیں کھو جاؤ گے، مگر ابا جان کے سامنے کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ وہ انگلی لگا کر پوتے کو مسجد لے گئے، دس منٹ بعد اپنے اکلوتے بیٹے کو دادا جان کے ساتھ آتے دیکھا تو خوشی ہوئی کہ بخیر لوٹ آیا ہے۔ سیف اللہ آج بے حد خوش تھا کیونکہ اس نے دادا جان کے ساتھ نماز ادا کی تھی۔ مسجد خاصی دور ہونے کے باوجود ابا جان کی سبک رفتاری نے فاصلے سمیٹ کر رکھ دیئے تھے پانچوں وقت کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتے۔

باوجود تصنیف و تالیف میں مشغول رہنے کے ابا جان نے زندگی تمام حقیقتوں کی جانب بھی کماحقہ توجہ رکھی تمام عزیزواقارب اور رشتہ دار بیٹے بیٹیوں کی شادیوں پر اہتمام سے جاتے۔ کوئی وفات پا جاتا تو لواحقین سے تعزیت بھی ضرور کرنے جاتے تھے۔ گھر میں تمام چھوٹے بڑے امور کی انجام دہی میں اس قدر پرجوش حصہ لیتے کہ ہر کوئی محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ ابا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان کی زندگی اس قدر بھرپور تھی کہ ماشاء اللہ فی الوقت اکہتر بیٹے' بیٹیاں' پوتے' پوتیاں' نواسے نواسیاں ہونے کے باوجود ہر ایک کی جانب پوری توجہ تھی۔ ہر ایک کی خوبیاں ان کی نگاہ میں رہتیں اور اپنی خوبیوں کے حوالے سے وہ اس سے مخاطب ہوتے۔ اس کے علاوہ اپنے بہن بھائیوں کی اولادوں کی بھی خوب خبر رکھتے۔ ان کی خانگی زندگی سے آگاہ رہتے اور ان کے اختلافات مٹانے اور تصفیے کرانے میں حسب توفیق حصہ لیتے۔

آپ اس قدر زندہ دل تھے کہ جب بیٹے بیٹیاں مع اہل و عیال اکٹھے ہوتے تو محفل سجا لیتے کسی بچے سے تلاوت' کسی سے نعت' کسی سے نظم اور کسی سے تقریر سنتے اور حسب موقع ہر بچے کی صلاحیت کو سراہتے ہوئے ہلکے پھلکے انعامات کا سلسلہ بھی جاری رکھتے جس کی وجہ سے بچے اور بھی جوش و خروش سے اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھانے لگتے۔

ابا جان کی شخصیت سادگی' طبیعت کے باوجود نہایت پروقار تھی۔ بارعب آواز' ہمدردانہ لب و لہجے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس قدر دراز قدوقامت اور خوبصورت بلندی' ناک عطا کر رکھی تھی اسی مناسبت سے انہیں عزت و وقار اور بلندی' شہرت تاحیات و بعد وفات عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دینی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے بحالت سجدہ ہائے نیاز اپنے پاس بلا لیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں بھی سچا مسلمان بنائے اور ایسی موت نصیب کرے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ ایسی نابغہ' روزگار ہستیاں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں میں سے ایک پیدا کرتا ہے۔ ہم پر اللہ رب العزت کا صد احسان ہے کہ ہم ایسی شخصیت سے فیض یاب ہوئے ہیں۔

ابا جان کی شخصیت کا انتہائی دلکش پہلو جو مجھے بے حد پسند تھا وہ ان کا انوکھا طریق مشاورت تھا۔ ہر معاملے میں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا فریقین کو بیٹھا کر اعتراضات سنتے' کماحقہ' اس پر بحث کرتے ہوئے صلح کا کوئی نہ کوئی پہلو نکال ہی لیتے۔ میں قرآن مجید کا اصول واللّٰہ هم شوریٰ بینهم کا یہی مفہوم سمجھتی رہی کہ یہ اسلامی حکومت سے متعلق ہے' مگر یہاں تو یہ حال تھا کہ گھر میں ہونے والی ہلکی پھلکی نوک جھوک پر بھی مثبت انداز سے تبصرہ ہو جاتا اور فریقین مطمئن ہو جاتے۔ ابا جان کے اس طریق مشاورت کا سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ گھر میں اعتماد کی فضا بحال رہتی۔ ہر کسی کا دل مطمئن رہتا۔ خصوصاً ابا جان کو اس سے بہت فائدہ ہوتا کہ ان کا دل صاف رہتا اور وہ دوبارہ اپنے کام میں تن دہی سے مصروف ہو جاتے میں نیمی ان کی اس عادت سے بہت فائدہ اٹھایا اکثر اپنے معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کرتی تھی۔

ابا جان کی زندگی ایک ایسا گلدستہ تھا جس میں انہوں نے ہر طرح کے خوبصورت پھول سجا رکھے تھے۔ کل نفس ذائقة الموت کے مصداق ہر ایک کے لئے فنا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ موت العالِمِ موت العالَمِ "ایک ایسے جید عالم کی وفات سے جو خلا واقع ہوا ہے اس کے لئے میں تہہ دل سے دعاگو ہوں کہ اللہ رب العزت ابا جان کی اولاد میں سے ایسے صالح عالم دوبارہ پیدا کرے جو ان کے مشن کی تکمیل میں تاحیات اسلام کی خلوص دل سے خدمات کرتے رہیں۔ (آمین)

فرمان رسول ﷺ

سنی سنائی

ہر سنی سنائی بات کو موضوع گفتگو بنا لینا کوئی اچھی عادت نہیں ہے کیونکہ اس طرح جھوٹ میں واقع ہو جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا پھرے۔" (صحیح مسلم' مقدمہ' حدیث:5)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے پیارے ابّاجان

نجیب الرحمن کیلانی

ابا جان مرحوم بہت ہی سادہ طبیعت اور درویش صفت انسان تھے۔ میں نے گھر اور باہر جب بھی انہیں دیکھا سفید لباس ہی میں دیکھا۔ سفید لباس تہبند اور قمیض پر مشتمل ہو یا شلوار قمیض پر سر پر ہمیشہ سفید رومال رکھتے اور بازار جاتے وقت سیاہ رنگ کی جناح کیپ استعمال کرتے۔ لکھنے کے لئے ہمیشہ کوئی بھی معمولی سا قلم اور سواری کے لئے سائیکل ہی استعمال کی۔ مالی طور پر بہت مستحکم تھے مگر اس کے باوجود کبھی تصنع یا بڑائی کا اظہار نہیں کیا۔

والد صاحب مرحوم کے چار بھائی تھے۔

ان چار بھائیوں میں چار چار سال کا فرق تھا۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ پہلے تینوں بھائی اسی ترتیب سے چار چار سال کے وقفے سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

بچپن میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ٹیوشن پڑھا کر اور کبھی دکان کے ذریعہ اپنے والد صاحب کا ہاتھ بٹایا۔ ان حالات میں ہمیشہ ہر امتحان میں اعلیٰ کامیابی اور وظیفہ حاصل کیا۔ بی اے کا امتحان گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے نہ دے سکے۔ محترم ابا جان نے فوج میں ملازمت کی۔ اور فوج سے صرف اس بنا پر استعفیٰ دے دیا کہ یہ ملازمت داڑھی رکھنے سے مانع تھی۔ جب کہ انہیں داڑھی منڈوانا منظور نہ تھا۔ حالانکہ محکمہ نے انہیں پروموشن اور تنخواہ میں اضافے کا بھی لالچ دیا۔ مگر یہ چیزیں سنت رسول ﷺ کے مقابلہ میں ان کے سامنے ہیچ تھیں۔

استعفیٰ کے بعد کتابت کو بطور پیشہ اختیار کیا۔ 1947ء سے 1965ء تک اردو کتابت کی اور اس وقت کے سب سے بہتر ادارے "فیروز سنز" سے منسلک رہے۔ 1965ء میں قرآن مجید کی کتابت شروع کی اور تاج کمپنی کے لئے کام کرتے رہے۔ غالباً 50 کے قریب قرآن مجید کی کتابت کی سعادت حاصل کی۔ خاص طور پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ 1972ء میں حج کرنے گئے تو مکی سورتوں کی کتابت بلال(مسجد حرام) میں بیٹھ کر کی اور مدنی سورتوں کی کتابت مسجد نبوی میں اصحاب صفہ کے چبوترہ پر بیٹھ کر کی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست۔

کتابت کے سلسلہ میں برادری کے بہت سے لوگوں کو ممنون کیا۔ انہیں کتابت سکھا کر باعزت روزگار پر لگایا۔ اس تعاون کے علاوہ برادری کے اکثر لوگوں کی حتی المقدور مالی اعانت کرتے رہے۔ اس کا اندازہ ہمیں ان کی زندگی میں بھی تھا۔ مگر اصل صورت حال ان کی وفات کے بعد معلوم ہوئی۔ ہر ضرورت مند کو اس کی ضرورت کے مطابق قرض حسنہ دے دیتے۔ اور بسا اوقات وہ واپس کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوتا تو معاف کر دیتے۔

1980ء کے بعد ہم بھائیوں نے انہیں فکر معاش سے آزاد کر دیا تو تصنیف و تالیف کی طرف توجہ ہوئی تو اس میدان میں بھی ماشاء اللہ بہت سے علماء و مصنفین حضرات کو پیچھے چھوڑ دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحوم نے معاشرت - معیشت- سیاست- عقائد اور جدید دینی مسائل پر تحقیق و تنقید کی- اور علمی حلقوں سے داد تحسین پائی-

ابا جان مرحوم کی تصانیف میں سے مترادفات القرآن' آئینہ پرویزیت' شریعت و طریقت - خلافت و جمہوریت' تجارت اور لین دین کے مسائل' عقل پرستی اور انکار معجزات' روح عذاب قبر اور سماع موتی'احکام ستر و حجاب' اسلام میں فاضلہ دولت کا مقام اور الشمس القمر' بحسبان ہیں-

ان کی وفات کے بعد جب ان کے مسودات وغیرہ دیکھے گئے تو کئی ایک غیر مطبوعہ کتب بھی ملیں جو وہ مکمل کر چکے تھے- ان میں سے نبی اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار طبع ہو چکی ہے- نبی اکرم ﷺ- پیکر صبر و ثبات' زیر طبع ہے- انشاء اللہ جلد ہی مارکیٹ میں آجائے گی- اس کے علاوہ تعلیق ثلاثۃ کے موضوع پر بھی ان کا ایک مفصل مقالہ موجود ہے جو کسی مناسب وقت پر طبع کر دیا جائے گا- ان شاء اللہ-

آخری عمر میں وہ قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھ رہے تھے- ان کی خواہش تھی کہ اس کو خود طبع کروائیں مگر عمر نے وفا نہ کی- اب اس پر کام جاری ہے- اس تفسیر کی خوبی یہ ہو گی- کہ متن قرآن کی کتابت 'ترجمہ اور حاشیہ سب کچھ ابا جان مرحوم کی ذاتی کاوش ہے- اس تفسیر میں انہوں نے آیت کے ساتھ مطابقت رکھنے والی احادیث کا حوالہ کے ساتھ ذکر کیا ہے- اور احادیث صرف صحاح ستہ سے لی ہیں- تفہیم القرآن کی ترتیب سے لکھی جانے والی اس تفسیر میں ایک اور خوبی یہ ہے کہ حاشیہ میں ذیلی سرخیوں کا بھی اہتمام کیا گیا ہے- غالبا یہ تفسیر بڑے سائز پر 3 جلدوں پر مشتمل ہو گی- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ احسن طریقہ سے طبع ہو کر جلد مارکیٹ میں آجائے-

1960ء میں ہماری والدہ محترمہ(خدا انہیں غریق رحمت کرے) نے گھر ہی میں بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا- آہستہ آہستہ اس کام میں اللہ نے اتنی برکت دی کہ آج وہی کونپل ایک تناور درخت بن چکی ہے-

مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات لاہور میں لڑکیوں کا سب سے بڑا دینی مدرسہ ہے- اس مدرسہ میں اس وقت تقریباً 75 کے قریب لڑکیاں رہائش پذیر ہیں- جن کا قیام و طعام مدرسہ کے ذمہ ہے- اس کے علاوہ تقریباً 200 لڑکیاں ہیں جو کہ صبح آتی اور پڑھ کر واپس اپنے گھروں کو چلی جاتی ہیں- قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس مدرسہ کی فارغ التحصیل کئی لڑکیوں نے اپنے اپنے علاقوں میں دینی تعلیم کے مدارس قائم کر رکھے ہیں اور بعض سرکاری سکولوں میں بطور عربی ٹیچر کام کر رہی ہیں- اس مدرسہ کے جملہ خارجی امور بھی ابا جان مرحوم اپنے ہاتھوں انجام دیتے تھے- اس سلسلہ میں کبھی لوگوں سے باصرار چندہ کا مطالبہ نہیں کیا- اگر کوئی خود دے دیتا تو لے لیتے بسا اوقات اپنی طرف سے بڑی بڑی رقوم اس مد میں خرچ کر دیتے مدرسہ کا تعلیمی معیار یہ ہے کہ لڑکیاں ہر سال وفاق المدارس کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کرتی ہیں-

محترم ابا جان نے دو دفعہ قومی سیرت کانفرنس میں انعام حاصل کیا- مقالے کا عنوان "اصلاح معاشرہ" اور دوسری دفعہ "پیغمبر اسلام داعی امن و اخوت" تھا- مرحوم اپنی زندگی میں اتنا کام کر گئے ہیں کہ بڑے بڑے علماء جن کے پاس اپنے ادارے اور ملازمین ہیں- حیران ہوتے ہیں کہ مرحوم کس طرح اکیلے یہ سارے کام کرتے اور ساتھ ساتھ اتنی تحقیقی اور معلوماتی کتب تصنیف کیں کہ جن سے آج علمی حلقے فائدہ اٹھا رہے ہیں- حاضرین کو کبھی بوریت کا احساس نہ ہونے دیتے- ہنس مکھ اور خوش مزاج ایسے تھے کہ ہر ایک کے ساتھ اس کی عمر کے مطابق بات چیت کرتے اور گاہے بگاہے طنز و مزاح کا سلسلہ بھی چلتا رہتا- نماز کے موقعہ پر ایک لمحہ کی تاخیر بھی برداشت نہ کرتے- گھر سے وضو کرتے اور مسجد میں جا کر پہلی صف میں شامل ہوتے- اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندے کی عزت افزائی کی- ساری عمر الحمدللہ کسی خاص بیماری سے واسطہ نہیں پڑا- 73 برس کی عمر میں بھی نوجوانوں سے زیادہ تیز چلتے تھے-

بقیہ : صفحہ ۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ
سُیِّرَتْ ﴿۳﴾ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾
وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

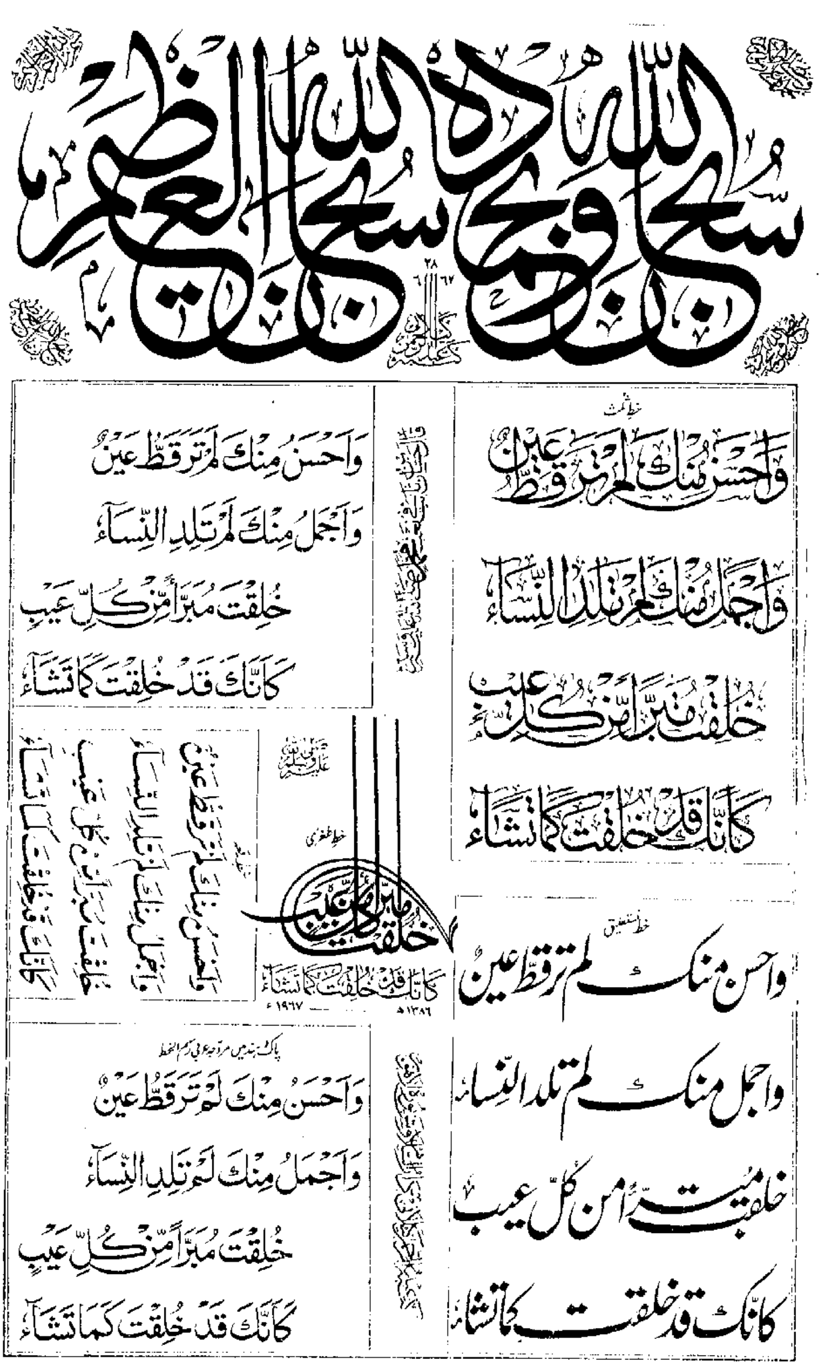

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِذَا المرءُ لم يدنس من اللّؤمِ عِرضُهُ
فكلُّ رداءٍ يرتديهِ جميلُ
وإِذا هو لم يحمل على النّفس ضَيمَهَا
فليس إلى حُسنِ الثّناءِ سبيلُ
إِذا قلَّ من كانت بقاياه مِثلُنَا
شبابٌ تَسامی للعُلیٰ وکُهُولُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَجَوتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبتُ عَنهُ
وَعِندَ اللهِ فِی ذَاکَ الجَزَآءُ
هَجَوتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِیًّا
رَسُولُ اللهِ شِیمَتُهُ الوَفَآءُ
فَاِنَّ أَبِی وَوَالِدَتِی وَعِرضِی
لِعِرضِ مُحَمَّدٍ مِّنکُم وِقَآءُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار السلام پبلیشرز کی طرف سے اردو زبان میں پہلی بار

جیبی تفسیر

دستیاب

تالیف :
ڈاکٹر محمد محسن خان

ترجمہ :
مولانا محمد جونا گڑھی ؒ

نظر ثانی :
حافظ صلاح الدین یوسف

تفسیر احسن الکلام

* قرآن مجید کا مکمل متن * سلیس اور با محاورہ ترجمہ * صحیح بخاری، تفسیر ابن کثیر اور تفسیر قرطبی سے ماخوذ حواشی سے مزین * قرآن کی مکمل موضوعاتی فہرست * پڑھنے میں نہایت آسان * صفحات : 1152 * سائز : 8x12cm * وزن صرف : 200gm * بائبل پیپر (25gm) پر خوبصورت طباعت * اٹلی (یورپ) سے طبع شدہ * قیمت نہایت مناسب

سیل سنٹر : رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون : 7120054 فیکس : 7354072

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Monthly **MATLA-UL-FAJR** Lahore
50-Lower Mall Near M.A.O. College Lahore. Ph:7232400 - 7240024 , Fax:7354072

دار السلام

اسلامی تعلیمات کا انسائیکلوپیڈیا
تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق بہترین کتابوں کا مجموعہ

★ ہر مسلمان کی بنیادی ضرورت ★ ہر لائبریری کی زینت
★ دوست احباب کے لئے نادر تحفہ ★ بچیوں کے جہیز کے لئے ایک عمدہ انتخاب

اسلامی لائبریری (سیٹ)

زین کے دیدہ زیب بیگ میں پیک

بیروت سے طبع شدہ

- تفسیر احسن البیان (نئے انداز تفسیری قالب میں)
- دلیل الطالبین ترجمہ فوائد ریاض الصالحین (۲ جلدیں)
- بلوغ المرام شرح اتحاف الکرام
- منہاج المسلم (اسلامی طرز زندگی)
- تجلیات نبوت (سیرت پر ایک عمدہ کتاب)
- مہر نبوت (سیرت پر ایک جامع کتاب)
- کتاب التوحید
- تقویۃ الایمان

خصوصیات
◇ تفسیر حدیث فقہ توحید اور سیرت رسول جیسے موضوعات پر مبنی ایک منفرد پیش کش
◇ معروف اہل علم کے قلم سے نہایت خوبصورت شستہ اور رواں اردو ترجمہ
◇ نئے تراجم کے ساتھ تحقیق و تخریج کا اہتمام
◇ ہر آیت قرآنی اور حدیث کی مکمل تشریح
◇ احادیث کا متن سو فیصد اعراب کے ساتھ

دار السلام پبلشرز و ڈسٹری بیوٹرز
رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون ۷۱۲۰۰۵۴ ، فیکس ۷۳۵۴۰۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ